حیاتِ اعلیحضرت

تصانیف ـــ تالیفات ـــ کتابیات

ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری رضوی

مکتبہ نبویہ ۞ گنج بخش روڈ ۞ لاہور

اعلیٰحضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں پر کتاب مستطاب

حیاتِ اعلیٰحضرت

تصانیف ــــ تالیفات ــــ کتابیات

ــــ تالیف لطیف ــــ

ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری رضوی

ــــ ترتیب وتہذیب ــــ

حضرت مولانا مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی

مکتبہ نبویہ ◎ گنج بخش روڈ ◎ لاہور

☆☆☆

نام کتاب ———— حیاتِ اعلیٰ حضرت

نام مؤلف ———— ملک العلماء محمد ظفر الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

موضوع کتاب ———— اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تصانیف، تالیفات و کتابیات

سالِ تصنیف ———— ۱۹۳۸ء

سالِ طباعت ———— ۲۰۰۳ء

ترتیب نو و تہذیب تازہ ———— مفتی مطیع الرحمٰن صاحب رضوی مضطر

تصحیح و نظر ثانی ———— مولانا مفتی عبدالمبین صاحب قادری رضوی

بشکریہ ———— رضا اکیڈمی ممبئی (انڈیا)

صفحات ———— ۵۹۲

ناشر ———— مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ لاہور

تقسیم کار ———— مکتبہ نبویہ و مرکزی مجلسِ رضا لاہور

قیمت اعلیٰ ایڈیشن ————

کوڈ نمبر ———— 2M64

ملنے کے پتے

☆ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا جاپان مینشن ریگل چوک کراچی

☆ افکارِ رضا ۱۶۷ ڈم ٹم کر روڈ بمبئی (انڈیا)

☆ اجمیری بک ڈپو ۱۶۷ ڈم ٹم کر روڈ بمبئی (انڈیا)

☆ ماہنامہ "کنزالایمان" ٹیامحل شاہ جہانی مسجد دہلی (انڈیا)

نوٹ:-

یہ کتاب ریسرچ سکالرز اور اعلیٰ حضرت پر تحقیقی کام کرنے والوں کیلئے بے حد مفید ہے۔

مرکزی مجلس رضا کے اراکین اور جہان رضا کے معاونین نصف ہدیہ ادا کریں گے

مختصر فہرست مضامین حیات اعلیٰ حضرت جلد دوم

مضامین

تصانیف

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی پیدائش اور نشو نما اس خاندان میں ہوئی جو علمی و عملی خاندان تھا، جہاں درس و تدریس وعظ و تقریر اور سب سے زیادہ تصنیف و تالیف، انشاء تحریر کا دستور تھا۔ اس لیے آپ نے ہوش سنبھالتے ہی تصنیف و تالیف کا چرچا دیکھا۔ (کذا) اس لیے قدرتاً آپ کی طبیعت کا میلان تدریس و تقریر سے کہیں زیادہ تصنیف و تالیف کی طرف تھا۔ اس کے علاوہ قدرت کو آگے چل کر انھیں مجدد مائۃ حاضرہ بنانا اور ان کے علوم و فنون سے زمانۂ دراز تک عرب و عجم، روم و شام اور تمام ممالک اسلامیہ کو فیضیاب کرنا تھا، اس لیے بھی ضروری تھا کہ حضور تدریس و تقریر کے اعتبار سے تصنیف و تحریر کی طرف زیادہ توجہ فرمائیں۔

اس لیے کہ تدریس و تقریر کا اثر محدود، خام اور جلد ختم ہونے والا ہوتا ہے۔ اور تصنیف و تحریر کا اثر غیر محدود و پختہ اور رہتی دنیا تک باقی رہنے والا ہوتا ہے۔ دنیا میں علماے کرام لاکھوں کیا کروڑوں ہوئے، جنھوں نے اپنے اپنے زمانوں میں عالم کو اپنے علوم و فنون سے مستفیض فرمایا۔ جہان میں اپنے علوم کی روشنی پھیلا کر تاریکی و جہالت دور کی۔ مگر آج ہم ان کے نام سے بھی واقف نہیں کہ وہ کون کون تھے؟ کہاں کہاں تھے؟ کن کن علوم کے جامع تھے؟ بہتوں کے ناموں اور ان کے معارف کا کچھ پتا بھی چلتا ہے تو دوسرے علماے معاصرین یا

[illegible] لوگوں کی تحریر ہی کی بدولت۔ بخلاف امام غزالی، امام رازی، اصحاب [illegible] ستہ، ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کہ ان کی تالیفات [illegible]تصنیفات کی بدولت آج (لوگ) براہ راست ان کے علوم و فنون سے مستفیض [illegible] رہے ہیں۔

[illegible] تحریر المذہب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کی برکت سے امام [illegible] امام اعظم ﷺ کے علوم و معارف اور اجتہادیات زندہ ہیں۔ تصوف کی [illegible]مات امام غزالی کی احیاء العلوم، حضرت مخدوم الملک شاہ شرف الدین [illegible] امام ہیں۔

ان سب وجوہ سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے بھی تدریس و وعظ کے اعتبار سے تصنیف و تالیف کی طرف زیادہ توجہ فرمائی۔ جس وقت آٹھ سال کی عمر شریف تھی، آپ نے ھدایۃ النحو کی شرح عربی زبان میں تالیف فرمائی۔ اس کے بعد جب تیرہواں سال عمر شریف کا ہوا، اس وقت حمد و ہدایت کی تعریف میں عربی زبان میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا، جس کا نام ضوء النھایۃ فی اعلام الحمد والھدایۃ ہے۔

میں نے ۱۳۲۷ھ میں حسب فرمائش مولانا المکرم حبینا الاکرم جناب مولانا مولوی سید محمد عبد الجبار صاحب قادری حیدرآبادی غفرلہ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ یوم ینادی المنادی، اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی پچاس علوم و فنون میں تصانیف کثیرہ کی فہرست مع فن و زبان و کیفیت مضمون و سال تصنیف کے بیان میں، ایک رسالہ مسمّیٰ بنام تاریخی المجمل المعدد لتالیفات المجدد تحریر کیا تھا، جو اسی زمانے میں مطبع پٹنہ میں باہتمام

حضرت مولانا ابوالمساکین محمد ضیاء الدین صاحب پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ چھپ کر شائع ہو چکا تھا۔ اس میں ساڑھے تین سو تصنیفات وتالیفات کی مفصل فہرست درج تھی۔

اس کے بعد جب ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ میں چار مہینے کی فرصت لے کر اعلیٰ حضرت کی تصنیفات کی اشاعت کے سلسلے میں بریلی شریف قیام کا موقع ملا۔ تو ۱۳۲۷ھ کے بعد سے سال وصال تک جس قدر تصنیفات ملی تھیں، ان کو بطور ضمیمہ اس رسالہ کے، اضافہ کیا، تو تصنیفات چھ سو سے فاضل ہوگئیں۔ جو چار قسموں پر منقسم ہیں۔

1. تصانیف خاصہ جن کے نام تاریخی ہیں۔
2. وہ تصانیف خاصہ جن کے نام تاریخی نہیں۔
3. تصنیفات اصحاب وقدسی احباب جن کے نام تاریخی ہیں۔
4. وہ تصنیفات اصحاب جن کے نام تاریخی نہیں۔

قسم سوم وچہارم، اگرچہ بنام تلامذہ واصحاب ہیں، لیکن درحقیقت (ان کو) اعلیٰ حضرت ہی کی تصنیف سمجھنا چاہیے، اس لیے کہ یہ وہ کتابیں ہیں، جو تلامذہ نے لکھ کر بغرض اصلاح پیش کیں، لیکن ان پر اصلاح کیا ہوئی! وہ مستقل تصنیف ہی ہوگئیں۔ اس لیے ایسی کتابوں کو اعلیٰ حضرت نے اپنی طرف منسوب کرنا پسند نہ فرمایا ـــــــ علاوہ بریں یہ اساتذہ علما کی قدیم عادت ہے کہ کسی مصلحت سے اپنی کسی کتاب کو کسی شاگرد کی طرف نسبت کر دیتے ہیں، اور قدیم زمانہ سے حال تک، اس کا بلا نکیر رواج ہے۔ اعلیٰ حضرت کی تصنیفات ۱۳۲۷ھ تک ساڑھے تین سو تھیں، جن کا بیان میں نے اپنے رسالہ المجمل المورد لتالیفات

المجدد میں کیا ہے۔ پہلے ان سب کو اسی ترتیب سے ذکر کروں گا۔ اس کے بعد پھر ان کو بترتیب فنون وعلوم ذکر کر کے جو کتابیں میرے پاس ہیں، یا میری نظر سے گذری ہیں، ان کے کچھ تفصیلی حالات لکھوں گا۔ ورنہ فقط نام اور مجمل حالات پر اکتفا کروں گا۔ اس کے بعد بطور ضمیمہ رسالہ المجمل المورد ۱۳۲۷ھ کے بعد سے سال وفات تک کی تصنیفات کو اسی طرح چار حصے کر کے ان کا شمار، سال تصنیف، نام کتاب، فن، زبان، کیفیت مضمون لکھوں گا۔ اس کے بعد پھر ان سب کو بھی بترتیب علوم وفنون ذکر کر کے تفصیلی حالت بیان کروں گا۔

وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تصانیف خاصہ

نمبر شمار	سن تصنیف	نام کتاب	فن	زبان	کیفیت	مضمون کتاب
۱	۱۲۸۵	ضوء النهاية في اعلام الحمد والهداية	کلام	ع	موجود	حمد وہدایت کی تعریف
۲	۱۲۸۸	حل خطاء الخط	رد وہابیہ	ف	مبیضہ	رد خرافات اسمٰعیل دہلوی
۳	۱۲۹۰	السعي المشكور في ابداء الحق المهجور	کلام	ع	مسودہ	مسئلہ صفات باری تعالیٰ وتحقیق مذہب اہل سنت
۴	۱۲۹۴	معتبر الطالب في شيون ابي طالب	کلام	ھ	مبیضہ	شرح ابی طالب میں داخل کردیا گیا
۵	۱۲۹۵	النيرة في شرح الجوهرة ملقب به النيرة الوضية في شرح الجوهرة المضية	فقہ	ھ	مطبوعہ لکھنؤ	مسائل حج وزیارت کا بیان یہ رسالہ باراول کے حج میں مکہ مکرمہ میں ایک دن میں تالیف فرمایا[م]
۶	۱۲۹۶	اطائب الاكسير في علم التكسير	تکسیر	ع	ناتمام	علم تکسیر اور مصنف کے ایجادات کثیرہ
۷	=	نفي الفيء عمن بنوره أنار كل شيء	فضائل	ھ	مبیضہ	اس بارے میں کہ نبی ﷺ کا سایہ نہ تھا[م]
۸	۱۲۹۷	الكلام البهي في تشبيه الصديق بالنبي	مناقب	ھ	مبیضہ	صدیق اکبر کی سید عالم ﷺ سے مشابہتیں
۹	=	وجد المشوق بجلوة اسماء الصديق والفاروق	مناقب	ھ	مبیضہ	صدیق وفاروق کے صدہا نام کہ احادیث میں آئے

نمبر شمار	سن تصنیف	نام کتاب	فن	زبان	کیفیت	مضمون کتاب
۱۰	=	مطلع القمرين في ابانة سبقة العمرين	عقائد	ھ	مبیضہ	تفضیل شیخین پر کمال مبسوط کتاب[م]
۱۱	=	سلطنة المصطفیٰ في ملكوت كل الورىٰ	فضائل ورد	ھ	مسودہ	فضائل اقدس میں ایمان افروز کتاب[م]
۱۲	۱۲۹۸	اعتقاد الاحباب في الجميل و المصطفیٰ والآل والاصحاب	عقائد	ھ	مبیضہ	اللہ ورسول وآل واصحاب کے باب میں اہل سنت کے اعتقاد[م]
۱۳	=	احكام الأحكام في التناول من يد من ماله حرام	فقہ	ھ	اکثر مبیضہ	مال حرام والے کے ساتھ معاملات اور اس کے تفقات
[illegible]	[illegible]	انفس الفكر في قربان البقر	فقہ ورد ہنود	ھ	مبیضہ	ہندوستان میں گائے کی قربانی جاری رکھنا واجب ہے[م]
[illegible]	[illegible]	احلال جبريل بجعله خادما للمحبوب الجميل	فضائل	ھ	مسودہ	جبریل امین خادم مصطفیٰ ﷺ ہیں
[illegible]	[illegible]	الامر باحترام المقابر	فقہ ورد	ھ	مطبوعہ	اہلاک الوہابیین میں شامل کیا گیا[م]
[illegible]	۱۲۹۹	اقامة القيامة على طاعن القيام لنبي تهامه	فقہ ورد وهابية	ھ	مبیضہ	مسئلہ قیام مجلس میلاد مبارک [م]
[illegible]	۱۲۹۹	هدى الحيران في نفي الفيء عن شمس الاكوان	فضائل ورد	ع ف	مبیضہ	نبی ﷺ کے سایہ نہ ہونے کے باب میں ایک مخالف کارد[م]
[illegible]	[illegible]	حسن البراعة في تنفيذ حكم الجماعة	فقہ	ع	مسودہ	جماعت اولیٰ اور مسجد واجب ہے۔

۲۰	=	النعیم المقیم فی فرحة مولد النبی الکریم	فقہ ورد	ھ	مطبع	رشاقة الکلام میں شامل کیا گیا
۲۱	۱۳۰۰	الزلال الانقیٰ من بحر سبقة الاتقیٰ	تفسیر ورد تفضیلیہ	ع	مبیضہ	آیۃ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کی تفسیر[م]
۲۲	=	بذل الصفا لعبد المصطفیٰ	عقائد ورد وہابیہ	ھ	مسودہ	عبدالنبی غلام مصطفیٰ نبی بخش ناموں کا جواز
۲۳	=	البشریٰ العاجلة من تحف آجلہ	عقائد ورد [illegible]	ع		تفضیلیہ ومفسقان امیر معاویہ کا رد
۲۴	=	النذیر الھائل لکل جلف جاھل	عقائد ورد وہابیہ بالخصوص نذیر حسین	ھ	مسودہ	مجلس میلاد مبارک کے بارے میں مولوی نذیر احمد دہلوی کے ایک فتویٰ کا انہیں کے دوسرے فتوے سے رد
۲۵	۱۳۰۱	منیر العینین فی حکم تقبیل الابھامین	فقہ ورد	ھ	مطبع	اذان میں نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا
۲۶	=	المقالة المسفرة عن احکام البدعة المکفرة	فقہ	ع	مسودہ	جو بدعت کفری رکھتا ہو تمام احکام میں مثل مرتد ہے
۲۷	=	المحمل المسدد ان ساب المصطفیٰ مرتد	فقہ	ع	مبیضہ	حضور اقدس ﷺ کی شان میں ادنیٰ گستاخی کرنے والا کافر ہے۔
۲۸	۱۳۰۲	اجود القریٰ لمن یطلب الصحة فی اجارة القریٰ	فقہ	ھ	مبیضہ	دیہات کا رائج ٹھیکہ حرام اور جواز کی صورت
۲۹	=	نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوبا	فقہ ورد وہابیة	ھ	مسودہ	دفع وبا کو اذان

۳۰	۱۳۰۳	الاحلیٰ من السکر لطلبة سکر روسر	فقہ	ھ	مطبع حنفیہ	شکر روسر وغیرہ صدہا جزئیات کا قانون
۳۱	۱۳۰۳	الاھلال بفیض الاولیاء بعد الوصال	رد وہابیہ	ھ	بمبئی	حیات الموات میں شامل کیا گیا[م]
۳۲	=	مجیر معظم شرح قصیدہ اکسیر اعظم	مناقب	ف	مبیضہ	فضائل سرکار غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۲	=	جمال الاجمال لتوقیف حکم الصلاة فی النعال	فقہ	ع	مسودہ	نیا جوتا پہنکر نماز پڑھنا کیسا ہے اور استعمالی جوتا پہنکر پڑھنے اور مسجد میں جانے کا حکم
۳۴	=	منزع المرام فی التداوی بالحرام .	فقہ	ع	ناتمام	حرام چیز بطور دوا بھی استعمال نہیں ہوسکتی
۳۵	۱۳۰۴	مقامع الحدید علیٰ خد المنطق الجدید	کلام	ھ	مبیضہ	فلسفہ جدیدہ کا مخالف عقائد ہونا[م]
۳۶	=	معدل الزلال فی اثبات الھلال	فقہ	ھ	مبیضہ	انجمن اسلامیہ بریلی کو اثبات ہلال میں غلط فہمی پر تنبیہ اور مسائل شرعیہ کی تعلیم
۳۷	=	طوالع النور فی حکم السرج علی القبور	فقہ ورد وہابیہ	ھ	ناتمام	قبروں پر چراغ جلانے کے تفصیلی احکام
۳۸	=	البارقة اللمعا علیٰ سامد نطق بالکفر طوعا	فقہ	ع	مسودہ	جو قصداً کلمہ کفر کہے اگرچہ معتقد نہ ہو کافر ہے

۳۹	=	جمل مجلیه ان المکروه تنزیها لیس بمعصیة	فقه	ع	مسودہ	مکروہ تنزیہی جائز ہوتا ہے اس کو گناہ کہنا خطا ہے
۴۰	=	انوار الانتباه فی حل نداء یارسول الله	فقه ورد	ہ	مسودہ	یارسول اللہ یا علی کہنے کا جواز
۴۱	=	التاج المکلل فی انارة مدلول کان یفعل	اصول فقه	ع	ناتمام	لفظ کان یفعل دوام میں نص نہیں
۴۲	۱۳۰۵	تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین	عقائد	ہ	مطبع قادری بریلی	سید انبیاء ﷺ کے سب انبیاء سے افضل ہونے پر دلیل (تین سو حدیثیں)
۴۳	=	حیاة الموات فی بیان سماع الاموات	عقائد و رد وهابیه	ہ	مطبوعہ بمبئی	اموات کے دیکھنے سننے کا ثبوت اور بعد وصال اولیاء کے فیوض و برکات [م]
۴۴	=	انهار الانوار من یم صلاة الاسرار	فقه ورد	ہ	مطبوعہ بریلی	نماز غوثیہ کا ثبوت مطبوعہ
۴۵	=	ازهار الانوار من صبا صلاة الاسرار	اذکار	ع	مبیضہ	طریقہ و نکات نماز غوثیہ [م]
۴۶	=	اسماع الاربعین فی شفاعة سید المحبوبین	حدیث ورد وهابیه	ع ہ	مبیضہ	شفاعت اقدس ﷺ میں چہل حدیث [م]
۴۷	=	البسط المسجل فی امتناع الزوجة بعد الوطی للمعجل	فقه	ہ	مبیضہ	زوجہ بعد وطی بھی مہر معجل لینے کے لیے اپنے نفس کو روک سکتی ہے

[illegible]	[illegible]	النهی الاکید عن الصلاة وراء عدی التقلید	فقه ورد غیر مقلدین	ہ	مبیضہ	غیر مقلدوں کے پیچھے نماز محض ناجائز ہے [م]
[illegible]	[illegible]	صیقل الرین عن احکام مجاورة الحرمین	فقه	ع	مبیضہ	حرمین میں مہاجر بن کر رہنا کیسا ہے [م]
[illegible]	[illegible]	ازکی الاهلال بابطال مااحدث الناس فی امر الهلال	فقه و رد گنگوہی	ہ	مطبع [illegible]	چاند کی خبر میں تار اور خط پر اعتبار نہیں [م]
[illegible]	[illegible]	باب غلام مصطفیٰ	فقه ورد وهابیه	ہ	مبیضہ	شامل رسالہ بذل الصفا کیا گیا
[illegible]	[illegible]	تلألؤ الافلاک بجلال حدیث لولاک	حدیث	ع ہ	مسودہ	حدیث لولاک کا ثبوت
[illegible]	[illegible]	التحبیر بباب التدبیر	فقه	ہ	مبیضہ	تقدیر پر ایمان کے ساتھ تدبیر سنت ہے اور منکر گمراہ [م]
[illegible]	[illegible]	احسن المقاصد فی بیان ما تنزه عنه المساجد	فقه	ہ	ناتمام	کیا کیا کام مسجد میں ناروا ہیں
[illegible]	[illegible]	[illegible] کافل لحکم القعدة فی المکتوبة والنوافل	فقه	ع	ناتمام	فرض و نفل میں قعدہ فرض ہے یا واجب
[illegible]	[illegible]	[illegible] الصلاة من شجرة اکارم الهداة	اذکار	ع	مبیضہ	درود میں شجرہ طیبہ کے اسماء بمعنی دیگر [م]
[illegible]	[illegible]	[illegible] الاحبین فی کون [illegible] بکفی الیدین	فقه ورد غیر مقلدین	ہ	اہل سنت	مصافحہ دونوں ہاتھوں سے سنت ہے [م]

۵۸	=	جاه القصيدة البغدادية ملقب به الزمزمة القمرية فى الذب عن الخمرية	مثنی	ه	مطبع اہل سنت بریلی	قصیدہ غوثیہ پر بعض جہال کے اعتراض کا رد
۵۹	=	اعلام الاعلام بان هندوستان دار الاسلام	فقه	ع ف	مبیضہ	ہندوستان دار الحرب نہیں [م]
۶۰	=	تيبان الوضوء	فقه	ه	مبیضہ	وضو غسل کی احتیاطیں [م]
۶۱	=	الحلاوة والطلاوة فى موجب سجود التلاوة	فقه	ع	مسودہ	سجدہ تلاوت کتنا پڑھنے سے واجب ہوتا ہے
۶۲	=	الادلة الطاعنه فى اذان الملاعنه	رد روافض	ه	مبیضہ	روافض کہ اذان میں کلمہ بلا فصل بڑھانے میں انہیں کی کتب سے انکار دوان پر لعنت [م]
۶۳	=	الاشكال الاقليدس لتكسير اشكال اقليدس	هندسه	ع	مسودہ	اقلیدس کے بعض اشکال پر امتحانی اعتراض
۶۴	=	عروس الاسماء الحسنىٰ فيما لنبينا من الاسماء الحسنىٰ	فضائل	ع ه	ناتمام	حضور اکرم ﷺ کے لیے ہزار سے زائد اسماء
۶۵	=	نائل الراح فى فرق الريح والرياح	تفسير	ف	مبیضہ	اطلاق ریح و ریاح کا فرق

۶۶	۱۳۰۷	حكم رجوع من ولى فى نفقة العرس والجهاز والحلىٰ	فقه	ه	مبیضہ	جسے دلہن کو جہیز دیا اور شادی میں خرچ اٹھایا وہ اس کی واپسی کا دعوی کر سکتا کیا حکم ہے اور شوہر کی طرف سے بری میں جو بھیجا جوڑا آتا ہے وہ کس کی ملک ہے
[illegible]	[illegible]	المنح المليحه فيما نهى من اجزاء الذبيحه	فقه	ع	مسودہ	ذبیحہ سے بائیس چیز کھانے کی ممانعت [م]
۶۸	[illegible]	سبحان السبوح عن عيب كذب مقبوح	عقائد ورد وهابيه	ه	مطبوعہ لکھنو پٹنہ	امکان کذب کا رد
۶۹	[illegible]	الزهر الباسم فى حرمة الزكاة على بنى هاشم	فقه	ه	مطبع حنفیہ پٹنہ	سادات پر زکاۃ حرام ہے ان کے دیے ادا نہ ہوگی
[illegible]	[illegible]	تجلى المشكاة لانارة اسئلة الزكاة	فقه	ه	حنفیہ پٹنہ	مسائل زکاۃ کے نفیس قانون [م]
[illegible]	[illegible]	التبصير المنجد بان صحن المسجد مسجد	فقه	ه	مبیضہ	مسجد کا صحن بھی مسجد ہے [م]
[illegible]	[illegible]	شرح الحقوق لطرح العقوق	اخلاق	ه	مبیضہ	ابوین، زوجین، استاذ وغیرہ کے حقوق [م]
[illegible]	[illegible]	حك العيب فى حرمة تسويد الشيب	فقه	ه	مبیضہ	سیاہ خضاب حرام ہے [م]
[illegible]	[illegible]	حقة المرجان لمهم حكم الدخان	فقه	ه	حنفیہ	حقے اور تمباکو کے احکام [م]

۷۵	=	عباب الانوار ان لا نکاح بمجرد الاقرار	فقہ	ھ	مبیضہ	صرف مرد وزن کے اس اقرار سے کہ ہم زن وشو ہیں نکاح نہیں ہوتا[م]
۷۶	=	الحجۃ الفائحہ لطیب التعین و الفاتحۃ	فقہ و ردوھابیہ	ھ	مبیضہ	دن معین کرنے اور دیگر تقییدات فاتحہ کا حکم[م]
۷۷	=	سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلاۃ العید	فقہ و رد وھابیہ	ھ	مبیضہ	نماز عید کے بعد دعا مانگنے کا ثبوت[م]
۷۸	=	الصافیۃ الموحیہ لحکم جلود الاضحیہ	فقہ و رد گنگوہی	ع	مبیضہ	پوست قربانی مسجد ومدرسہ میں صرف کرنا[م]
۷۹	=	الطرۃ فی سطر العورۃ	فقہ	ع	مسودہ	ستر عورت مردوزن کی تفصیل
۸۰	۱۳۰۸	کشف حقائق واسرار ودقائق	تصوف	ھ	مطبوعہ سیتاپور	سوالات تصوف کا جواب
۸۱	=	الحرف الحسن فی الکتابۃ علی الکفن	فقہ ورد وھابیہ	ھ	مبیضہ	کفن پر کلمہ وغیرہ لکھنے کا مسئلہ[م]
۸۲	=	ابر المقال فی استحسان قبلۃ الاجلال	فقہ ورد وھابیہ	ھ	مبیضہ	دست وپائے مشائخ وعلما وآستانہ مزارات وغیرہ پر بوسہائے تعظیمی کا بیان[م]
۸۳	=	فتح الملیک فی حکم التملیک	فقہ	ع	مبیضہ	تملیک نامہ وہبہ نامہ میں فرق نہیں

[illegible]	۱۳۰۹	الیاقوتۃ الواسطہ فی قلب عقد الرابطہ	سلوک ورد وھابیہ	ھ	اہل سنت بریلی	تصور برزخ کا جواز
[illegible]	[illegible]	النیر الشہابی علی تدلیس الوھابی	رد غیر مقلدین	ھ	مبیضہ	دربارۂ تقلید غیر مقلدوں کے بعض شبہات کا جواب[م]
[illegible]	[illegible]	اعز الاکتناہ فی رد صدقۃ مانع الزکاۃ	ترغیب وترھیب	ھ	مبیضہ	جو زکاۃ نہ دے اس کا صدقہ قبول نہیں[م]
[illegible]	[illegible]	الطیب الوجیز فی امتعۃ الورق والابریز	فقہ	ھ	مبیضہ	چاندی سونے کی کیا چیزیں مردوں عورتوں کو جائز ہیں اور کیا کیا نا جائز[م]
[illegible]	[illegible]	سبحان السبوح عن تقدیس نحس مکبوس	عقائد ورد وھابیہ	ھ	مسودہ	رد امکان کذب و ابطال خرافات رسالہ تقدیس القدیر
۸۹	[illegible]	انباء الحذاق بمسالک النفاق	حدیث	ھ	مسودہ	نفاق اعتقادی وعملی کا فرق اور اس کے بارے میں احادیث کثیرہ کا جمع کرنا
۹[illegible]	[illegible]	اہلاک الحلم فی وماس میعاد استحب لکم	تفسیر	ف	مسودہ	اجابت دعا کے کیا کیا معنی ہیں اثر ظاہر نہ ہوتا دیکھکر بیدل ہو جانا حماقت ہے
[illegible]	[illegible]	اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد	حدیث	ھ	مبیضہ	کن کن عمل کے سبب حقوق العباد سے نجات مل سکتی ہے[م]
[illegible]	[illegible]	مشعلۃ الارشاد الی حقوق الاولاد	اخلاق	ھ	مبیضہ	اولاد کے پیدا ہونے بلکہ شکم مادر میں آنے سے پہلے جو حقوق ہیں[م]

۹۳	=	رفیع المدلوك فی حکم السوائب وطرح المالك	فقه	ھ	مبیضہ	بجار اور ھندو گنگا میں کہنا ڈالتے ہیں ان کا حکم
۹۴	=	جلی الصوت لنهی الدعوة امام الموت	فقه	ھ	مبیضہ	اہل میت کی طرف سے اغنیا کی دعوت منع ہے [م]
۹۵	=	یسر الزاد لمن ام الضاد	فقه	ع	مسودہ	تحقیقات حرف ضاد ورراہ مار برہ گم شد
۹۶	۱۳۱۱	الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء	فقه وفضائل وردوهابیه	ھ	مطبع اہل سنت	فضائل اقدس وردشرک وہابیہ میں بے مثل کتاب [م]
۹۷	=	منبة اللبیب ان التشریع بید الحبیب	فضائل	ھ	اہل سنت	تمام احکام شرعیہ حضور کے اختیار میں شامل الامن والعلیٰ
۹۸	=	برکات الامداد لاهل الاستمداد	فقه ورد	ھ	اہل سنت	اولیاء سے استعانت کا ثبوت
۹۹	=	بذل الجوائز علی الدعاء بعد صلاة الجنائز	فقه ورد وهابیه	ھ	مطبوعہ بمبئی	نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے دعا کا جواز
۱۰۰	=	الهدایة المبارکه فی خلق الملٰئکة	حدیث	ھ	مبیضہ	ملٰئکہ کی پیدائش وموت کا بیان [م]
۱۰۱	=	رحیق الاحقاق فی کلمات الطلاق	فقه	ھ	مبیضہ	۱۳۰ الفاظ طلاق کا بیان کہ ان سے بائن پڑتی ہے اوران سے رجعی [م]

۱۰۲	=	نہج النسرین بجواب الاسئلة العشرین	ردوهابیه	ھ	مسودہ	وہابیہ کے متعلق ۲۰ سوالوں کا جواب
۱۰۳	=	بوارق تلوح من حقیقة الروح	تصوف	ع	مسودہ	روح کیا شی ہے
۱۰۴	=	المنی والدرر لمن عمد منی آرڈر	فقه ورد گنگوهی	ھ	مسودہ	منی آرڈر کرنا روا ہے اور فتوائے گنگوہی کا رد [م]
۱۰۵	۱۳۱۲	الکوکبة الشهابیة فی کفریات ابی الوهابیة	کلام ورد وهابیه	ھ	اہل سنت	ستر وجہ سے امام وہابیہ پر فقہا کے نزدیک لزوم کفر [م]
۱۰۶	=	سل السیوف الهندیه علی کفریات بابا النجدیة	ایضا	ھ	مطبع حنفیہ پٹنہ	الکوکبة الشہابیہ کا خلاصہ [م]
۱۰۷	=	وشاح الجید فی تحلیل معانقة العید	فقه ورد وهابیه	ھ	اہل سنت	عید کے بعد معانقہ نمازوں کے بعد مصافحہ جائز ہے [م]
۱۰۸	=	وصاف الرجیح فی بسملة التراویح	فقه ورد غیر مقلد	ھ	اہل سنت	ختم تراویح میں ایک ہی بار بسم اللہ بآواز پڑھیں اور گنگوہی کا رد [م]
۱۰۹	=	السیوف المخیفه علی عائب ابی حنیفه	اصول فقه ورد غیر مقلدین	ھ	مبیضہ	فتاوی عالمگیری سے اس قول کی شرح کہ جو شخص قیاس امام اعظم کو ناحق کہے کافر ہے
۱۱۰	=	العروس المعطار فی زمن دعوة الافطار	اذکار	ھ	مبیضہ	دعائے افطار افطار سے پہلے ہو یا بعد [م]

۱۱۱	=	القلادة المرصعه فی نحر الاجوبة الاربعة	فقه	ه	مبیضہ	اشرف علی تھانوی کے چار فتووں پر تحریر [م]
۱۱۲	=	حبل الاصفیاء فی حکم الذبح للاولیاء	فقہ ورد وہابیہ	ه	اہل سنت	مدار کے مرغ اور چہل تن کی گائے وغیرہ کا حکم [م]
۱۱۳	=	ستر جمیل فی مسائل السراویل	فقه	ه	مبیضہ	ڈھیلے اور تنگ پائجاموں اور تہبند کا حکم
۱۱۴	=	المتلطف بجواب مسائل التصوف	تصوف	ه	مسودہ	سوالات تصوف کا جواب
۱۱۵	=	اطائب التہانی فی النکاح الثانی	فقہ ورد وہابیہ	ه	مبیضہ	نکاح ثانی میں وہابیہ کا تشدد باطل ہے [م]
۱۱۶	=	راد القحط والوباء بدعوة الجیران ومواساة الفقراء	فقه	ه	مبیضہ	قحط ووبا میں مسلمانوں کی دعوت نافع ہے
۱۱۷	=	تنزیه المكانة الحیدریة عن وصمة عهد الجاهلیة	فضائل	ه	مبیضہ	مولیٰ علی پر کبھی بالتبع بھی لفظ کفر نہیں آیا [م]
۱۱۸	=	انجاء البری عن وسواس المفتری	مناقب	ع ه	مبیضہ	شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی جناب میں عقیدت
۱۱۹	=	سلب الثلب عن القائلین بطهارة الكلب	فقه	ع ف	مبیضہ	صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے
۱۲۰	=	رعایة المنه فی ان التهجد نفل او سنه	فقه	ه	مبیضہ	تہجد نفل ہے یا سنت

۱۲۱	=	حق الاحقاق فی حادثة من نوازل الطلاق	فقه	ه	مبیضہ	ایک مسئلہ طلاق کی نفیس تحقیق
۱۲۲	=	جمیل ثناء الائمه علیٰ علم سراج الامه	مناقب ورد غیر مقلد	ه	مسودہ	ائمہ نے امام اعظم کی کیا کیا مدح کی
۱۲۳	=	عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوك الاسلام	عقائد ورد مفسقه	ه	مسودہ	فضائل امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۲۴	=	اعلام الصحابة الموافقین للامیر معوية وام المومنین	تاریخ ورد مفسقه	ه	ناتمام	کون کون صحابہ امیر معویہ اور ام المومنین کے ساتھ تھے
۱۲۵	=	ذب الاهواء الوهیه فی باب الامیر معاویه	عقائد ورد مفسقه	ه	ناتمام	امیر معویہ پر سے مطاعن کا دفع
۱۲۶	۱۳۱۳	النز الکان بجواب سوال ارکات ملقب به الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذهبی	اصول فقه	ه	اہل سنت	حدیث پر چلنے کے لیے کیا کیا درکار ہے اور غیر مقلدین کی جہالت کا رد
۱۲۷	=	فتاوی القدوة لکشف دفین الندوة	عقائد ورد	ه	قادری	ردعقائد ندوہ
۱۲۸	=	مراسلات سنت ندوه	مناظره ورد ندوة	ه	مطبع نظامی	ناظم ندوہ سے دربارۂ ندوہ جو خط وکتابت ہوئے

۱۲۹	=	سوالات حقائق نما بروس ندوة العلما	رد ندوہ	ھ	مطبوعہ بدایوں وکلکتہ	ندوہ پر ستر سوال جن کے جواب سے علماے ندوہ آج تک عاجز ہیں۔
۱۳۰	=	حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین	فقہ ورد غیر مقلدین	ھ	مطبع اہل سنت	سفر میں دو نماز ملاکر پڑھنا جائز نہیں ورد اشد نذیر حسین دہلوی
۱۳۱	=	الھاد الکاف فی حکم الضعاف	اصول حدیث	ھ	بمبئی	حدیث ضعیف پر عمل کے احکام
۱۳۲	=	لوامع البھا فی المصر للجمعة والاربع عقبیھا	فقہ ورد غیر مقلدین	ف	مبیضہ	جمعہ کے لیے شہر شرط اور چار رکعت احتیاطی کا بیان
۱۳۳	=	الکاس الدھاق باضافة الطلاق	فقہ	ع	مبیضہ	طلاق میں زوجہ کیطرف اضافت کا بیان
۱۳۴	=	مدارج طبقات الحدیث	اصول حدیث	ع	مبیضہ	کتب حدیث کا تفرقہ مراتب
۱۳۵	=	القطوف الدانیہ لمن أحسن الجماعة الثانیة	فقہ ورد گنگوہی	ع ھ	مبیضہ	جماعت ثانیہ کا جواز اور اس کی تفصیل[م]
۱۳۶	=	الاحادیث الراویة لمدح الامیر معوية	حدیث ورد مسقہ	ع ھ	مسودہ	مناقب امیر معویہ کی حدیثیں
۱۳۷	=	الرد الاشد البھی فی ھجر الجماعة علی الگنگھی	فقہ ورد گنگوہی	ھ	مسودہ	دربارہ جماعت ثانیہ فتوی گنگوہی کا رد

۱۳۸	۱۳۱۴	نقد البیان لحرمة ابنةاخی اللبان	فقہ	ع	مبیضہ	دودہ کی بھتیجی حرام ہے اور ایک بیباک کا رد
۱۳۹	=	ھادی الاضحیة بالشاء الھندیة	فقہ	ھ	مبیضہ	چھ مہینے کی بھیڑ قربانی میں روا ہے
۱۴۰	۱۳۱۵	لمعة الضحی فی أعفاء اللحیٰ	فقہ ورد نیچریہ	ھ	مطبوعہ حیدرآباد	داڑھی رکھنے کا وجوب اور اس کے کتروانے والے پر سخت سخت وعیدیں
۱۴۱	=	النھی الحاجز عن تکرار صلاة الجنائز	فقہ ورد غیر مقلدین	ھ	بانکی پور	ایک جنازہ پر دوبار نماز جائز نہیں ہے
۱۴۲	=	شفاء الواله فی صور الحبیب ومزاره ونعاله	فقہ ورد وھابیہ	ھ	حنفیہ	نقشہ مزار اقدس ونعل مبارک کا ادب
۱۴۳	=	الصمصام علی مشکك فی آیة علوم الارحام	تفسیر ورد نصاری	ھ	مبیضہ	ڈاکٹروں کے ادعا اور پادریوں کا رد[م]
۱۴۴	=	مروج النجا لخروج النساء	فقہ	ھ	مسودہ	عورت کو کہاں کہاں جانا جائز ہے[م]
۱۴۵	=	النفحة الفائحة من مسك سورة الفاتحة	تفسیر وفضائل ورد وھابیہ	ھ	مبیضہ	سورہ فاتحہ سے نبی کریم ﷺ کے فضائل کا ثبوت اور وہابیہ کا رد
۱۴۶	=	نعم الزاد لروم الضاد	تجوید	ف	مبیضہ	حرف ضاد کی تحقیق[م]

۱۴۷	=	تجویز الرد عن تزویج الابعد	فقہ	ھ	مبیضہ	ولی ابعد کا نکاح کیا ہوا کس صورت میں رد ہوسکتا ہے اور ولی اقرب سے کیا مراد ہے۔
۱۴۸	=	شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام	فضائل	ھ	مبیضہ	حضور اقدس ﷺ کے والدین آدم وحوا سے عبداللہ وآمنہ تک سب اہل توحید وایمان ہیں
۱۴۹	=	ھبۃ النساء فی تحقیق المصاھرۃ بالزنا	فقہ ورد غیر مقلد	ھ	مطبوعہ کانپور	ساس کو شہوت سے چھونے سے عورت ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتی ہے۔
۱۵۰	=	الاعلام بحال البخور فی الصیام	فقہ	ھ	مبیضہ	دھوئیں کے پاس جانے یا دھوئیں کا کام کرنے سے روزہ نہیں جاتا[م]
۱۵۱	=	المقصد النافع فی عصوبۃ الصنف الرابع	فرائض	ھ	مبیضہ	جو عصبہ مثلاً بیس پشت میں جاکر ملے اس کی وراثت میں شبہات کا جواب
۱۵۲	=	التحریر الجید فی بیع حق المسجد	فقہ	ھ	اہل سنت	مسجد میں سے کوئی شئی بیچنے کے احکام
۱۵۳	۱۳۱۶	شرح المطالب فی مبحث ابی طالب	کلام	ھ	بمبئی	ابو طالب کی موت اسلام پر نہ ہوئی
۱۵۴	=	الوفاق المتین بین سماع الدفین وجواب الیمین	فقہ ورد وھابیہ	ھ	اہل سنت	سماع موتی کے جواب میں مسئلہ قسم سے استدلال اور وہابیہ کا رد جلیل

۱۵	=	ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار	فقہ ورد وھابیہ	ھ	مبیضہ	بد مذہب سے شادی کرنا منع ہے[م]
۱۵۶	=	تفاسیر الاحکام لفدیۃ الصلاۃ والصیام	فقہ	ھ	مبیضہ	بعد موت نماز روزہ کے فدیہ کے مفصل مسائل[م]
۱۵	=	حمان التاج فی بیان الصلاۃ قبل المعراج	سیر	ع ھ	مبیضہ	معراج سے پہلے نماز کس طرح تھی[م]
۱۵۸	=	النجح الجد فی حفظ المسجد	فقہ	ھ	مبیضہ	مسجد قدیم پر سے دعوے کا رد
۱۵۹	۱۳۱۷	جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ	عقائد ورد	ھ	اہل سنت	منکران ختم نبوت کے رد میں سو حدیثیں
۱۶۰	=	الشرعۃ البھیہ فی تحدید الوصیہ	فقہ	ھ	مبیضہ	وصیت کی جامع مانع تعریف کیا ہے اور اس کی دونوں قسموں کا بیان
۱۶۱	=	ماحی الضلالۃ فی انکحۃ الھند وبنجالہ	فقہ	ھ	مبیضہ	ہندوستان وبنگالہ میں نکاح کے جو طریقے رائج ہیں، ان کی اصلاح
۱۶۲	=	نطق الھلال بارخ ولاد الحبیب والوصال	سیر	ھ	حنفیہ پٹنہ	نبی کریم ﷺ کے روز وماہ وتاریخ ولادت اقدس ووفات کی جلیل تحقیق
۱۶۳	=	فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین	عقائد وردندوا	ع	بمبئی	رد ندوہ میں حرمین شریفین کے فتاوے

۱۶۴	=	ترجمة الفتوی وجه هدم البلوی	=	ه	بمبئی	فتاوی مذکور کا ترجمہ
۱۶۵	=	خلص فوائد فتوی	=	ه	بمبئی	خلاصہ مضامین فتاوائے مذکور
۱۶۶	=	الجام الصاد عن سنن الضاد	فقہ وتجوید	ه	حنفیہ پٹنہ	مسائل حرف ضاد اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ
۱۶۷	=	طیب الامعان فی تعدد الجهات والابدان	فرائض	ع ه	مبیضہ	ذوی الارحام میں تعدد جہات فروع سے تعدد اصل کی تحقیق مفرد
۱۶۸	۱۳۱۸	انباء المصطفیٰ بحال سر واخفیٰ	فضائل ورد وهابیه	ه	بمبئی و مرادآباد	مسئلہ علم غیب کا مجمل وکافی بیان
۱۶۹	=	اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر بماکان ومایکون	فضائل ورد وهابیه	ه	مسودہ	مسئلہ علم غیب کا مفصل وشافی بیان
۱۷۰	=	مالی الحبیب بعلوم الغیب	=	ع ه	مبیضہ	مسئلہ علم غیب کے متعلق احادیث واقوال ائمہ کا ذخیرہ
۱۷۱	=	ابجل ابداع فی حد الرضاع	فقہ	ع	ناتمام	مدت رضاعت میں قول امام کی تحقیق
۱۷۲	=	قوارع القهار علی المجسمة الفجار	عقائد ورد غیر مقلدین	ه	مبیضہ	وہابیہ کے اس خیال کا رد کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے [م]
۱۷۳	=	لب الشعور باحکام الشعور	فقہ	ه	مبیضہ	موئے سر وریش کے متعلق احکام
۱۷۴	=	خیر الامال فی حکم الکسب والسوال	فقہ	ه	مبیضہ	کمانے اور سوال کرنے کا حکم [م]

[illegible]	=	المنة الممتازه فی دعوات الجنازه	اذکار	ع ه	مبیضہ	جنازہ میں جو دعائیں حدیث میں ہیں انکا بیان [م]
[illegible]	=	رادع التعسف عن الامام ابی یوسف	رد غیر مقلدین	ه	مبیضہ	حیلہ زکاۃ کے بارے میں امام ابو یوسف پر غیر مقلدوں کے اعتراض کا جواب۔ [م]
[illegible]	=	الفقه التسجیلی فی عجین النارجیلی	فقہ	ع	مسودہ	دربارہ اشربہ قول امام کی تحقیق اور سینڈھی اور نان پاو کا حکم [م]
[illegible]	[illegible]	افصح البیان فی حکم مزارع هندوستان	فقہ	ع ه	حنفیہ	ہندوستان کی زمین پر شرعی وظیفہ کیا ہے اور کیونکر ادا کریں
[illegible]	۱۳۱۹	المقال الباهر ان منکر الفقه کافر	کلام ورد	ه	مبیضہ	فقہ کا منکر کافر ہے
[illegible]	=	نقاء السلافه فی البیعة والخلافة	سلوک	ه	مبیضہ	بیعت وخلافت کے احکام [م]
[illegible]	[illegible]	اطائب الصیب علی ارض الطیب	اصول فقہ	ع ه	اہل سنت	فرضیت تقلید
[illegible]	[illegible]	عزم البازی فی جو الریاضی	ریاضی	ع ه	مبیضہ	مختلف علوم ریاضی میں تحریرات نفیسہ۔
[illegible]	[illegible]	الموهبات فی المربعات	ارثما طیقی	ع	مسودہ	ہم ایک مربع بنانا چاہتے ہیں کہ جس قدر مربع منظور ہوں ان کا مجموعہ ہو اور ایسے مربعات کے سلاسل کا بیان

نمبر	سن	نام کتاب	فن	زبان	کیفیت	موضوع
۱۸۴	=	اقمار الانشراح لحقيقة الاصباح	هیات	ع	مسودہ	صبح کیونکر ہوتی ہے اور اس کا سبب کیا ہے اور اس کے بارے میں امام فخرالدین رازی کے اعتراضات کا جواب۔
۱۸۵	=	الصراح الموجز فی تعدیل المرکز	هیأت	ف	مبیضہ	ہیئت قدیمہ وجدیدہ دونوں پر مرکز شمس کی تعدیل معلوم کرنے کا طریقہ جس سے تقویم حاصل ہو
۱۸۶	=	الانجب الانیق فی طرق التعلیق	توقیت	ف	مبیضہ	نماز روزہ کے اوقات کلیہ سے مہینہ کے اوقات جزئیہ نکالنے کے طریقے
۱۸۷	=	اعالی العطایا فی الاضلاع والزوایا	هندسه	ع ف	مبیضہ	مثلث مسطح ومثلث کروی کے اضلاع وزوایا میں معلوم سے مجہول کا جاننا اور شکل مغنی وظلی دنائع کا بیان
۱۸۸	=	كلام الفهيم فی سلاسل الجمع والتقسيم	حساب	ع	مبیضہ	سلسلہ جمع وتفریق وسلسلہ ضرب وتقسیم کا بیان اور علوم تازہ کا اضافہ
۱۸۹	۱۳۱۹	زيج الاوقات للصوم والصلوات	توقیت	ھ	ناتمام	ہندوستان بلکہ تمام ایشیا کے شہروں میں ہر روز کے لیے اوقات نماز وروزہ کا استخراج
۱۹۰	۱۳۲۰	المعتمد المستند بناء نجاة الابد	کلام	ع	اہل سنت	عقائد اہل سنت کا بیان اور طوائف باطلہ کا رد
۱۹۱	۱۳۲۰	السوء والعقاب على المسيح الكذاب	عقائد ورد ملاحدہ	ھ	=	قادیانی کی تکفیر [م]
۱۹۲	=	رد الرفضه	کلام	ھ	=	روافض زمانہ سنی کے وارث نہیں [م]

نمبر	سن	نام کتاب	فن	زبان	کیفیت	موضوع
[illegible]	[illegible]	الحلية الاسما لحكم بعض الاسماء	فقہ	ھ	حنفیہ	بعض ناموں کا جواز وعدم جواز
[illegible]	[illegible]	الجزاء المهيا لغلمة كنهيا	رد وہابیہ وگنگوہی	ھ	مبیضہ	مجلس میلاد مبارک میں فتوی گنگوہی کا رد
[illegible]	[illegible]	طرق اثبات الهلال	فقہ	ھ	مبیضہ	ثبوت ہلال کے سات طریق شرعی کا بیان [م]
[illegible]	[illegible]	تبحان الصواب فی قيام الامام فی المحراب	فقہ	ف	مبیضہ	معانی محراب اور اس میں قیام امام کی تحقیق [م]
[illegible]	[illegible]	نور الحج وهره في السمرة والسكره	فقہ	ع	مبیضہ	بحار کا بیمہ
[illegible]	[illegible]	الاحكام والعلل فی اشكال الاحتلام والبلل	فقہ	ع،	مسودہ	احتلام اور تری دیکھنے کی صورتیں اور ان کے حکموں کی تحقیق [م]
[illegible]	[illegible]	اظهار الحق الجلی	رد غیر مقلدین	ھ	مبیضہ	مقدمہ غیر مقلدین آرہ ۱۹۶ معاملات اہل سنت وہابیہ ودیو بند میں کمیشن آئے اور زبانی ان کے جوابات لکھا گئے [م]
[illegible]	[illegible]	معارك الجروح على التوبيب المصبوح	رد غیر مقلدین	ھ	مبیضہ	یہ وہ ۹۲ جرحیں ہیں جو اہل سنت کی طرف سے بمقدمہ مذکورہ کچہری میں داخل کی گئیں۔
[illegible]	[illegible]	مرقاة الجمان فی الهبوط عن المنبر لمدح السلطان	فقہ	ھ	مبیضہ	خطبہ میں مدح سلطان کے وقت ایک سیڑھی اترنے کا حکم [م]

۲۰۲	=	اجل التحبیر فی حکم السماع و المزامیر	فقه ورد	ه	مبیضہ	سماع ومزامیر ووجد کا بیان
۲۰۳	=	الموهبة الجدیدة فی وجود الحبیب بمواضع عدیده	فضائل ورد وهابیه	ه	مبیضہ	نبی ﷺ کا ایک وقت میں کئی جگہ تشریف فرما ہونا
۲۰۴	=	بیبل مژده آرا و کیفر کفران نصاریٰ	رد نصاری	ه	مبیضہ	انجیل سے اسلام کی حقانیت اور بطلان نصرانیت
۲۰۵	=	منیة المنیة لوصول الحبیب الی العرش والرویة	سیر و فضائل	ه	مبیضہ	نبی ﷺ کا عرش تک جانا اور دیدار الٰہی پانا [م]
۲۰۶	=	تاج توقیت	توقیت	ف	مبیضہ	اوقات خمسہ نماز وسحری وافطار نکالنے کے قواعد
۲۰۷	=	رامی زاغیان معروف به دفع زیغ زاغ	فضائل ومناظره	ه	اہل سنت وحنفیہ	کوے کی حرمت اور گنگوہی کا رد
۲۰۸	=	اوفی اللمعة فی اذان الجمعة	فقه	ه	حنفیہ	جمعہ کی اذان ثانی بیرون مسجد محاذی منبر ہونا سنت ہے
۲۰۹	=	الجمل الدائرة فی خطوط الدائرة	هندسه	ف	مبیضہ	جیب وظل وسہم وتر وضلع کے بیان اور استخراج کا طریقہ
۲۱۰	۱۳۲۱	اصلاح النظیر	رد غیر مقلدین	ه	مبیضہ	مساجد اہل سنت میں غیر مقلدوں کے آنے پر جو نظیر محمود کی پیش کی جاتی ہے اس کا جواب:

[illegible]		اصح الحکومة فی اصل الخصومة	فقه	ه	مبیضہ	ایک مقدمہ کافیہ کہ علوم کثیرہ پر مشتمل
[illegible]		اکمل البحث علی اهل الحدث	رد غیر مقلدین	ه	مبیضہ	وہابیہ کو مساجد سے نکالنے کی بحث کہ اہل سنت کی طرف سے داخل کچہری ہوئی
[illegible]		تحلیة المسلم فی مسائل من نصف العلم	فرائض	ف ه	مبیضہ	بعض مسائل فرائض کی تحقیق اور اوہام بعض ابنائے زمان کی اصلاح [م]
[illegible]		اعالی الافادة فی تعزیة الهند وبیان الشهادة	فقه	ه	اکثر مطبوع	تعزیہ داری وشہادت نامہ مرثیہ خوانی کا بیان
[illegible]		افقه المحاوبة عن حلف الطالب علی طالب المواثبة	فقه	ه	مبیضہ	شفیع اگر طلب شہادت سے پہلے اپنا طلب مواثبہ کرنا بحلف بیان کرے سب گواہوں کے مقبول ہوگا
[illegible]		اتیان الارواح لدیارهم بعد الرواح	شتی ورد وهابیه	ه	مبیضہ	روحوں کا بعد موت اپنے گھر میں آنا اور گنگوہی کا رد [م]
[illegible]	۱۳۲۱	اکد التحقیق بباب التعلیق	فقه	ف ه	مبیضہ	ایک تعلیق طلاق کے مسئلہ میں نفیس تحقیق [م]
[illegible]		[illegible]ف الجمان فی [illegible]سم الحرف من القرآن	رسم خط	ه	مبیضہ	قرآن عظیم کے بعض کلمات کے رسم خط کی تحقیق [م]

۲۱۹	=	جمع القرآن وبم عزوه لعثمان	تاریخ	ھ	مبیضہ	قرآن عظیم کیونکر جمع ہوا اور امیر المومنین عثمان کو جامع القرآن کیوں کہتے ہیں [م]
۲۲۰	=	دفعة الباس علی جاحد الفاتحة والفلق والناس	کلام ورد روافض	ھ	مبیضہ	جو سورہ فاتحہ یا معوذتین کی قرآنیت کا منکر ہو کافر ہے۔
۲۲۱	=	اهلاك الوهابيين علی توهين قبور المسلمين	فقہ ورد وھابیہ	ھ	اہل سنت	مسلمانوں کی قبر پر چلنا بیٹھنا مکان بنانا منع ہے اور گنگوہی کا رد
۲۲۲	۱۳۲۳	الاجازات المتينه لعلماء بكة والمدينه	حدیث	ع	اہل سنت	علمائے حرمین کو حدیث کا اجازت نامہ
۲۲۳	=	الدولة المكية بالمادة الغيبيه	فضائل ورد وھابیہ	ع	مبیضہ	علم غیب کا رسالہ جو مکہ مکرمہ میں تصنیف ہوا [م]
۲۲۴	=	قهر الديان علی مرتد بقاديان	عقائد ورد قادیانی	ھ	اہل سنت	رد خباثات قادیانی
۲۲۵	=	هداية الجنان باحكام رمضان	فقہ	ھ	مبیضہ	سحری و افطار اور ان کے اوقات و شب قدر وغیرہا مسائل متعلقہ رمضان
۲۲۶	=	هادی الناس فی رسوم الاعراس	فقہ ورد وھابیہ	ھ	مبیضہ	شادی کی بعض رسموں کے متعلق فتویٰ [م]
۲۲۷	=	ستین ولوگارثم	ریاضی	ھ	مبیضہ	حساب اور لوگارثم بنانے اور جدول سے نکالنے کے قاعدے
۲۲۸	=	البدور فی اوج المجذور	ارثما طیقی	ف	مبیضہ	مربع ومکعب وغیرہ قوتوں کے قاعدے

[illegible]	[illegible]	مايحلی الاصر عن تحديد المصر	فقہ	ھ	مبیضہ	شہر کے کیا معنی ہیں جمعہ وعیدین کہاں کہاں جائز ہیں۔
[illegible]	[illegible]	رد القضاة الیٰ حكم الولاة	فقہ	ھ	مبیضہ	ریاستوں کے فیصلے جو بطور مرافعہ آئے اور ان کے اغلاط ظاہر کئے گئے
[illegible]	[illegible]	حسام الحرمين علی منحر الكفر والمين	عقائد ورد قادیانی و دیوبندیہ	ع	اہل سنت	قادیانی، تھانوی، انبیٹھوی نانوتوی کے بارے میں حرمین شریفین کے فتوے
[illegible]	[illegible]	خلاصة فوائد فتاوی	=	ھ	اہل سنت	فتویٰ مذکور کا خلاصہ مضامین
[illegible]	[illegible]	الجود الحلو فی اركان الوضوء	فقہ	ع ھ	اہل سنت	وضو میں چار فرض اعتقادی اور کتنے فرض عملی ہیں
[illegible]	[illegible]	تنوير القنديل فی احكام المنديل	فقہ	ع ھ	اہل سنت	بعد وضو وغسل رومال سے بدن پوچھنا
[illegible]	[illegible]	الطراز المعلم فيما هو حدث من احوال الدم	فقہ	ع ھ	اہل سنت	کیسے خون نکلنے سے وضو نہیں جاتا
[illegible]	[illegible]	لمع الاحكام ان لا وضوء من الزكام	فقہ	ع ھ	اہل سنت	زکام رہنے سے وضو میں خلل نہیں آتا
[illegible]	۱۳۲۴	هداية المتعال فی حد الاستقبال	فقہ	ھ	مبیضہ	سمت قبلہ کہاں تک پھرنے سے باقی رہتی ہے [م]
[illegible]	[illegible]	كشف العلة عن سمت القبله	توقیت	ھ	مبیضہ	ہر شہر کے لیے ٹھیک سمت قبلہ نکالنے کا طریقہ
[illegible]	[illegible]	الحق المجتلی فی احكام المبتلی	فقہ	ھ	مبیضہ	جذامی سے بھاگنے نہ بھاگنے کی تحقیق [م]

۲۴۰	=	مسفر المطالع للتقویم والطالع	زیجات	ف	مبیضہ	المنک سے ستاروں کی تقویم اور وقت کا طالع نکالنے کے قاعدے
۲۴۱	=	کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم	فقہ	ع	اہل سنت	نوٹ کے متعلق جملہ مسائل فقہیہ کے بیان میں جو رسالہ مکہ میں تصنیف ہوا
۲۴۲	۱۳۲۵	نبہ القوم ان الوضوء من ای نوم	فقہ	ع ھ	اہل سنت	کیسے سونے سے وضو نہیں جاتا
۲۴۳	=	مبین احکام وتصدیقات اعلام	عقائد	ھ	اہل سنت	ترجمہ حسام الحرمین
۲۴۴	=	حدائق بخشش	نعت شریف	ھ	حنفیہ	منتخب دیوان نعت
۲۴۵	=	ثلج الصدر لایمان القدر	عقائد ورد	ھ	حنفیہ	مسئلہ تقدیر کا نفیس بیان
۲۴۶	=	الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ	عقائد ورد	ع	مسودہ	الدولۃ المکیہ پر حضرت مصنف مد ظلہم کا حاشیہ [م]
۲۴۷	=	تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون	فقہ	ھ	حنفیہ لاہور	طاعون سے بھاگنا حرام ہے
۲۴۸	=	السہم الشہابی علی خداع الوہابی	فقہ ورد	ھ	مبیضہ	ایک غیر مقلد نے حنفی کون ہیں؟ کتاب چھاپ کر پھیلائی اور اس میں تیرہ سے مسائل غیر مقلدین دیے ان میں اسکا کشف کرے
۲۴۹	=	زاکی البہا فی قوۃ الکواکب وضعفہا	تنجیم	ف	مبیضہ	زائچہ ولادت میں ستارہ کن کن وجوہ سے بخیال اہل تنجیم قوی یا ضعیف ہوتا ہے۔

[illegible]	[illegible]	حل المعادلات لقوی المکعبات	جبر ومقابلہ	ف	ناتمام	جبر ومقابلہ کے مساوات درجہ سوم پر نظر
[illegible]	[illegible]	کتاب الارثماطیقی	ارثما طیقی	ف	مبیضہ	اعمال اربعہ حسابیہ اور ان کے نتائج وباہمی نسب کی اعلیٰ کنہ وحقیقت جو اس رسالہ میں ملے گی
[illegible]	[illegible]	جادۃ الطلوع والممر للسیارۃ والنجوم والقمر	ہیات	ع	مبیضہ	قمر ومتحیرات وثوابت کے طلوع وغروب ومرور ونصف النہار کا وقت نکالنا
[illegible]	۱۳۲۶	تمہید ایمان بآیات قرآن	عقائد ورد وہابیہ	ھ	اہل سنت	شان رسالت میں ادنیٰ گستاخی کفر ہے اور گستاخان زمانہ کی تکفیر وآیات کا بیان
[illegible]	[illegible]	فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ	فقہ ورد وہابیہ	ھ	حنفیہ پٹنہ	نبی ﷺ کو شہنشاہ کہنا اور یہ کہ لوگوں کے دل بحکم خدا سرکار غوثیت کے قبضے میں ہیں
[illegible]	[illegible]	مفاد الحبر فی الصلاۃ بمقبرۃ او جنب قبر	فقہ ورد	ھ	مبیضہ	قبر کے پاس یا مقبرہ میں نماز پڑھنے کی تحقیق
[illegible]	[illegible]	درء القبح عن درك وقت الصبح	توقیت	ھ	مبیضہ	سحری کے وقت کی جلیل تحقیق اور یہ کہ اسے مطلقا رات کا ساتواں حصہ سمجھنا محض خطا ہے [م]
[illegible]	[illegible]	بدر الانوار فی اداب الآثار	فقہ وفضائل ورد	ھ	مبیضہ	تبرکات شریفہ کے متعلق احکام اور زیارت پر معاوضہ کا بیان [م]

نمبر	سن	نام	موضوع	زبان	کیفیت	تفصیل
٢٥٨	=	انباء الحی ان کتابه المصون تبیان لکل شیٔ	تفسیر ورد	ھ	مبیضہ	قرآن پاک میں تمام اشیائے عالم کا مفصل بیان [م]
٢٥٩	=	دامان باغ سبحان السبوح	عقائد وتفسیر	ھ	مطبع اہل سنت	امکان کذب میں خیالات امام الوھابیہ کا رد، شامل چابک لیث [م]
٢٦٠	=	المبین ختم النبیین	عقائد وتفسیر ورد	ھ	مسودہ	خاتم النبیین میں لام تعریف کی تحقیق [م]
٢٦١	١٣٢٧	مقال عرفاء باعزاز شرع و علما	عقائد ورد باطله	ھ	مطبع حنفیہ پٹنہ	جو طریقت کو شریعت سے جدا جانے وہ بددین ہے اہل طریقت علم وعلما کے محتاج ہیں۔
٢٦٢	=	الهادی الحاجب عن جنازة الغائب	فقه ورد غیرمقلدین	ھ	اہل سنت	غائب کے جنازہ پر نماز جائز نہیں
٢٦٣	=	شمائم العنبر فی اداب النداء امام المنبر	فقه	ع	مبیضہ	اذان بیرون مسجد محاذی منبر چاہیے [م]
٢٦٤	١٢٩٥	الطرة الرضیه علی النیرة الوضیه	فقه	ھ	لکھنو	النیرة الوضیه پر کہ مکہ معظمہ میں تصنیف ہوا تھا مصنف کا حاشیہ
٢٦٥	١٢٩٦	قمر التمام فی نفی الفیٔ عن سید الانام	فضائل ورد وھابیہ	ھ	مسودہ	سایہ اقدس نہ ہونے میں کمال مفصل رسالہ [م]
٢٦٦	=	النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب	حدیث	ع	مسودہ	فضائل علم میں رسالہ والد ماجد قدس سرہ کے احادیث کی تخریج

نمبر	سن	نام	موضوع	زبان	کیفیت	تفصیل
[illegible]	١٢٩١	فصل القضاء فی رسم الافتاء	فقه	ع	ناتمام	رسم مفتی کا جامع بیان اور کتب فقہ سمجھنے اور فتویٰ دینے کے طریقے [م]
[illegible]		نور عینی فی الانتصار للامام العینی	شتی	ع	مسودہ	امام عینی کے ایک کلام پر احسن الفوائد والے کے اعتراض کا دفع اور خود اس کی متعدد جہتیں نکالنے کا اظہار
[illegible]		الجوھر الثمین فیما تنعقد به الیمین	فقه	ع	ناتمام	کن کن چیزوں کی قسم شرعی قسم ہے
[illegible]		الطراز المذھب فی التزویج لغیر الکفو ومخالف المذھب	فقه	ع	ناتمام	غیر کفو وخلاف مذہب سے نکاح کے احکام
[illegible]		مرتجی الاجابات لدعاء الاموات	شتی	ھ	ناتمام	کیا اموات بھی دعا کرتے ہیں اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے
[illegible]		الروض البھیج فی آداب التخریج	حدیث	ع	مسودہ	حدیث کی تخریج میں عالم کو کس کس بات کا لحاظ درکار ہے۔
[illegible]	١٢٩٩	عبقری حسان فی اجابة الاذان	فقه	ع	مسودہ	اذان کا جواب دینا زبان سے واجب ہے یا قدم سے
[illegible]	١٣٠٠	سوارق السبا فی حد المصر والفنا	فقه	ع	مسودہ	مصر وفنائے مصر کی تعریف
[illegible]		لمعة الشمعة فی اشتراط المصر للجمعة	فقه ورد غیر مقلدین	ع	مسودہ	جمعہ کے لیے شہر شرط ہونے کا ثبوت [م]

۲۷۶	=	احسن الحلوه فی تحقیق المیل والذراع والفرسخ والغلوه	لغۃ الفقہ	ع	مبیضہ	میل وذراع وفرسخ وغلوہ کی تحقیق مقادیر
۲۷۷	۱۳۰۴	ماقل و کفی من ادعیۃ المصطفی	اذکار	ہ	مسودہ	صبح وشام واوقات خاصہ کی کارآمد دعائیں
۲۷۸	=	البدور الاجلہ فی امور الاہلہ	فقہ	ہ	مسودہ	تحقیق ہلال کے شرعی مسائل [م]
۲۷۹	=	نور الادلۃ للبدور الاجلۃ	فقہ	ہ	مسودہ	رسالہ سابقہ کی شرح [م]
۲۸۰	=	رفع العلۃ عن نور الادلۃ	فقہ	ہ	مسودہ	اس شرح پر حاشیہ [م]
۲۸۱	۱۳۰۵	البحث الفاحص عن طرق احادیث الخصائص	حدیث	ع	مسودہ	حدیث خصائص القدس کے طرق والفاظ کی جمع
۲۸۲	=	اللولو المعقود لبیان حکم امراۃ المفقود	فقہ	ع ہ	مبیضہ	مفقود کی عورت چار برس کے بعد نکاح نہیں کر سکتی
۲۸۳	۱۳۰۶	ذیل المدعا لاحسن الوعا	حدیث	ہ	اہل سنت	دعا کے آداب واوقات ومکانات واسباب اجابت کے بیان میں رسالہ حضرت والد ماجد قدس سرہ کا ذیل
۲۸۴	۱۳۰۷	ایذان الاجر فی اذان القبر	فقہ ورد وہابیہ	ہ	اہل سنت	قبر پر اذان دینے کا جواز
۲۸۵	۱۳۱۰	فتوائے کرامات غوثیہ	فضائل ورد گنگوہی	ہ	بمبئی	ذکر بعض کرامات شریفہ ورد وہابیہ وگنگوہی

[illegible]	[illegible]	رعایۃ المذہبین فی الدعاء بین الخطبتین	فقہ ورد وہابیہ	ہ	بمبئی	دونوں خطبوں کے بیچ میں امام یا مقتدیوں کے دعا مانگنے کا بیان
[illegible]	۱۳۱۱	رشاقۃ الکلام فی حواشی اذاقۃ الاثام	فقہ ورد وہابیہ	ہ	اہل سنت	دربارۂ مجلس میلاد شریف وقیام برسالہ والد ماجد پر حاشیہ
[illegible]	۱۳۱۲	لمعۃ الشمعۃ لہدی شیعۃ الشنعہ	عقائد ورد روافض	ہ	مسودہ	تفضیلیہ وتفسیقیہ کے متعلق سات سوالوں کا جواب
[illegible]	[illegible]	فتح المعطی بتحقیق معنی الخاطی والمخطی	لغت	ہ	مبیضہ	خاطی ومخطی میں کیا فرق ہے
۲۹۰	۱۳۱۳	الثواقب الرضویۃ علی الکواکب الدریۃ	جفر	ع	مبیضہ	کواکب دریہ پر مصنف کے حواشی
۲۹۱	=	الجداول الرضویۃ للمسائل الجفریۃ	جفر	ع	مبیضہ	علم جفر کے متعلق مصنف کی ایجادی جدولیں [م]
۲۹۲	=	الاجوبۃ الرضویۃ للمسائل الجفریۃ	جفر	ع	مبیضہ	سوالات جفر سے مصنف کا جواب
۲۹۳	۱۳۱۹	جداول الریاضی	ریاضی	ع ف	مبیضہ	جدول میل وظلال وقواطع میول درج تب ومطالع استوائیہ ومقاطع بلقہ بعرض بریلی تعدیل النہار ومطالع البروج واوقات وسطیہ تعدیل انہار وطلوع وغروب وتحویل شمسی وقمری وباطنی واستخراج خود مصنف
[illegible]	۱۳۲۶	المبیان شافیا لفونو غرافیا	فقہ	ہ	مبیضہ	فونوگراف سننے کے احکام

۲۹۵		الفوز بالامال فی الاوفاق والاعمال	علم الوفق	ع ف	مبیضہ	اعمال ونقوش وتعویذات خاندانی وایجادی کا مجموعہ
۲۹۶		جد الممتار من رد المحتار	فقہ	ع	مسودہ	ردالمحتار پر حاشیہ دو جلدیں مطبوع باقی نامطبوع
۲۹۷		العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ	فقہ	ع ف ھ	اہل سنت بریلی	بارہ جلد میں مصنف کے فتاوے کا مجموعہ
۲۹۸		البارقۃ الشارقۃ علی المارقۃ المشارقۃ	رد وہابیہ	ع ف ھ	مبیضہ	مجموعہ فتاوائے کثیرہ مصنف در رد وہابیہ
۲۹۹		صنائع بدیعہ	ادب	ع ف ھ	مبیضہ ومسودہ	دیوان صنائع وبدائع وتواریخ
۳۰۰		دیوان القصائد	مناقب وفضائل	ع ف ھ	مبیضہ، مسودہ	قصائد نعت ومنقبت کا مجموعہ
۱	۱۳۰۲	اکسیر اعظم	مناقب	ف	مبیضہ	قصیدہ درمنقبت حضور سیدنا غوث اعظم
۲	۱۳۰۴	سلسلۃ الذہب نافیہ الارب	مناقب وفضائل	ف	بریلی	شجرہ عالیہ قادریہ منظومہ
۳	۱۳۰۵	ذریعہ قادریہ	مناقب	ھ	حیدرآباد ولپلہ	نظم ونعت ومنقبت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴	۱۳۰۸	فضائل فاروق	مناقب رد روافض	ھ	ناتمام	قصیدہ ومنقبت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ [م]

[illegible]	۱۳۰۹	نظم معطر	مناقب	ف	قادری	۶۰ رباعیاں منقبت غوث اعظم
[illegible]	۱۳۱۵	مشرقستان قدس	مناقب	ھ		قصیدہ مدحیہ حضرت شاہ ابوالحسین نوری [م]
[illegible]	۱۳۱۵	چراغ انس	مناقب	ھ		قصیدہ مدحیہ تاج الفحول بدایونی رحمہ اللہ [م]
۸	۱۳۲۱	وظیفہ قادریہ	مناقب	ف	اہل سنت	قصیدہ غوثیہ شریف کا منظوم ترجمہ مع عرض مدعا
۹	۱۳۲۴	حضور جان نور	فضائل	ھ	اہل سنت	حاضری روضہ اقدس پر جو قصیدہ عرض کیا
۱۰		نعت و استعارات	فضائل	ھ	ناتمام	نعت شریف کا رسالہ پر مغز استعاروں اور علم ہیات کی تشبیب پر مشتمل [م]
[illegible]		سلام وسیر	سیر وفضائل	ھ	ناتمام	بضمن سلام ولادت شریفہ سے وفات اقدس تک کا بیان
۱۱		سراپا نور	فضائل	ھ	ناتمام	قصیدہ نعت مبارک ساٹھ مطلع نور پر مشتمل [م]
۱۲		مناقب صدیقیہ	مناقب	ھ	ناتمام	ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی منقبت [م]
۱۳	۱۳۰۰	حمائد فضل رسول	مناقب	ع	بدایوں	مولانا فضل رسول صاحب بدایونی
[illegible]	۱۳۰۰	مدائح فضل رسول	مناقب	ع	مبیضہ	= [م]
[illegible]		نظم گفتا در تہنیت شادی اسرا	فضائل	ھ	اہل سنت	معراج اقدس کا بیان

٣٠١	١٢٩٢	تنبیہ الجھال بالھام الباسط المتعال	کلام ورد وھابیہ	ھ	مطبع کشمیر	چھ خاتم النبیین والوں کا رد
٣٠٢	=	جوابہائے ترکی بترکی	=	ھ	=	=
٣٠٣	١٢٩٩	سیف المصطفیٰ علیٰ ادیان الافتراء	ردعقائد وھابیہ	ھ	مبیضہ	وہابیہ کے پیشوا نقل عبارت میں کیا کیا خیانتیں کرتے ہیں[م]
٣٠٤	١٣٠٠	فتح خیبر	شتی	ھ	میرٹھ	مناظران تفضیلیہ کے فرار کا واقعہ
٣٠٥	=	الرائحۃ العنبریۃ من المجمرۃ الحیدریۃ	عقائد ورد تفضیلیہ	ھ	میرٹھ	مسئلہ تفضیل کا بیان ورد تفضیلیہ
٣٠٦	١٣٠٣	الاسد الصئول علی اجتہاد الطرار الجھول	فقہ	ھ	مبیضہ	مسئلہ رضاعت میں ایک وھابی کا رد
٣٠٧	=	نشاط السکین علی حلق البقر السمین	ردوھابیہ	ھ	مبیضہ	مسئلہ فاتحہ وتقبیل ابہامین وغیرہ میں ایک فرب وھابی کا رد[م]
٣٠٨	١٣٠٤	الصمصام الحیدری علی عنق العیار المفتری	کلام ورد مفسقہ	ھ	مبیضہ	تفضیلیہ ومفسقہ کا رد
٣٠٩	١٣٠٥	الجرح الوالج فی بطن الخوارج	کلام ورد	ھ	مبیضہ	ایضا

[illegible]	[illegible]	صمصام حلید بر کولی بی قید عدو تقلید	رد غیر مقلدین	ھ	مبیضہ	رد غیر مقلدین[م]
[illegible]	١٣٠٩	براءت نامہ انجمن اسلامیہ بریلی	فقہ	ھ	نظامی	متعلق کاروائی انجمن در بارہ رؤیت ہلال
[illegible]	١٣٠[illegible]	اخباریہ کی خبر گیری	عقائد ورد وہابیہ	ھ	لکھنو پٹنہ	مسئلہ امکان کذب میں دیوبندی تحریر کا رد
[illegible]	[illegible]	نہایۃ النصرہ برد الاجوبہ العشرہ	رد وھابیہ	ھ	مبیضہ	ایک وہابی کے دس مسائل کا رد
[illegible]	١٣١٢	انتصار الھدیٰ من شعوب الھوی	مناظرہ	ھ	اہل سنت	ختم تراویح میں ۱۴ بار بسم اللہ پکار کر پڑھنے والوں کا رد
[illegible]	١٣١١	سرگزشت وماجرائے ندوہ	تاریخ ورد	ھ	قادری	ندوہ پر بریلی میں کیا گزری
[illegible]	[illegible]	اشتہارات خمسہ	رد ندوہ	ھ	اہل سنت	رد ندوہ
[illegible]	[illegible]	عزوہ لھدم سماک الندوہ	رد ندوہ	ھ	اہل سنت	خرافات ندوہ کا رد
[illegible]	[illegible]	ندوہ کا تیجہ روداد سوم کا نتیجہ	رد ندوہ	ھ	اہل سنت	ندوہ کی تیسری روداد کا رد
[illegible]	[illegible]	الصارم الربانی علی اسراف القادیانی	عقائد ورد قادیانی	ھ	حنفیہ	خیالات قادیانی کا رد
[illegible]	[illegible]	شرح مقامہ مذافیہ	ادب	ھ	میرٹھ	ایک مدعی ادب کی جہالت عربیت کا رد

۳۲۱	=	بارش بہاری بر صدف بہاری	رد ندوہ	ھ	اہل سنت	ایک ندوی تحریر کا رد
۳۲۲	=	سیوف الغنوہ علی زمائم ندوہ	رد ندوہ	ھ	اہل سنت	رد ندوہ
۳۲۳	۱۳۱۶	صمصام سنیت بہ گلوئے نجدیت	مناظرہ ورد وہابیہ	ھ	اہل سنت	ایک وہابی نے کفریات دہلوی کے کچھ جوابات دیے ان کا رد
۳۲۴	=	مشرقستان اقدس	ادب	ھ	اہل سنت	قصیدہ مشرقستان قدس پر جاہلوں کے اعتراض کا رد
۳۲۵	=	عذاب ادنیٰ بر رد اَوْاَدْنیٰ	ادب	ھ	اہل سنت	اوادنی باسقاط الف دوم پر اعتراض کا رد
۳۲۶	=	اجتناب العمال عن فتاوی الجہال	فقہ و مناظرہ	ھ	حنفیہ	قنوت نازلہ کا بیان اور ایک وہابی کا رد
۳۲۷	=	ہدم النصرانی والتقسیم الایمانی	فرائض ورد پادریان	ھ	حنفیہ	بعض پادریوں نے تقسیم حصص فرائض پر اعتراض کیا تھا اس کا رد
۳۲۸	۱۳۱۸	امال الابرار والام الاشرار	ادب ورد ندوہ	ع ھ	حنفیہ	قصیدہ غرا دربارہ مجلس اہل سنت مقابل ندوہ
۳۲۹	=	سکین ونورہ بر کاکل پریشان ندوہ	ایضا	ھ	حنفیہ	ندوہ کے ایک قصیدہ پر اعتراضات
۳۳۰	=	سیف ولایتی بروابعم ولایتی	فقہ ومناظرہ	ھ	مبیضہ	مسئلہ روشنی میں ایک معترض کا رد

		البرق المخیب علی بقاع طیب	اصول فقہ ومناظرہ	ھ	مبیضہ	ایک غیر مقلد کے رسالہ ملاطفہ کا پہلا رد
		سر الاوقات	توقیت ورد گنگوہی	ھ	محمود المطابع	تعدیل الایام کا بے مثل بیان اور اوقات رمضان نکالنے میں اہل عصر کی غلطیوں پر تنبیہ
		صمصام القیوم علی تاج الندوہ عبد القیوم	رد ندوہ	ھ	اہل سنت	رد تحریر رکن ندوہ
		المطر المطیب لست شفة الطیب	اصول فقہ ومناظرہ	ع ھ	مسودہ	رسالہ ملاطفہ کا دوسرا رد
		الامۃ القاصفہ لکمریات الملاطفہ	ایضا	ع ھ	مسودہ	رسالہ ملاطفہ کا تیسرا رد
		الحائفۃ علی تہافۃ الملاطفہ	ایضا	ع ھ	مسودہ	رسالہ ملاطفہ کا چوتھا رد
		سیاط المودب علی رقبۃ المستغرب	ایضا	ع ھ	مسودہ	رسالہ ملاطفہ کا پانچواں رد
		طاہر الدین الجید ..ف بہ بطش ..ب	کلام ومناظرہ	ھ	اہل سنت	مسئلہ علم غیب میں سوالات اور تھانوی کا فرار

نمبر	سنہ	نام کتاب	موضوع	ع/ھ	کیفیت	تبصرہ
۳۳۹	=	ابراء المجنون عن افتها كه علم المكنون	فضائل ومناظرہ	ع	مبیضہ	مسئلہ علم غیب میں رسالہ ابراء المکنون کا رد
۳۴۰	۱۳۲۴	مبین الهدى فى نفى امكان مثل المصطفىٰ	عقائد ورد وھابیہ	ھ	حنفیہ	رسول اللہ ﷺ کا مثل محال ہے اور وہابیہ کا رد
۳۴۱	=	ماحية العجيب بايمان الغيب	فضائل ورد وعلیہ	ھ	مبیضہ	علم غیب میں مولوی تیمن القضاۃ وغیرہ کے فتوؤں کا رد
۳۴۲	۱۳۲۵	ميل الهداة لبرء عين القذاة	فضائل ورم	ع	مبیضہ	مسئلہ علم غیب میں التعقبی المجتبی کا رد
۳۴۳	۱۳۲۶	ازاحة جوائح الغيب عن ازاحة اهل العيب	-	ع	مبیضہ	مسئلہ علم غیب میں ازاحۃ العیب کا رد
۳۴۴	=	الجلاء الكامل لعين قضاة الباطل	-	ع	مبیضہ	مسئلہ علم غیب میں البیان الصائب کا رد
۳۴۵	=	جابلك ليث بر اهل حديث	کلام ورد وھابیہ	ھ	مطبع حنفیہ	عقائد وہابیہ کا ابطال اور ثناء اللہ امرتسری کا رد بالغ بے مثال
۳۴۶	=	الرد الناهز على ذام النهى الحاجز	فقہ ورد غیر مقلدین	ھ	مسودہ	النہی الحاجز پر بعض جہال کی زبان درازی کا رد
۳۴۷	=	پردہ درامرتسری	رد آریہ وھابیہ ونیچریہ	ھ	مطبع اہل سنت بریلی	رد آریہ ونیچریہ وامام الوہابیہ وسائر وہابیہ خصوصاً ثناء اللہ امرتسری اور وہابیہ کے ساتھ ترک اسلام کی جنگ زرگری۔

غیر تاریخی اسمائے کتب

نمبر	سنہ	نام کتاب	موضوع	ع/ھ	کیفیت	تبصرہ
[illegible]	[illegible]	الاسئلة الفاضلة على الطوائف الباطلة	سوالات ورد وھابیہ وندوہ وغیر مقلدین	ھ	مطبوعہ و مبیضہ	اس رسالہ میں وہ سوالات جمع کئے گئے ہیں جو وقتاً فوقتاً طوائف ضالہ ندویہ وغیر مقلدین وانج بندیہ سے کئے گئے اور وہ انکے جواب سے اب تک عاجز رہے
[illegible]	[illegible]	سوالات علما وجوابات ندوة العلما	رد ندوہ	ھ	اہل سنت بریلی	خیالات ندوہ کا تمثیل ظریف رد
[illegible]	[illegible]	کیمر کفر آریہ	رد آریہ	ھ	مبیضہ	شیطنت آریہ کا رد [illegible]

فہرست ان پچاس فنون وموضوعات کی جن میں تصانیف مذکورہ ہیں:

عقائد	کلام	تفسیر	تجوید	رسم خط قرآن	حدیث	اصول حدیث	فضائل ومناقب	اذکار	ترغیب وترہیب
سیر	فقہ	اصول فقہ	تصوف	سلوک	اخلاق	ادب	لغت	تاریخ	مناظرہ
تکسیر	علم الوفق	جفر	توقیت	ریاضی وہندسہ	ہیئت	زیجات	حساب	ارثماطیقی	جبر ومقابلہ
تنجیم	رد ہنود	رد آریہ	رد نصاریٰ	رد نیچریہ	رد ندوہ	رد قادیانیہ	رد اسماعیل دہلوی	رد نانوتوی	رد گنگوہی
رد تھانوی	رد نذیر حسین	رد غیر مقلدین	رد وہابیہ	رد روافض	رد نواصب	رد مفسقہ	رد تفضیلیہ	رد متصوفہ	[illegible]
	مطبوع	مبیضہ	مسودہ	ناتمام	ازانجملہ گم شد	عربی	فارسی	اردو	

[illegible] ان موضوعات پر اعلیٰ حضرت کی تین سو پچاس تصنیفات ہیں، جو [illegible] ابتدائی مہینوں تک تالیف ہوئیں۔ بقیہ تصنیفات یعنی ۱۳۲۷ھ سے [illegible] اقوال پر ملال کا بیان ضمیمہ یا حصہ دوم المجمل المعدد میں اسی تفصیل [illegible] قلم ہوگا۔ اسی طرح بہت ممکن ہے کہ ۱۳۲۷ھ سے ۱۳۴۰ھ تک کی [illegible] میں بعض کتابیں ان علوم وفنون کے علاوہ کسی اور فن میں ہوں، اس [illegible] علمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما ۝ کی [illegible] سے اعلیٰ حضرت کا علم بھی یوماً فیوماً زائد متزائد تھا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ

يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ....

تفصیل کتب باعتبار فن وموضوع

[illegible] میں فن وار ہر فن کو جدا جدا لکھتا ہوں اور اس فن کی تعریف کر کے اس فن [illegible] کتابیں تصنیف ہوئی ہیں، ان کو نمبر وار ذکر کروں گا۔ اسی طرح موضوع [illegible] سے بھی یعنی جس موضوع پر جو تصنیفات ہوں گی ان کو تفصیل کے [illegible] ار لکھوں گا، پھر جو جو کتابیں میرے مطالعہ سے گذری ہیں، ان پر مختصر [illegible] (Review) کروں گا۔

تصانیف باعتبار فن

[۱] علم عقائد [۳۱]

احکام شرعیہ جن کا تعلق ذات وصفات باری تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ ودیگر انبیائے کرام وملائکہ وقرآن شریف وغیرہ سے ہو، اس علم کو علم عقائد کہتے ہیں۔
علم عقائد میں اکتیس کتابیں حسب تفصیل ذیل ہیں:-

[۱۰] (۱) مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین
[۱۲] (۲) اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب
[۲۳] (۳) البشری العاجله من تحف آجله
[۴۳] (۴) حیاة الموات فی بیان سماع الاموات
[۴۲] (۵) تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین
[۶۸] (۶) سبحان عن عیب کذب مقبوح
[۸۸] (۷) سبحان القدوس عن تقدیس نجس منکوس
[۲۳] (۸) عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوك الاسلام
[۱۲۵] (۹) ذب الاهواء الواهیه فی باب الامیر معٰویه
[۱۲۷] (۱۰) فتاوی القدوه لکشف دفین الندوه
[۱۵۹] (۱۱) جزاء الله عدوه بابائه ختم النبوه
[۱۶۳] (۱۲) فتاوی الحرمین برجف ندوة المین
[۱۶۴] (۱۳) ترجمة الفتویٰ وجه هدم البلویٰ
[۱۶۵] (۱۴) خلص فوائد فتوی

[۱۷۱[illegible]] (۱۵) قوارع القهار علی المجسمة الفجار
[۱۹[illegible]] (۱۶) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب
[۱۱[illegible]] (۱۷) قهر الدیان علی مرتد بقادیان
[۱۱[illegible]] (۱۸) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین
[۱۱[illegible]۱] (۱۹) خلاصة فوائد فتاویٰ
[۱۴۶] (۲۰) مبین احکام وتصدیقات مرام
[۱[illegible]] (۲۱) ثلج الصدر لایمان القدر
[۲[illegible]] (۲۲) الفیوض الملکیة لحب الدولة المکیة
[۱[illegible]۱] (۲۳) تمهیدایمان بآیات قرآن
[۱[illegible]] (۲۴) داماں باغ سبحٰن السبوح
[۱۶[illegible]] (۲۵) المبین ختم النبیین
[۲۶۱] (۲۶) مقال عرفاء باعزاز شرع وعلماء
[۱۸[illegible]] (۲۷) لمعة الشمعه لهدی شیعة الشنعه
[۱۰[illegible]] (۲۸) الرائحة العنبریة من المجمرة الحیدریة
[۱۱۱] (۲۹) اخبار یہ کی خبر گیری
[۲۱[illegible]] (۳۰) الصارم الربانی علی اسراف القادیانی
[۱[illegible]] (۳۱) مبین الهدی فی نفی امکان مثل المصطفیٰ ﷺ

[۲] علم کلام [۱۷]

جس علم کے ذریعہ انسان قادر ہو کہ عقائد حقہ دینیہ کو دلیلوں سے ثابت کر سکے، اور اس پر سے شبہات وشکوک کو دفع کرے، وہ علم کلام ہے۔ اس علم کا موضوع متقدمین کے نزدیک ذات باری تعالیٰ وصفات الٰہی ہے اور بعض کے نزدیک اس کا موضوع موجود من حیث هو موجود ہے۔ متأخرین کے نزدیک علم کلام کا موضوع معلوم ہے، اس حیثیت سے کہ اس کا تعلق اثبات عقائد دینیہ سے ہے، عام ازیں کہ وہ تعلق قریب ہو یا بعید، اور دین سے مراد دین سرور عالم محمد رسول اللہ ﷺ کا دین ہے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی سترہ تصنیفات حسب ذیل ہیں:-

[۱] (۱) ضوء النهاية فی اعلام الحمد و الهداية

[۳] (۲) السعی المشکور فی ابداء الحق المهجور

[٤] (۳) معتبر الطالب فی شیون ابی طالب

[۳٥] (٤) مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید

[۱۰٥](٥) الکوکب الشهابیه فی کفریات ابی الوهابیة

[۱۰٦](٦) سل السیوف الهندیة علیٰ کفریات بابا النجدیة

[۱٥۲](۷) شرح المطالب فی مبحث ابی طالب

[۷۹](۸) المقال الباهر ان منکر الفقه کافر

[۱۹۰](۹) المعتمد المستند بناء نجاة الابد

[۱۹۲](۱۰) رد الرفض

[[illegible]۱۱](۱۱) دفعة الباس علی جاحد الفاتحه و الفلق و الناس

[۱[illegible]۲](۱۲) تنبیه الجهال بابهام الباسط المتعال

[۱[illegible]۲](۱۳) جوابہائے ترکی بترکی

[۱۸[illegible]۲](۱٤) الصمصام الحیدری علیٰ حمق العیار المفتری

[۲۰۹](۱٥) الجرح الوالج فی بطن الخوارج

[[illegible]۲۲](۱٦) ظفر الدین الجید ملقب به بطش غیب

[[illegible]۱](۱۷) چابک لیث بر اہل حدیث

[۳] علم تجوید [۲]

جس علم میں قرآن مجید کو اچھی طرح تلاوت کرنے سے بحث کی جائے، مخارج حروف اور ان کی صفات کے لحاظ سے اور ترتیل نظم قرآن کی وصل، وقف، مد، قصر، تشدید، تخفیف، قلب، تسہیل وغیرہ قواعد کے اعتبار سے اس کو علم تجوید کہتے ہیں۔ اس کا موضوع اور غایت ونفع ظاہر ہے، یہ علم فنون قراءت کا نتیجہ اور ثمرہ ہے، اور موسیقی کی طرح عملی علم ہے۔ یعنی صرف قواعد کا جان لینا کافی نہیں ہے، بلکہ اساتذہ سے سن کر، سیکھ کر، خود تمام حروف والفاظ کو قواعد مقررہ کے مطابق ادا کرنے کا ملکہ حاصل کرنا ہے۔

اس علم میں اعلیٰ حضرت کی دو کتابیں ہیں:-

[۱۴۶](۱) نعم الزاد لروم الضاد

[۱۶۶](۲) الجام الصاد عن سنن الضاد۔

[٤] علم تفسیر [٦]

علم معانی نظم قرآن سے بحسب طاقت بشریہ ومقتضائے قواعد عربیہ بحث … علم تفسیر ہے۔ اس کے مبادی علوم عربیہ، اصول کلام، اصول فقہ، … علوم کثیرہ ہیں۔ اس علم کی غرض معانی نظم قرآن مجید کی معرفت ہے۔ … بروجہت احکام شرعیہ کے استنباط پر قدرت حاصل ہوتا ہے۔ اس علم کا … کلام اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے، جو ہر حکمت کا منبع اور ہر فضیلت کا معدن ہے۔ … غایت، فہم معانی قرآن اور اس کے احکام مستنبط کرنے کی معرف توصل … اس کے ذریعہ سعادت دنیویہ واخرویہ حاصل کی جائے، اور شرف علم کا … ف موضوع اور بہترین غایت کی وجہ سے ہے۔ اس لیے یہ علم سب سے اعلیٰ ہے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی چھ تصنیفات حسب تفصیل ذیل ہیں:-

[۲۱](۱) الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی

[٦٥](۲) تائل الراح فی فرق الریح والریاح

[۹۰](۳) انوار الحلم فی معانی میعاد استجیب لکم

[۱٤٦](٤) الصمصام علی مشکك فی آیة علوم الارحام

[۱۲۹](٥) النفیحة الفائحه من مسك سورة الفاتحه

[۲۰۸](٦) ابناء الحی ان کتابه المصئون تبیان لکل شئ

[۵] علم اصول حدیث [۲]

یہ علم متعلق بروایت حدیث ہے۔ جس علم میں بحث کی جائے کیفیت اتصال احادیث سے، ساتھ رسول اللہ ﷺ کے من حیث احوال رواۃ، باعتبار ضبط وعدالت کے اور من حیث کیفیت سند کے، کہ وہ متصل ہے یا منقطع یا رسول اللہ ﷺ تک پہونچی ہے یا صرف صحابہ ہی پر ختم ہوگئی یا منتہائے سند تابعی ہے۔ جو کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اس علم میں اعلیٰ حضرت کی تصنیف دو رسالے ہیں:-

[۱۳۱] (۱) الهاد الكاف فى حكم الضعاف

[۱۳٤] (۲) مدارج طبقات الحديث ـ

[٦] علم حدیث [۱۱]

علم حدیث وہ علم ہے جس کے ذریعہ اقوال نبی ﷺ اور ان کے افعال ...ال کی معرفت حاصل ہو۔ اس تعریف سے اس کا موضوع ظاہر ہوگیا۔ اور ... سعادت دارین کا حصول ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم روایت ...ث، دوم علم درایت حدیث ـــــــ اول اصول حدیث کے نام سے ...ہے، جس کا بیان گذر چکا۔ دوم یعنی علم درایت حدیث وہ علم ہے جو بحث ...ے اس معنیٰ سے، جو الفاظ حدیث سے سمجھے جاتے ہیں، اور جو اس سے مراد ...ن حیث قواعد عربیہ وضوابط شرعیہ ومطابقت احوال نبی ﷺ۔ اور اس کا ...ل احادیث رسول ﷺ ہیں اس حیثیت سے کہ معانی، مفہوم یا مراد پر دلالت ... ہیں۔ اس کی غایت آداب نبویہ سے مزین ہونا اور منہیات ومکروہات ...ے اجتناب کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس فن کا نفع اعظم المنافع ہے۔ اس کے ...ی تمام علوم عربیہ اور ان اخبار وقصص کی معرفت ہے، جن کا تعلق حضور اکرم ﷺ ...ات وصفات سے ہو۔

اس علم میں اعلیٰ حضرت کی تصنیفات گیارہ ہیں:-

[٤٦] (۱) اسماع الاربعين فى شفاعة سيد المحبوبين

[٥٦] (۱) تلألؤ الافلاك بجلال حديث لولاك

[۸۹] (۲) انباء الحذاق بمسالك النفاق

[۹۱] (۱) اعجب الامداد فى مكفرات حقوق العباد

[۱۰۰] (٥) الهداية المباركة فى خلق الملائكة

[۱۳٦](٦) الاحادیث الراویه لمدح الامیر مغویه

[۲۲۲](۷) الاجازات المتینه لعلماء بکة والمدینه

[۲٦٦](۸) النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب

[۲۷۲](۹) الروض البهیج فی آداب التخریج

[۲۸۱](۱۰) البحث الفاحص عن طرق احادیث الخصائص

[۲۸۳](۱۱) ذیل المدعی لاحسن الوعا

[۷] علم اصول فقه [۹]

[illegible] کے ذریعہ احکام شرعیہ کا استنباط ادلۂ اجمالیہ سے معلوم ہو، وہ علم [illegible]۔ موضوع اس کا ادلۂ شرعیہ کلیہ ہیں، اس حیثیت سے کہ کس طرح [illegible] احکام شرعیہ مستنبط ہوتے ہیں۔ اس کے مبادی قواعد عربیہ اور بعض علوم [illegible] اصول کلام، تفسیر، حدیث اور بعض علوم عقلیہ ہیں۔ غرض اس علم سے یہ [illegible] شرعیہ فرعیہ کے استنباط کا ملکہ ادلۂ اربعہ شرعیہ یعنی قرآن، حدیث، [illegible] سے حاصل ہو۔ اس کا فائدہ احکام شرعیہ کو صحیح طریقہ پر استنباط [illegible]

[illegible] میں اعلیٰ حضرت کی تصنیفات نو ہیں:-

[illegible](۱) التاج المکلل فی انارة مدلول کان یفعل

[illegible](۲) السیوف المخیفه علی عائب ابی حنیفه

[illegible](۳) اعز النکات بجواب سوال ارکات ملقب به الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذهبی

[illegible](۴) اطائب الصیب علی ارض الطیب

[illegible](۵) البرق المخیب علی بقاع طیب

[illegible](٦) العطر المطیب لبنت شفة الطیب

[illegible](۷) الامة القاصفة لکفریات الملاطفة

[illegible](۸) الجائفة علی تهافت الملاطفه

[illegible](۹) سياط المودب علی رقبة المستعرب

[۸] علم فقه [۵۰]

جس علم میں احکام شرعیہ فرعیہ عملیہ اس حیثیت سے کہ ادلۂ شرعیہ تفصیلیہ سے ان کا استنباط ہوتا ہے، بحث کی جائے، وہ علم فقہ ہے۔ اس کے مبادی مسائل اصول فقہ ہیں۔ اس میں تمام علوم شرعیہ اور عربیہ سے استمداد حاصل کیا جاتا ہے۔ اس علم کا فائدہ بروجہ شروع حصول عمل ہے۔ اور اس سے غرض اعمال شرعیہ پر ملکہ اقتدار حاصل کرنا ہے۔

چونکہ غایت وغرض، علوم عملیہ میں ظن سے حاصل ہوتا ہے، نہ کہ یقین سے، اس لیے اکثر مسائل ظنی الدلالۃ محل اجتہاد ہیں۔ اسی وجہ سے مقلد کو اختیار ہے کہ مذاہب اربعہ مشہورہ یعنی حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی سے جس کو چاہے، اختیار کرے۔ مگر ان سب میں احق واولیٰ اور تمام روئے زمین میں جس کے ماننے والے سب سے زیادہ ہیں، مذہب امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اہل کشف وولایت کا مشاہدہ ہے کہ بقیہ سب مذہب آگے جا کر خشک ہو جائیں گے اور ان کے ماننے والے باقی نہ رہیں گے، لیکن امام اعظم صاحب کا مذہب قیامت تک باقی رہے گا، جسے اس کی تحقیق مقصود ہو، وہ امام شعرانی کی کتاب مستطاب میزان الشریعۃ الکبریٰ ملاحظہ کرے کہ انہوں نے باوجود شافعی المذہب ہونے کے اس کی تصریح کی۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی تصنیفات ایک سو پچاس ہیں:-

[۵] (۱) نقاء النیرہ فی شرح الجوہرہ ملقب به النیرۃ الوضیه فی شرح الجوهرة المضیة

[illegible] (۲) احکام الاحکام فی التناول من ید من ماله حرام

[illegible] (۳) انفس الفکر فی قربان البقر

[illegible] (۴) الامر باحترام المقابر

[۱۷] (۵) اقامة القیامة علی طاعن القیام لنبی تهامه

[۱۹] (۶) حسن البراعة فی تنفیذ حکم الجماعة

[illegible] (۷) النعیم المقیم فی فرحة مولد النبی الکریم

[illegible] (۸) بذل الصفا لعبد المصطفی

[illegible] (۹) منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین

[illegible] (۱۰) المقالة المسفرة عن احکام البدعة المکفرة

[illegible] (۱۱) المجمل المسدد ان ساب المصطفیٰ مرتد

[۱۸] (۱۲) اجود القری لمن یطلب الصحة فی اجارة القری

[۲۹] (۱۳) نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوباء

[۳۰] (۱۴) الاحلی من السکر لطلبه سکر روسر

[۳۱] (۱۵) جمال الاجمال لتوقیف حکم الصلاة فی النعال

[illegible] (۱۶) منزع المرام فی التداوی بالحرام

[illegible] (۱۷) معدل الزال فی اثبات الهلال

[illegible] (۱۸) طوالع النور فی حکم السرج علی القبور

[۳۸] (۱۹) البارقة اللمعا علی سامد نطق بالکفر طوعا

[illegible] (۲۰) جمل مجلیه ان المکروه تنزیها لیس بمعصیة

[illegible] (۲۱) انوار الانتباه فی حل نداء یارسو الله

[۲۸۷](۱۴۲) رشاقة الکلام فی حواشی اذاقة الاثام

[۲۹۴](۱۴۳) البیان شافیا لفونو غرافیا

[۲۹۶](۱۴۴) جد الممتار من رد المحتار

[۲۹۷](۱۴۵) العطایا النبویة فی الفتاویٰ الرضویة

[۳۰۶](۱۴۶) الاسد الصئول علی اجتهاد الطرار الجهول

[۳۱۱](۱۴۷) براءت نامہ انجمن اسلامیہ بانس بریلی

[۳۲۶](۱۴۸) اجتناب العمال عن فتاویٰ الجهال

[۳۳۰](۱۴۹) سیف ولایتی بردا هم ولایتی

[۳۴۶](۱۵۰) الرد الناهز علی ذام النهی الحاجز

[۹] علم الفرائض [۴]

الفرائض ان قواعد وجزئیات کا علم ہے، جن کے ذریعہ ترکہ کو وارث کی
ان کے حق کے مطابق صرف کرنے کی کیفیت معلوم ہو۔ اس کا موضوع
وارث ہیں۔ اس لیے کہ فرائضی ترکہ اور اس کے مستحقین سے بحث
ب میت کا ترکہ اس کے ورثائے مستحقین کو قواعد معینہ شرعیہ سے کس کو کتنا
ملے گا؟

بت اہم علم ہے، یہاں تک کہ حضور اقدس ﷺ نے اس کو نصف علم فرمایا:
الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم علمائے کرام کا
ہے کہ یہ علم نصف علم کس طرح ہے، اور اس کے کیا معنی ہیں؟ تو ایک
علما اس طرف گئی ہے، کہ ہم پر واجب حضور کے ارشاد مبارک کی تعمیل
م اس کے معنی سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ تو نصف علم حضور نے فرائض کو کیوں فرمایا،
جاننے کی ہمیں ضرورت نہیں؟ اس ارشاد مبارک کے مطابق اس علم کو
لما نا چاہیے۔ ایک جماعت نے کہا کہ حضور نے جو کچھ فرمایا، بیشک ہم
ی نیل ضروری ہے۔ مگر ساتھ ساتھ ہمیں اس کو سمجھنا بھی چاہیے کہ ارشاد
معقول المعنیٰ ہے۔ تو اس بارے میں اس جماعت علما کے دس قول ہیں۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ عموم بلویٰ کی وجہ سے نصف علم اس کو فرمایا۔
سہایہ میں ہے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں۔ حالت حیات، اور حالت
نصف علم کا تعلق حالت حیات سے ہے، اور نصف علم کا تعلق بعد
ہے۔ وہ علم فرائض ہے۔

سوم: ملک کے اسباب دو قسم کے ہیں۔

(الف) اختیاری: جیسے خرید و فروخت، قبول ہدیہ، وصیت وغیرہ۔

(ب) ضروری: یہ ارث ہے، اس لیے کہ لینا چاہیے یا نہیں، مورث کے مرنے کے بعد کل ترکہ بعد ادائے حقوق سب وارثوں کا حسب سہام شرعی ہے۔

یہ قول صاحب ضوء کا ہے۔

چہارم: ابتہاج میں کہا گیا کہ اس کی بڑائی اور تعظیم کے لیے اس کو نصف علم فرمایا۔

پنجم: — صاحب اغاثة اللهاج کا قول ہے: چونکہ فرائض کے شعبے بہت ہیں، اور اس میں حساب کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے نصف علم فرمایا۔

ششم: زیادتی مشقت کی وجہ سے اس کو نصف علم ارشاد فرمایا۔

ہفتم: صاحب ضوء نے فرمایا کہ علم کی دو قسمیں ہیں:-

ایک وہ علم ہے، جس کی وجہ سے اسباب ارث کی معرفت ہوتی ہے۔

دوسرا وہ علم، جس کی وجہ سے جو واجب ہوتا ہے، معلوم کیا جاتا ہے۔ اور یہی علم فرائض ہے۔

ہشتم: نصف علم باعتبار ثواب فرمایا، اس لیے کہ انسان فقہ کے ایک مسئلہ سمجھنے پر دس نیکی کا مستحق ہوتا ہے، اور فرائض کے ایک مسئلہ پر سو نیکی کا حقدار ہوتا ہے۔ تو اگر تمامی فرائض کو دس مسئلے اور تمامی فقہ کو سو مسئلے پر فرض کریں تو دونوں کی نیکیاں ہزار ہزار ہونگی۔ تو فرائض باعتبار ثواب پورے فقہ کے برابر ہوا۔

نہم: صاحب شرح سراجیہ فرماتے ہیں: نصف علم فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ اگر فرائض کے مسائل کو پھیلایا جائے، تو اس کے فروع و جزئیات تمام علوم کی جزئیات کے برابر ہوں گے۔

دہم: نصف علم اس لیے فرمایا کہ طلبہ کو اس علم کے سیکھنے کی ترغیب ہو۔

یہ دس قول صاحب کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون نے بیان فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت کی علم الفرائض میں چار کتابیں ہیں:-

[۱۵۱](۱) المقصد النافع فی عصوبة النصف الرابع

[۱٦۷](۲) طیب الامعان فی تعدد الجهات والابدان

[۲۱۳](۳) تجلیة السلم فی مسائل من نصف العلم

[۳۲۷](٤) هدم النصرانی و التقسیم الایمانی

[۱۰] علم رسم خط قرآن مجید [۱]

اگلی کتابیں جتنی ہیں، اُن کے ماننے والوں نے اپنی خواہش کے مطابق ان میں تحریف وتبدیل کر دیا۔ اور یہ تبدیل وتحریف صرف معنوی ہی نہ رہی کہ اصل معانی ومطلب کو چھوڑ کر اپنے مقصد کے مطابق معنی گڑھ لیا، بلکہ لفظی تحریف بھی کرلیا: یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ لیکن خداوند عالم کا ہزار ہزار احسان امت محمدیہ پر، کہ ان کی کتاب کی حفاظت اس کے ماننے والوں کے متعلق نہ رکھا، بلکہ اپنے فضل وکرم سے اپنے ذمہ پر اس کی حفاظت رکھی: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ بیشک ہم نے اس قرآن شریف کو اتارا اور ہم اس کے محافظ ہیں۔ اسی لیے آج تک ایک لفظ تو بڑی بات ہے، ایک حرف، ایک نقطہ، ایک زیر، ایک زبر کا بھی فرق نہیں ہوا۔

علمائے کرام نے بھی اس کی حفاظت کے لیے قرآن مجید کے لکھنے میں رسم خط عثمانی کا اتباع واجب قرار دیا۔ اسی لیے قرآن مجید میں لفظ صلوٰۃ، زکوٰۃ، علمٰؤٔ، جایٔ وغیرہ الفاظ اسی طرح سے لکھے جائیں گے۔ اگرچہ اردو میں صلاۃ، زکاۃ، علما کی کتابت اس طریقہ پر ضروری نہیں۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی تصنیف ایک رسالہ ہے:-

[۲۱۸] (۱) جالب الجنان فی رسم احرف من القرآن

[۱۱] علم الادب العربی [٦]

[illegible] علم کے ذریعہ کلام عرب میں لفظاً ومعناً غلطی سے محفوظ رہے، وہ علم [illegible] ہے۔ علم ادب بہت وسیع علم ہے، جو متعدد علوم کو شامل ہے۔ علامہ سید [illegible] ماتے ہیں: علم ادب کے اصول اور فروع ہیں۔ اصول ہیں تو بحث [illegible] سے ہوگی، یا مُرکبات سے۔ اگر مفردات سے ہے تو اگر

(۱) [illegible] ت جواہر اور مواد اور ہیات ترکیبیہ ہے، تو وہ علم لغت ہے۔

(۲) [illegible] ت صوت ولفظ اور ہیئت ہے، تو علم صرف ہے۔

(۳) اور [illegible] یثیت انتساب بعض کو ساتھ بعض کے باعتبار اصل وفرع ہونے کے [illegible] علم اشتقاق ہے۔

(۴) اور اگر بحث مرکبات سے علی الاطلاق ہے تو باعتبار ہیئت ترکیبیہ اور [illegible] معانی اصلیہ ہو، تو علم نحو ہے۔

(۵) [illegible] بار افادہ ایسے معانی کے ہے، جو مغائر اصل معنی ہیں، تو علم معانی ہے۔

(۶) [illegible] بار کیفیت افادہ جو مختلف ہو مراتب ظہور وخفا میں، تو علم بیان ہے۔

(۷) اور ان دونوں علم معانی وبیان کا ذیل علم بدیع ہے۔ اس لیے کہ یہ [illegible] مطابقت مقتضی حال، اور وضوح دلالت علی المرام کے بعد ان [illegible] م ہے، جن سے کلام میں حسن پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً صنعت تجنیس

[illegible] ت قدس سرہ العزیز کا یہ شعر ؎

سر توئی سرور توئی سر راسر وساماں توئی

جان توئی جاناں توئی جاں را قرار جاں توئی

(۸) اور اگر بحث مرکبات موزونہ سے ہو،تو بحیثیت وزن ہے،تو علم عروض ہے۔

(۹) بحیثیت اواخر ہے،تو علم قوافی ہے۔

یہ نو قسمیں اصول کی ہوئیں۔

اور فروع میں بحث:

(۱) متعلق بنقوش کتابت ہو،تو علم خط ہے۔

(۲) مختص بالمنظوم ہے،تو قرض شعر ہے۔

(۳) اور نثر کے ساتھ مخصوص ہے،تو علم الانشاء ہے۔

(۴) کسی کے ساتھ مختص نہیں،تو علم محاضرات ہے۔اور اسی قسم سے علم تدبیخ ہے۔

علم ادب میں اعلیٰ حضرت کی تصنیفات سے چھ کتابیں ہیں:-

[۲۹۹] (۱) صنائع بدیعة

[۳۲۰] (۲) شرح مقامۂ مذاقیه

[۳۲٤] (۳) مشرقستان اقدس

[۳۲٥] (٤) عذاب ادنیٰ بر رد اَوْ اَدنیٰ

[۳۲۸] (٥) آمال الابرار وآلام الاشرار

[۳۲۹] (٦) سکین ونوره بر کاکل پریشان ندوه

[۱۲] علم لغت [۲]

علم کہ مدلولات جواہر مفردات اور ان کی ہیئت جزئیہ سے بحث کرے کہ وہ کس سے ان مدلولات کے لیے وضع کیے گئے ہیں، اور اس چیز سے بحث جو ترکیب بر جوہر اور ان کی ہیئت سے بحیثیت وضع و دلالت علی المعانی حاصل ہوئی ہو، وہ علم لغت ہے۔ اس علم کی غایت معانی وضعیہ کے سمجھنے ات عرب سے جو مفہوم ہوتا ہے، اس پر واقفیت میں خطا سے بچنا ہے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی دو کتابیں ہیں:-

[۲٦۷] (۱) احسن الجلوه فی تحقیق المیل والذراع والفرسخ والغلوه

[۲۸۹] (۲) فتح المعطی بتحقیق معنیٰ الخاطی والمخطی

[۱۳] علم سیر [۳]

جس علم کے ذریعہ احوال رسول اللہ ﷺ و معجزات و وقائع حیات و حالات غزوات وغیرہ معلوم ہوں، وہ علم سیر ہے۔ اس میں سب سے پہلے علامہ محمد بن اسحٰق رئیس المغازی متوفّٰی ۱۵۱ھ نے تالیف کی۔ پھر اس کی تدوین و ترتیب ابو محمد عبدالملک بن ہشام حمیری متوفّٰی ۲۱۸ھ نے کی اور علما نے اس کتاب کو بہت پسند کیا، اور بہترین کتاب سیر کبیر امام محمد تلمیذ امام الائمہ کی ہے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی تصنیف سے تین کتابیں ہیں:-

[۱۵۷](۱) حمان التاج فی بیان الصلاۃ قبل المعراج

[۲] (۲) نطق الهلال بارخ ولاد الحبيب والوصال

[۳](۳) منبة المنیه بوصول الحبیب الیٰ العرش والرؤیه

[۱٤] علم الفضائل [۳۰]

... علم ہے جس سے حضور اقدس ﷺ کے کمالات و مراتب عالیہ جو حضرت ... نے انھیں اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائے ہیں، ان کا بیان ہے۔ اس کا ... ع ظاہر ہے، اور غایت وغرض ان کمالات کی واقفیت ہے، تاکہ اس کے ... بت رسول اللہ ﷺ زیادہ ہو، اور اس کے ذریعہ سعادت ابدی وشرافت ... ی حاصل ہو۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی تصنیفات تیس ہیں:-

[۷] (۱) نفی الفیٔ عمن بنوره انار كل شیٔ

[۱۱](۲) سلطنة المصطفی فی ملکوت کل الوریٰ

[۱۵](۳) اجلال جبریل بجعله خادما للمحبوب الجمیل

[۱۸](٤) هدی الحیران فی نفی الفیٔ عن شمس الاکوان

[٦٤] (٥) لعروس الاسماء الحسنیٰ فیما لنبینا من الاسماء الحسنیٰ

[۹٦] (٦) الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء

[۹۷](۷) منية اللبيب فی ان التشريع بيد الحبيب

[۱٤٥](۸) النفحة الفائحة من مسك سورة الفاتحة

[۱٤۸](۹) شمول الاسلام لآباء الرسول الكرام

[۱٦۸](۱۰) انباء المصطفیٰ بحال سر واخفیٰ

[۱۷۰](۱۱) مالی الحبیب بعلوم الغیب

[۱۷۹](۱۲) اللؤلؤ المكنون فی علم البشیر ماکان ومایکون

[۲۰۳](۱۳) الموهبة الجديدة فی وجوه الحبيب فی مواضع عديده

[۲۰۵](۱۴) منية المنية بوصول الحبيب الیٰ العرش والرؤية

[۲۲۳](۱۵) الدولة المكية بالمادة الغيبية

[۲۴۴](۱۶) حدائق بخشش

[۲۵۷](۱۷) بدرالانوار فی آداب الآثار

[۲۶۵](۱۸) قمر التمام فی نفی الفئ عن سيد الانام

[۳۰۰/۲](۱۹) سلسلة الذهب نافية الارب

[۳۰۰/۳](۲۰) ذریعۂ قادریہ

[۳۰۰/۹](۲۱) حضورجان نور

[۳۰۰/۱۰](۲۲) نعت واستعارات

[۳۰۰/۱۱](۲۳) سلام وسیر

[۳۰۰/۱۲](۲۴) سراپانور

[۳۰۰/۱۶](۲۵) نذرگدادرتہنیت شادی اسراء

[۳۳۹](۲۶) ابراء المجنون عن انتهاك علم المكنون

[۳۴۱](۲۷) ماحية العيب بايمان الغيب

[۳۴۲](۲۸) ميل الهداة لبرء عين القذاة

[۳۴۳](۲۹) اراحة جوانح الغيب عن ازاحة اهل العيب

[۳۴۴](۳۰) الجلاء الكامل لعين قضاة الباطل

[۱۵] علم المناقب [۱۸]

...علم ہے جس میں حضرات صحابہ کرام وتابعین عظام ومشائخ فخام وعلماے ... کے کمالات وکرامات ومدائح وصفات کا بیان ہو۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی تصنیفات اٹھارہ ہیں:-

[۸](۱) الكلام البهی فی تشبه الصديق بالنبی

[۹](۲) وجد المشوق بجلوة اسماء الصديق والفاروق

[۲۲](۳) مجير معظم شرح قصيده اكسير اعظم

[۱۱۷](۴) تنزيه المكانة الحيدرية عن وصمة عهد الجاهلية

[۱۱۸](۵) انجاء البری عن وسواس المفتری

[۱۲۲](۶) جميل ثناء الائمة على علم سراج الامة

[۲۸۵](۷) فوائے کرامات غوثیہ

[۳۰۰/۱](۸) اکسیراعظم

[۳۰۰/۲](۹) سلسلة الذهب نافية الارب

[۳۰۰/۳](۱۰) ذریعہ قادریہ

[۳۰۰/۴](۱۱) فضائل فاروق

[۳۰۰/۵](۱۲) نظم معطر

[۳۰۰/۶](۱۳) مشرقستان قدس

[۳۰۰/۷](۱۴) چراغ انس

[۳۰۰/۸](۱۵) وظیفۂ قادریہ

[۱۳/۳۰۰](۱۶) مناقب صدیقیہ

[۱۴/۳۰۰](۱۷) حمائد فضل رسول

[۱۵/۳۰۰](۱۸) مدائح فضل رسول

[۱۶] علم سلوک [۲]

اس علم میں اعلیٰ حضرت کی دو کتابیں ہیں:-

[۸۱](۱) الیاقوتة الواسطة فی قلب عقد الرابطة

[۱۸](۲) نقاء السلافه فی البیعة والخلافة

[۱۷] علم الأخلاق [۲]

جس علم سے فضائل اوران کے حاصل کرنے کی کیفیت معلوم ہوتا کہ انسان اپنے نفس کوان سے مزین کرے، نیز رذائل اوران سے بچنے کے طریقے معلوم کیے جائیں، تاکہ نفس ان سے مخلیٰ کیا جائے، وہ علم الاخلاق ہے، اور یہ ایک قسم حکمت عملیہ کی ہے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی دو کتابیں ہیں:-

[۷۲](۱) شرح الحقوق لطرح العقوق

[۹۲](۲) مشعلة الارشاد الیٰ حقوق الاولاد

[۱۸] علم تصوف [۳]

لم تصوف وہ علم ہے کہ اس کے ذریعہ مدارج سعادات میں اہل کمال ان کے ترقی کی کیفیت، اور وہ امور جو ان کے درجات میں عارض ہوں، لاقت بشریہ معلوم ہوں۔

ان درجات ومقامات کی کماحقہ تعبیر ناممکن ہے، اس لیے کہ عبارات ان انی کے لیے وضع کیے گئے ہیں، جہاں تک اہل لغات کے فہم پہنچ سکتے ں لیکن وہ معانی جن تک رسائی صرف ایسے ہی شخص کی ہے، جو اپنے قوائے بلکہ اپنی ذات سے غائب ہو، تو اس کے لیے وضع الفاظ ممکن نہیں، چہ جائیکہ ں کو الفاظ سے تعبیر کریں۔ تو جس طرح معقولات کو اوہام سے ادراک نہیں لتے، اور نہ موہومات کو خیالات سے ادراک کرسکتے ہیں، نہ خیالات کا ال حواس سے ممکن ہے۔ اسی طرح جس چیز کو عین الیقین کے ساتھ معائنہ ا چاہیے، اس کا ادراک علم الیقین کے ساتھ ممکن نہیں۔ تو جس شخص کی خواہش اس فن کی تکمیل ہو، اس کو چاہیے کہ وصول بالبیان کی کوشش نہ کرے، بیان سے طاب کرنے پر اکتفانہ کرے۔ فانه طور وراء طور العقل۔ اور کیا اچھا کسی لہا ہے: جزاه الله فی الدارین خیراً۔

علم التصوف علم لیس یعرفه ☆ الا اخو فطنة بالحق معروف
ولیس یعرفه من لیس یشهده ☆ وکیف یشهد ضوء الشمس مکفوف

یٰ علم تصوف وہ علم ہے جس کو نہیں پہچان سکتا ہے مگر تیز طبع ذہین جو حق کے ساتھ مشہور ہے۔ اور اس کو نہیں جان سکتا ہے جو اسے مشاہدہ نہ کرے، اور کس طرح

آفتاب کی روشنی کو نابینا دیکھ سکتا ہے؟

اس فن میں اعلیٰ حضرت نے تین کتابیں تصنیف فرمائیں:-

[۸۰] (۱) کشف حقائق واسرار ودقائق

[۱۰۳] (۲) بوارق تلوح من حقیقة الروح

[۱۱٤] (۳) التلطف بجواب التصوف

[۱۹] علم اذکار [۵]

م الاذکار اور اسی کو علم الادعیہ والاوراد بھی کہتے ہیں۔ جو علم ادعیہ
اور اورادِ مشہورہ سے اس کی تصحیح وضبط اور تصحیح روایت اور بیان خواص اور عدد
اور اوقات قرأت اور شرائط سے بحث کرے، وہ علم الاذکار، علم الادعیہ اور
ہے۔ اور اس سے غرض ان ادعیہ اور اوراد کا بروجہ مذکور جاننا ہے، تاکہ
قاعدہ اس کے عمل سے فوائد دینیہ اور دنیویہ حاصل ہوں۔

بعض علما نے اس کو علم حدیث کی فرع قرار دیا ہے۔ اس لیے کہ اس میں
احادیث سے استنباط کی جاتی ہے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی پانچ کتابیں ہیں:-

[٤٥] (۱) ازهار الانوار من صباصلاة الاسرار

[٥٦] (۲) زهر الصلاة من شجرة اكارم الهداة

[۱۱۰] (۳) العروس المعطار فی زمن دعوة الافطار

[۱۷٥] (٤) المنة الممتازه فی دعوات الجنازة

[۲۷۷] (٥) ماقل و کفی من ادعیة المصطفیٰ ﷺ

[۲۰] علم ترغیب وترهیب [۱]

وہ علم ہے جس میں ایسی باتیں بیان کی جائیں، جن کے کرنے کی شرع میں ترغیب دلائی گئی ہو، اور ایسی باتیں ذکر کریں، جن کے کرنے کی شرع میں ممانعت ہو۔ یا اول پر وعدہ ثواب ہو اور دوم پر وعید عذاب وعقاب۔ اس فن میں مشہور ترین کتاب امام حافظ ذکی الدین ابو العظیم ابن عبد القوی منذری متوفی ۶۵۶ھ کی کتاب ترغیب وترهیب ہے۔ یہ بھی فروع علم حدیث سے ہے۔ اس لیے کہ مدار اس کا احادیث اصحاب کتب مشہور صحیحین، سنن اربعہ، مسانید، معاجیم محدثین ہے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی ایک کتاب ہے:-

[۸۶] اعز الاکتناه فی رد صدقة مانع الزکوٰه

[۲۱] علم تاریخ [۳]

علم تاریخ، معرفت احوال جماعت اور ان کے شہروں اور رسوم وعادات، اور [illegible] منائع وانساب اور ان کے وفیات کا نام ہے۔ اس کا موضوع احوال [illegible] ماضیہ: حضرات انبیائے کرام واولیائے عظام وعلمائے فخام وحکما وملوک وغیرہ ہیں۔ اور اس علم کی غرض احوال ماضیہ پر واقف ہونا ہے۔ اور اس علم [illegible] ان احوال سے عبرت ونصیحت حاصل کرنا اور حوادث روزگار وتقلبات [illegible] واقفیت کی وجہ سے تجزیہ کا ملکہ حاصل کرنا ہے، تاکہ ان لوگوں کے احوال [illegible] مضرت کی باتیں ہیں، ان سے احتراز کیا جائے، اور منافع وکارآمد باتوں کو [illegible] لیا جائے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی تین کتابیں ہیں:-

[۱۲۰] (۱) اعلام الصحابة الموافقین للامیر معوٰیة وام المومنین

[۲۱۹] (۲) جمع القرآن ویم عزوه لعثمان

[۳۱۰] (۳) سرگذشت وماجرائے ندوہ۔

[۲۲] علم مناظرہ [۱۸]

جس علم میں دو مناظروں کے درمیان گفتگو کرنے کی کیفیت سے بحث کی جائے، وہ علم مناظرہ ہے۔ اس کا موضوع ادلہ ہیں، اس حیثیت سے کہ ان سے غیر پر اپنا مدعیٰ ثابت کیا جاتا ہے۔ اس کے مبادی امور بینہ بنفسہا ہیں۔ غرض اس سے مناظرہ کرنے کا ملکہ حاصل کرنا ہے، تاکہ بحث میں خبط نہ واقع ہو۔

علامہ ابن صدرالدین نے فوائد خاقانیہ میں فرمایا کہ یہ علم منطق کی طرح جملہ علوم کی خدمت کرتا ہے، اس لیے کہ بحث ومناظرہ صواب ظاہر کرنے اورالزام خصم کے لیے نسبت بین الشیئین میں جانبین سے نظر کرنے کا نام ہے۔

اعلیٰ حضرت کی اس فن میں اٹھارہ کتب مصنفہ ہیں:-

[۱۲۴](۱) النذیر الهامل لکل حلف جاهل

[۱۲۸](۲) مراسلات سنت وندوہ

[۲۰۷](۳) رامی زاغیان معروف بہ دفع زیغ زاغ

[۳۱۴](۴) انتصار الهدی من شعوب الهوی

[۳۲۳](۵) صمصام سنیت بگلوئے نجدیت

[۳۲۶](۶) احتناب العمال عن فتاوی الجهال

[۳۳۰](۷) سیف ولایتی بروا ہم ولایتی

[۳۳۱] (۸) البرق المخیب علی بقاع طیب

[۳۳۴](۹) العطر المطیب لبنت شفقة الطیب

[۳۳۵](۱۰) الامۃ القاصفه لکفریات الملاطفه

[۳۳۶](۱۱) الجائفه علی تهافت الملاطفه

[۳۳۷](۱۲) سیاط المودب علی رقبة المستعرب

[۳۳۸](۱۳) ظفر الدین الجید ملقب به بطش غیب

[۳۳۹](۱۴) ابراء المجنون عن انتهاکه علم المکنون

[۳۴۲](۱۵) میل الهداة لبرء عین القذاة

[۳۴۳](۱۶) اراحة جوانح الغیب عن ازاحة اهل العیب

[۳۴۴] (۱۷) الجلاء الکامل لعین قضاة الباطل

[۳۴۸](۱۸) الاسئلة الفاضلة علی الطوائف الباطلة

[۲۳] علم تکسیر [۱]

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی ایک کتاب ہے:-

[٦] (۱) اطائب الاکسیر فی علم التکسیر

[۲٤] علم الوفق [۱]

اس فن میں بھی اعلیٰ حضرت کی ایک کتاب ہے:-

[۲۹٥] (۱) الفوز بالآمال فی الاوفاق والاعمال

[٢٥] علم التوقیت [٦]

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی تصنیف کردہ چھ کتابیں ہیں:-

[١٨٦] (١) الانجب الانیق فی طرق التعلیق

[١٨٩] (٢) زیج الاوقات للصوم والصلوات

[٢٠٦] (٣) تاج توقیت

[٢٣٨] (٤) کشف العله عن سمت قبله

[٢٥٦] (٥) درء القبح عن درك وقت الصبح

[٢٣٢] (٦) سر الاوقات

[٢٦] علم هیئت [٣]

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی تین کتابیں ہیں:-

[١٨٤] (١) اقمار الانشراح لحقیقة الاصباح

[١٨٥] (٢) الصراح الموجز فی تعدیل المرکز

[٢٥١] (٣) حادة الطلوع والحمر للسیارة والنجوم والقمر

[٢٧] علم الحساب [١]

علم الحساب ان قواعد کا علم ہے جن کے ذریعہ استخراج مجہولات عددیہ کا معلومات عددیہ مخصوصہ سے ہوتا ہے۔ استخراج سے مراد ان کی کمیات کی معرفت ہے۔ موضوع اس کا عدد ہے۔ اس لیے کہ اس علم میں عدد ہی کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے۔ عدد کمیت کو کہتے ہیں، جو چند وحدات سے مرکب ہو۔ اس کا نفع وفائدہ ضبط معاملات وحفظ اموال، قضائے دیون، قسمت ترکات ہے۔ اس کی ضرورت علم فلکیہ اور مساحت وطب میں بھی ہوتی ہے، اور بعضوں نے کہا کہ اس علم کی ضرورت جملہ علوم میں پڑتی ہے اور اس سے کوئی شخص مستغنی نہیں۔ بادشاہ ہو، یا عالم، یا بازاری ہر ایک کو اس کی ضرورت ہے۔ اس فن کی شرافت کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ قول: وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ کافی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت محاسب ہونا بیان فرمایا، تو کون عقلمند اس کی خوبی میں کلام کر سکتا ہے؟ اسی لیے علمائے کرام نے اس فن میں بہت کتابیں تصنیف کیں، اور لوگوں نے دیار وامصار میں ان کو تعلیم کے لیے دست بدست لیا، اور حکما کی عادت تھی کہ بچوں کی تعلیم اسی علم سے شروع کرتے تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ جو شخص ابتداء حساب کی تعلیم پاتا ہے، اس پر صدق غالب آتا ہے۔ اس لیے کہ حساب میں صحت مبانی ہے، تو سچ بولنا اس کی عادت بلکہ فطرت ہو جاتی ہے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی ایک کتاب ہے:-

[١٨٨](١) کلام الفهيم في سلاسل الجمع والتقسيم

[١٨] علم ارثما طیقی [٣]

[illegible] ب جو بحث کرتا ہے عدد کے خواص سے۔
[illegible] علم میں اعلیٰ حضرت کی تین کتابیں ہیں:-

[١٨...](١) الموهبات في المربعات

[illegible](٢) البدور في اوج المجذور

[illegible](٣) كتاب الارثما طيقي

[۲۹] علم ریاضی [۳]

یہ حکمت نظریہ کی ایک قسم ہے، جو علم بحث کرے ایسے امور مادیہ سے جن کو مادہ سے بحث میں مجرد کرنا ممکن ہو۔اس کو ریاضی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ حکماء کی عادت تھی کہ ابتداء بچوں کو یہ علم تعلیم دیتے تھے، اور خوب ریاضت کرایا کرتے تھے۔اسی لیے اس کو علم تعلیمی بھی کہتے ہیں، اور اس کو علم اوسط بھی کہتے ہیں۔اس لیے کہ یہ علم، متوسط ہے ان دو علموں کے درمیان جو مادہ کے محتاج ہیں، اور جو مادہ کے محتاج نہیں ہیں۔اور اس کے چند اصول ہیں، اور ہر ایک اصل کے فروع ہیں۔اصول چار ہیں۔

❶ ہندسہ ❷ ہیئت ❸ حساب ❹ موسیقی

اعلیٰ حضرت کی اس فن میں تین کتابیں ہیں:-

[۱۸۲](۱) عزم البازی فی جواهر الریاضی

[۲۲۷](۲) ستین ولوگارثم

[۲۹۳](۳) جداول الریاضی

[۳۰] علم الهندسه [۳]

علم ہندسہ ان قوانین کا علم ہے، جن کے ذریعہ انسان ان اصول کو ا ہے، جو کم کو من حیث کم ہونے کے عارض ہوتا ہے۔

اور اعلیٰ حضرت کی اس فن میں بھی تین کتابیں ہیں:-

[۶۲](۱) الاشکال الاقیدس لنکس اشکال اقلیدس

[۱۸۷](۲) اعالی العطایا فی الاضلاع والزوایا

[۲۰۹](۳) الجمل الدائره فی خطوط الدائره

[۳۱] علم جبر ومقابلہ [۱]

یہ علم حساب کی فرع ہے، اس لیے کہ یہ وہ علم ہے جس کے ذریعہ معلومات عددیہ مخصوصہ سے استخراج مجہولات عددیہ کی کیفیت بروجہ مخصوص معلوم ہوتی ہے۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کا ایک رسالہ ہے:-

[۲۵۰] حل المعادلات لقوی المکعبات

[۳۲] علم الزیجات [۱]

اس علم میں اعلیٰ حضرت کی ایک کتاب ہے:-

[۲۴۰] مسفر المطالع للتقویم والطالع

[۳۳] علم الجفر [۳]

اس کو جفر و جامع بھی کہتے ہیں۔ لوح قضاء وقدر جو تمام ما کان وما یکون کو کلیاً وجزئیاً محتوی ہے، اس کے علم اجمالی کا نام جفر و جامع ہے۔ جفر، لوح وقضا کو کہتے ہیں، جو عقل کل ہے، اور جامع، لوح قدر کو کہتے ہیں، جو نفس کل ہے۔

ایک جماعت علما کا دعویٰ ہے کہ حضرت امیر المومنین مولی المسلمین علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه الكريم نے ۲۸ حروف تہجی کو بسط اعظم کے طریقے پر ایک جلد میں تحریر کیا ہے، جس سے بطریق مخصوصہ وشرائط معینہ والفاظ مخصوصہ جو کچھ لوح قضا وقدر میں ہے، سب معلوم کر سکتے ہیں۔ یہ علم وراثۃً اہل بیت اور ان کے منتسبین میں چلا آرہا ہے، اور انہیں سے مشائخ کاملین نے حاصل کیا، اور غیروں سے اس کو پورے طور پر چھپاتے آئے ہیں۔

بعضوں کا خیال ہے کہ اس کتاب کو کما حقہ سوائے حضرت امام مهدي منتظر ﷺ کے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

منقول ہے کہ خلیفہ مامون رشید نے جب اپنے بعد حضرت امام علی بن موسیٰ رضا ﷺ کی خلافت کا عہد نامہ لکھا، اور ان کے پاس بھیج دیا، تو انہوں نے اس کے نیچے تحریر فرمایا: نعم الا ان الجفر والجامعة يدلان علىٰ ان هذا الامر لايتم اچھا! مگر جفر و جامعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہوگا نہیں۔ اور واقعی وہی ہوا جو امام نے فرمایا تھا۔

اس فن میں اعلیٰ حضرت کی تین کتابیں ہیں:-

[۲۹۰](۱) الثواقب الرضوية علىٰ الكواكب الدرية

[۲۹۱](۲) الجداول الرضوية علىٰ الكواكب الدرية

[۲۹۲](۳) الاجوبة الرضوية للمسائل الجفرية۔

ان تینوں کتابوں کے متعلق اعلیٰ حضرت کا ارشاد ہے کہ یہ تینوں رسالے چھاپے جائیں گے، نہ ان کی نقل مل سکتی ہے۔ جب تک اس علم کی اہلیت نہ ہو۔

[۳٤] علم النجوم [۱]

جس علم کے ذریعہ حوادث کون وفساد پر تشکلات فلکیہ، اوضاع افلاک وکواکب، مقارنہ ومقابلہ، تثلیث وتسدیس وتربیع وغیرہ سے استدلال کیا جائے، وہ علم نجوم ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ حسابیات، طبعیات، وہمیات۔

حسابیات علم یقینی ہیں، اور کبھی اس پر شرعاً بھی عمل کیا جاتا ہے۔ مثلاً طلوع وغروب شمس، اوقات نماز وافطار کے لیے۔

طبعیات جیسے بروج فلکیہ میں انتقال شمس سے استدلال، تبدل فصول جاڑا گرمی اور اعتدال پر۔ تو شرعاً ان کے انکار اور رد کی کوئی وجہ نہیں۔

وہمیات جیسے اتصالات کواکب سے بطریق عموم یا خصوص حوادث سفلیہ خیر وشر پر استدلال کرنا۔ چونکہ شرع میں اس کا کوئی ثبوت نہیں اسی لیے شرعاً مردود ہے۔

علم نجوم میں اعلیٰ حضرت کا ایک رسالہ ہے:-

[۲٤۹] زاکی البھا فی قوۃ الکواکب وضعفھا

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ یہ چونتیس علوم وفنون مروجہ وغیر مروجہ، درسیہ وغیر درسیہ، مشہورہ وغیر مشہورہ، جن میں اکثر نہیں تو بعض کے نام سے بھی علماے زمانہ واقف نہیں۔ اس علم وفن سے واقفیت تو کجا؟ اور یہ اعلیٰ حضرت کی اعلیٰ درجہ کمال کی دلیل ہے کہ اتنے علوم وفنون سے نہ صرف واقف بلکہ اس میں ماہر اور کامل بلکہ صاحب تصنیف ہیں۔

ان کے علاوہ وہ علوم وفنون آتے ہیں، جن میں محض حمایت دین ونکایت

کے لیے کتب تصنیف فرمائیں، جو اصل شان مجددیت ہے۔ یعنی اپنے اور غیر لوگوں نے اپنی جہالت ونادانی یا بدمذہبی اور بے دینی کی جو خس وخاشاک ڈال رکھا تھا، اس کو دور کرکے دین اسلام کو پھر مجلی نو نیا کردیا۔

اس کے لیے ضروری تھا کہ جو شخص شرع کی نگاہ میں جس حیثیت کا ہو، اس یت بلا رورعایت اور بلا خوف لومۃ لائم ظاہر کردی، اور اس میں اس کا ہر یال نہ فرمایا کہ اگر ہم کسی کا رد کریں گے یا اس کے بارے میں جو حکم شرع ظاہر کریں گے تو وہ مجھے برا بھلا کہے گا، یا دشمن ہوجائے گا، یا میری ت میں فرق آجائے گا، اس لیے کہ ان کے تمام اعمال وافعال، اقوال ال محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے تھے، کسی این وآں، چنیں وچناں وستائش یا ذم سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ خود فرماتے ہیں ؎

نہ مرا نوش ز تحسین نہ مرا نیش ز طعن
نہ مرا ہوش بمدحے نہ مرا گوش ذمے
منم وکنج خمولی کہ نہ گنجد در وے
جز من وچند کتابے ودوات وقلمے

نانچہ مجھ سے میرے ایک ملنے والے صاحب نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کا لم، تقویٰ وفضل، جامعیت کمال ظاہری وباطنی کا کوئی بھی منکر نہیں، لیٰ حضرت کسی کا رد اور مناظرہ وغیرہ نہ کرتے، تو ان سے بڑھ کر ان میں کس کی عزت ہوتی؟ اور از گنگ تا سنگ واز کشمیر تا راج کماری مقبولیت ہر طبقہ ہر گروہ میں ہوتی۔

میں نے کہا یہ تو خدا پرستی نہ ہوئی، بلکہ خود بینی وخود پرستی ہوئی۔ الحب فی اللہ والبغض للہ بھی کوئی چیز شرعی ہے یا نہیں؟ رہی عوام اور بدمذہبوں میں حق گوئی کی وجہ سے عدم مقبولیت، تو آپ نے مثنوی شریف کے یہ اشعار سنے ہیں یا نہیں؟

مولانا فرماتے ہیں ؎

گر دو سہ ابلہ ترا منکر شوند ٭ تلخ کے گردی چوں ہستی کان قند
گر دو سہ احمق ترا تہمت نہد ٭ حق برائے تو گواہی می دہد
گر خفاشے راز خورشید ے خورے ست ٭ آں دلیل آمد کہ او خورشید نیست
نفرت خفاشکان باشد دلیل ٭ کہ منم خورشید تابان جلیل
گر گلابے را جُعَل راغب شود ٭ آں دلیل نا گلابی می شود
ور شود قلبے خریدار محک ٭ در محکی اش درآید نقص و شک
فارقم فاروقیم غربیل وار ٭ تا کہ کاہ از من نمی یابد گزار
ارورا پیدا کنم من از بسوس ٭ تا نمایم ایں نقوش ست ایں نقش
من چو میزان خدایم در جہاں ٭ وانمایم ہر سبک را از گراں

عزیزی نور العین مولوی مختار الدین احمد آرزو رضوی فاضل منشی ایم، اے (علیگ) سلمہ علی گڑھ سے ایک مرتبہ آئے، تو چند کتابیں اپنے ساتھ لیتے آئے۔ اس میں سے ایک رسالہ استاذ العلماء مجھے دیکھنے کے لیے دیا۔ دیکھا کہ نواب حبیب الرحمن خان صاحب شروانی رئیس حبیب گنج صدر الصدور حیدر آباد دکن کی تصنیف حضرت استاذ الاساتذہ مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ہے۔ رسالہ اگرچہ بہت ہی مختصر ہے، مگر کافی معلومات سے

ب۔ اس میں ایک جگہ تحریر ہے کہ:

آپ کی بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ کبھی آپ کی زبان کسی کی تکفیر سے ملوث نہیں ہوئی۔

اس کو دیکھ کر متردد ہوا کہ یہ کیا لکھا ہے؟ پھر حیات شبلی دیکھنے کا اتفاق [illegible]ا، تو صفحہ ۳۰۲ پر اس میں بھی لکھا ہے:

حضرت مفتی لطف اللہ صاحب کی دو خصوصیتیں قابل ذکر ہیں ایک یہ کہ انھوں نے عمر بھر کسی کی تکفیر نہیں کی، دوسری یہ کہ کانپور کے ہی قیام کے زمانے میں انگریزی سے اتنے حروف شناس ہوگئے تھے کہ تار وغیرہ پڑھ لیتے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ علم شی بہ از جہل شی ہے۔ اس وجہ سے اتنی انگریزی سے [illegible]اقفیت کہ تار وغیرہ پڑھ لیں، ضرور قابل تعریف اور خصوصیت میں شمار ہو سکنے [illegible]ے لائق ہے، لیکن ـــــ عمر بھر کسی کی تکفیر نہیں کی ـــــ میں بہت غور وخوض [illegible]نے پر نہ سمجھ سکا کہ یہ کون سی تعریف کی بات ہے؟ اور ان دونوں حضرات نے [illegible]س کو تعریف میں کس طرح شمار کیا؟ اس لیے کہ حضور اقدس ﷺ کی دعا ہے: اللھم ارنا الاشیاء کماھی۔ حکمت کی تعریف بھی علما نے فرمائی: ھو علم [illegible]حث فیہ عن حقائق الاشیاء علیٰ ماھی علیہ فی نفس الامر بقدر الطاقۃ البشریۃ وعرفہ بعض المحققین باحوال اعیان الموجودات علی ماھی علیہ فی نفس الامر بقدر الطاقۃ البشریۃ۔ تو اگر کسی [illegible]ی سے مراد کسی مسلمان کی ہے، تو یہ تعریف بے شک تعریف ہے کہ کسی مسلمان [illegible] جب تک وہ مسلمان ہے، اور کوئی کلمہ کفریہ اس سے سرزد نہیں ہوا، کبھی [illegible]پ نے تکفیر نہ کی۔ مگر یہ کوئی خصوصیت حضرت استاذ الاساتذہ کی نہیں۔

یہ صفت اور تعریف کل علما ورنہ اکثر علماے کرام کی ضرور ہے۔ اور اگر یہ مراد ہے
کہ باوجود کلمۂ کفر، پھر بھی اسے کافر نہ کہا اور زبان دبائے رہے، تو میں نہیں سمجھتا
کہ یہ کس طرح تعریف وتوصیف کے شمار میں آسکتی ہے؟ جبکہ خداوند عالم نے علما
سے عہد لیا ہے کہ جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو اسے حق بیان کردینا،
چھپانا نہیں: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا
تَکْتُمُوْنَہٗ ۔ ہوسکتا ہے کہ جناب صدر الصدور صاحب اپنے استاذ کی یہ تعریف
پسند کرتے ہوں اور ضرور پسند کرتے ہیں، جب تو لکھا اور چھاپ کر شائع
کیا۔ لیکن میں اپنے استاذ الاساتذہ کی یہ تعریف کرنا کسی طرح
پسند نہیں کرتا ہوں کہ سب مسائل تو بیان فرمادیا کرتے تھے، اور مطابق شرع
شریف فتویٰ دیا کرتے۔ لیکن جب کسی مسئلہ کفریہ سے سوال ہوتا تو خاموشی
اختیار فرماتے، زبان دبالیتے۔ آیت قرآنیہ مسطور بالا کے خلاف کرتے، عہد
الٰہی کو پس پشت ڈال دیتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ الساکت عن الحق
شیطان اخرس حق سے سکوت کرنے والا گونگا شیطان ہے۔ اس حدیث شریف کی بھی
پروا نہیں کرتے تھے۔

ہاں! یہ دوسری بات ہے کہ کسی شخص نے ان سے کسی کے اقوال کفریہ پیش
کرکے اس کا حکم پوچھا ہی نہیں۔ اس لیے آپ نے کسی کی تکفیر نہ کی۔ ورنہ یہ
کیسے ممکن تھا کہ کوئی مسئلہ ایسا پوچھا جائے، جس کا جواب شرعی یہ ہے کہ ایسا
شخص کافر ہو، مگر حضرت استاذ الاساتذہ نے معاذ اللہ غلط جواب دیا ہو، اور
کلمات کفریہ کے صدور کے بعد بھی مسلمان بتایا ہو، یا جواب سے اعراض
وسکوت کیا ہو۔

اور کبھی کسی کی تکفیر نہ کرنا کیونکر قابل تعریف بات ہوسکتی ہے؟ جب خداوند
الم نے تکفیر کی۔ رسول اللہ ﷺ نے تکفیر کی۔ صحابہ کرام نے تکفیر کی۔ تابعین
ظام نے تکفیر کی۔ ائمہ اسلام، مجتہدین مذاہب اربعہ نے تکفیر کی۔ حضرت عزّ حق
بانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ مَاقَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا کَلِمَۃَ الْکُفْرِ
وَکَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِہِمْ ۔ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے کلمہ کفر نہ کہا اور البتہ
ک وہ کلمہ کفر بولے اور مسلمان ہوکر کافر ہوگئے۔

اس آیت میں وَکَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِہِمْ ۔ ہر وقت یاد رکھنے کے قابل ہے۔
ن جریر وطبرانی وابو الشیخ وابن مردویہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ
ہما سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ ایک پیڑ کے سائے میں تشریف
ما تھے۔ ارشاد فرمایا:

عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا،
وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔

کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گذرا۔ رسول اللہ ﷺ
ے اسے بلا کر فرمایا:

تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے
ہیں؟

وہ گیا، اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا۔ سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی
ضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ
ی کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے گستاخی نہ کی، اور بے شک ضرور یہ
کا کلمہ بولے، اور تیری شان میں بے ادبی کرکے اسلام کے بعد کافر ہوگئے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمۂ کفر ہے، اور اسے کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ لاکھ مسلمانی کا مدعی، کروڑ بار کا کلمہ گو ہو۔

اور فرماتا ہے: وَلَئِنْ سَئَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَاتَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۝ اور اگر تم ان سے پوچھو تو بے شک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرما دو: کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ہو اپنے ایمان کے بعد۔

ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں: انه قال فی قوله تعالیٰ: وَلَئِنْ سَئَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۝ قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی كذا و كذا او مايدريه بالغيب۔ یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی، اس کی تلاش تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے۔ اس پر ایک منافق بولا محمد (ﷺ) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے محمد غیب کیا جانیں؟ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ۔ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر جلد دہم ص ۱۰۵ و تفسیر در منثور امام جلال الدین سیوطی جلد سوم ص ۲۵۴)

حدیثوں میں جو کفر کے فتوے دیے گئے ہیں، اگر ان سب کو جمع کیا جائے، تو ایک جز سے زائد ہو، نہ احصا کی ضرورت، نہ اس کی فرصت۔

[illegible] حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

من اتی عرّافا او کاهنافصدقه بمايقول فقد كفر بما انزل [illegible] محمد ﷺ رواه الامام احمد والحاكم عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه

من اتی كاهنا فصدقه بما يقول اواتی امرأة حائضااو اتی [illegible]أة فی دبرها فقد بری بما انزل علیٰ محمد ﷺ رواه الامام احمد وابو [illegible] والترمذی والنسائی وابن ماجه

من اتی كاهنا فسأله عن شیٔ حجبت عنه التوبة اربعين [illegible] فان صدقه بما قال كفر رواه الطبرانی فی الكبير عن واثله رضی الله تعالیٰ عنه

من ترک الصلوٰة متعمدا فقد كفر جهارا رواه الطبری فی [illegible] عن انس رضی الله تعالیٰ عنه۔

من حلف بغيرالله فقد اشرک رواه الامام احمد والترمذی [illegible] الحاكم عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما۔

من كذب بالقدر فقد كفر بما جئت به رواه عدی عن ابن عمر [illegible] الله تعالیٰ عنهما۔

صحابۂ کرام کا کفر کا فتویٰ دینا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشاد و دیگر [illegible] کرام کے اجماع سے ابین و روشن کہ آپ نے منکر زکوٰۃ کے خلاف کفر کا [illegible] دیا، اور ان پر جہاد کو کفار ترک و دیلم پر جہاد سے مثل قرار دیا۔

فقہائے کرام حنفیہ کے فتاوائے کفر دیکھنا ہو تو فتاویٰ عالم گیری و شرح [illegible] اکبر ملا علی قاری میں موجبات کفر کی بحث دیکھیے۔

پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک عالم کے لیے خلاف طریقۂ خدا

اورسول ﷺ وصحابہ کرام وفقہائے عظام روش کیونکر قابل مدح وستائش ہوسکتی ہے؟۔

بات اصل یہ ہے کہ زمانہ میں دو ذہنیت کے انسان ہیں۔بعض نرم طبعیت کے ہیں۔ان کے خیال میں ہے کہ کوئی کیسا ہی ہو،ہم کیوں اپنی زبان یا قلم سے ایسا حکم لکھیں،جو اس کی تکلیف اور دل آزاری کا سبب ہو۔اور بعض کا خیال ہے کہ ہم با اختیار نہیں ہیں،ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ عقائد سے لیکر اعمال،طہارت کے مسائل سے فرائض تک جو مسئلہ مجھ سے پوچھا جائے گا،اس کا جواب دینا ہم پر فرض ہے۔اس میں کسی شخص کی دلآزاری اور خوشنودی کے خیال سے بڑھ کر حضرت عزت سبحانہ وتعالیٰ کی خوشی اور اس کی طرف کی ذمہ داری ہے۔اور اگر نہ کیا جائے،تو دین میں سخت فتنہ انگیزی ہوگی۔جس مصلحت سے حضرات محدثین کرام نے رواۃ کی جرح کی ضرورت جانی،کہ بے رورعایت کذاب،وضاع، متہم،مختلط،سی الحفظ،کثیر الوہم جو جیسا ہو اس کو بیان کردیں اس میں رورعایت نہ کریں،ورنہ دین میں رخنہ اندازی ہوگی۔اسی طرح سے یہ جماعت نہ ان لوگوں کو ذلیل اور بدنام کرنے کی نیت سے،بلکہ ان کی صحیح حالت بتا کر دوسرے مسلمان بھائیوں کو ان کے شر سے بچانا ہے۔حدیث شریف میں ہے۔

اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفه الناس اذکروا الفاجر بما فیه یحذره الناس کیا ورع سمجھتے ہو فاجر کے ذکر سے،کب اسے لوگ پہچانیں گے؟ ذکر کرو فاجر کو اس وصف کے ساتھ جو اس میں ہے۔تاکہ لوگ اس سے بچیں۔

رواه ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبة والحکیم فی نوادر الاصول والحاکم فی المستدرک والشیرازی فی الالقاب وابن عدی والطبرانی

ی الکبیر والبیہقی فی السنن والخطیب البغدادی عن بہز بن حکیم عن ابیه عن جده۔

یہ وجہ صاف صاف ان کے حکم خداوندی کو بیان کردینے کی ہے کہ اگر توفیق ل ہو تو توبہ کرکے دائرۂ اسلام یا ورع وتقویٰ میں آئیں۔ورنہ دوسرے مسلمان ں کی ضلالت اور بے دینی کا شکار ہونے سے بچیں گے۔

جب فاجر کے ذکر کی یہ ترغیب ہے،تو کافر کے کفر پر پردہ ڈالنا کیونکر ں ہوسکتا ہے؟ علاوہ بریں کسی شخص کی یہ تعریف کرنا کہ اس نے ہر اچھے ے کو اچھا ہی سمجھا،تمام گورے کالے کو گورا ہی جانا،کسی کو برا نہ کہا،نہ کسی و کالا کہا،کم ازکم میری سمجھ سے باہر ہے۔

اسی لیے میں اپنے استاذ اور شیخ پیر ومرشد مجدد ملۂ حاضرہ،مؤید ملت طاہرہ، ناب مولانا مولوی حاجی حافظ قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی س سره العزیز کی نہ یہ تعریف کرتا ہوں،نہ ایسی تعریف کرنا پسند رتا ہوں،اور اگر اثر زمانہ سے متاثر ہوکر میں یہ تعریف کروں کہ انہوں نے کسی ی تفسیق،تضلیل،تکفیر نہ کی،تو واقعہ کے خلاف،اور ان کے اصل کمال پر پردہ النا ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے ان پر حقائق اشیاکما هی علیه فی نفس الامر ظاہر کردیا تھا،جو جیسا ہے،ویسا ہی ان کو دکھا دیا تھا۔اس لیے وہ جس طرح لہ کو ایک،رسول اللہ ﷺ کو سچا،اور خاتم الانبیا رسول، قرآن شریف کو الٰہی ناب،فرشتوں کو معصوم مخلوق،دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی دم سے عیسیٰ علیہ السلام تک خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول مانتے ۔اولیائے کرام،صلحا،سالکین،فائیین وواصلین،نجبا،نقبا،ابدال،بدلا،

اوتاد، امامین، قطب، غوث، صدیق کو علیٰ فرق مراتب، خداوند عالم کے مقبول بندے مانتے اور تقریر وتحریر میں ان کے رتبہ کے مطابق ان کی تعظیم وتوقیر کرتے، اور مخالفین کی پروانہ کرتے کہ ان کی تعظیم وتوقیر تعریف وتوصیف کی وجہ سے وہ جلیں گے، میری مخالفت کریں گے۔ اسی طرح فاسق، فاجر، تارک الصلوٰۃ، داڑھی منڈے، شرابی، جواری، بدمذہب، بددین، مفسقہ، تفضیلیہ، نواصب، روافض، خوارج، ندویہ، وہابیہ، دیوبندیہ، قادیانیہ، گاندھویہ، نیچریہ، نصاریٰ، آریہ اور ہنود سے کبھی محبت والفت، بروموالات، تعظیم وتوقیر، تعریف وتوصیف نہ فرمائی۔ اور نہ ان کے موافقین ومعتقدین کی کوئی پرواہ کی کہ وہ لوگ ہمیں برا سمجھیں گے، بے قدری کریں گے، نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھیں گے، بلکہ تحریر میں، تقریر میں، جب کبھی موقع ہوا اور ضرورت پڑی بے تامل، بلا لحاظ مصلحت بینی، ومآل اندیشی، جو حکم شرعی جس کا تھا، یا جس مسئلہ میں جس رد کی ضرورت جانی، رد کیا۔ تصنیفات کا یہ حصہ انہیں لوگوں کے رد وجواب پر مشتمل ہے۔

اعلیٰ حضرت کا مسلک محبت وعداوت میں بالکل اس حدیث کا آئینہ تھا: من احب للّٰہ وابغض للّٰہ واعطی للّٰہ ومنع للّٰہ فقد استکمل الایمان جس نے محض اللہ کے لیے محبت کی (جس سے بھی محبت کی) اور اللہ ہی کے لیے عداوت کی (جس سے بھی عداوت کی) اور (جس کو جو کچھ دیا وہ) اللہ ہی کی رضا کے لیے دیا اور جس کو منع کیا وہ بھی اللہ ہی کے لیے، اس نے اپنے ایمان کو کامل کیا۔ رواہ ابو داود عن ابی امامہ والترمذی عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

دوسری حدیث میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اوحی اللّٰہ تعالیٰ الیٰ نبی من الانبیاء ان قل لفلان العابد اما زھدك

[illegible] الدنیا فتعجلت راحة لنفسك واما انقطاعك الی فتعززت به [illegible] علیك قال یا رب ومالك علی قال هل والیت لی ولیا [illegible] عادیت لی عدوا یعنی اللہ عزوجل نے انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کو [illegible] بھیجا کہ فلاں عابد سے کہہ دیجیے کہ تیرا دنیا میں زہد اختیار کرنا، تو اس سے تو نے اپنے [illegible] کی راحت جلد حاصل کر لی۔ اور دنیا سے کٹ کر میری طرف متوجہ ہونا تو اس ذریعہ [illegible] عزت حاصل کر لی، تو جو حق میرا تجھ پر ہے اس کے بارے میں تو نے کیا کیا؟ ۔ عابد [illegible] کہا، اے میرے رب! اور تیرا حق مجھ پر کیا ہے؟ اللہ عزوجل نے فرمایا۔ کیا میرے [illegible] کسی شخص سے تو نے دوستی کی، اور میرے لیے کسی شخص کو دشمن بنایا؟ ۔ رواہ [illegible] نعیم فی الحلیة والخطیب فی التاریخ وغیرہ فی غیرہ عن ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه۔

[۳۵] شتی [۵]

یعنی علوم وفنون متفرق ومختلف میں، یعنی ان کتابوں کو کسی خاص فن سے تعلق نہیں بلکہ عام اور مفید امور سے اس کا تعلق ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی اس فن میں پانچ کتابیں ہیں:۔

[۵۸](۱) حاه القصیدة البغدادیه ملقب به الزمزمة القمریة فی الذب عن الخمریة۔

قصیدہ غوثیہ شریف جس کا مطلع ہے

سقانی الحب کاسات الوصال ❀ فقلت لخمرتی نحوی تعالی

ہے بعض جاہلوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے (اس پر) جاہلانہ اعتراضات شعری نحوی وغیرہ کا کیا تھا، یہ اس کا مسکت جواب ہے۔

[۲۱۶](۲) اتیان الارواح لدیارھم بعد الرواح

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مرنے کے بعد روح دنیا سے بالکل بے تعلق ہوجاتی ہے، اور وہ اچھی ہے تو علیین میں، اور بری ہے تو سجین میں رہتی ہے، دنیا میں نہیں آسکتی۔ یہ اس کا مدلل رد ہے۔ خصوصاً اچھی روحیں کہ وہ مرنے کے بعد آزاد ہوجاتی ہیں، اور ان کو پورا اختیار دیا جاتا ہے، سیر کرتی ہیں، جہاں چاہتی ہیں۔ دنیا میں بھی آتی ہیں، اور اپنے مریدوں کی مدد کرتی ہیں۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے حضرت شاہ ابوالرضا کے متعلق لکھا ہے۔

[۲۶۸](۳) نور عینی فی الانتصار للامام العینی

امام عینی کے ایک کلام پر احسن الفوائد والے کے اعتراض کا رد اور اس کی

مدد جہالتوں کا اظہار۔

[۲۷۱](۴) مرتجی الاجابات لدعاء الاموات

اس کا ثبوت کہ مردے بھی دعا کرتے ہیں اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔

[۳۰۴](۵) فتح خبیر

تفضیلیہ کی پارٹی، جو بصدارت مولانا محمد حسین سنبھلی مناظرہ کے لیے آئی تھی، اس کا فرار۔

تصانیف باعتبار موضوع

[۳۶] رد نصاریٰ [۳]

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے بے شمار انبیائے کرام بھیجے۔ جن میں بعض کا تذکرہ قرآن شریف اور حدیثوں میں آیا ہے، اور اکثر کا تذکرہ ان میں نہیں ہے۔ ان انبیاء میں اکثر پر صحیفے نازل ہوئے، اور چار نبی اولوالعزم پر چار بڑی کتابیں اتاریں۔ توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن شریف سید المرسلین آقائے دوعالم محمد رسول اللہ ﷺ پر۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امتوں کو عیسائی اور نصاری کہتے ہیں۔

اس زمانہ میں اصل انجیل کہیں نہیں ہے۔ ہاں! مختلف زبانوں میں جو ترجمے ہوئے ہیں، انہیں کا وجود ہے، اور ان میں زیادہ مشہور و مروج چار انجیلیں ہیں، جو درحقیقت مسیح علیہ السلام کی سیرت ہے، جسے ان کے چار ماننے والے، متی، لوقا، مرقس اور یوحنا نے جمع و ترتیب دیا ہے۔ ان میں سوائے یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام کے اور متی کے باقی دو نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تک نہیں۔ متی نے بھی اسی سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جس سال آسمان پر اٹھائے گئے، اور اس نے اس کتاب کو شہر اسکندریہ میں اپنے ہاتھ سے لکھا، اور اس میں واقعات ولادت و معجزات و حالات وغیرہ کا بیان کیا۔

عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق لوقا نے نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مانہ پایا، اور نہ ان کو دیکھا۔ وہ تو بعد رفع عیسیٰ علیہ السلام بولص کے نصرانی ہوا۔

اسی طرح مرقس نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ دیکھا۔ وہ بھی ے بعد بیرو حواری کے ہاتھ پر نصرانی ہوا، اور اسی سے انجیل شہر رومہ میں ا، اور اس نے اپنے تینوں اصحاب کے خلاف واقعات لکھے ہیں۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام البتہ حضرت عیسی علیہ السلام کے ننہالی ار خاص تھے۔ حضرت عیسی علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شادی میں شریک ہوئے، اور نصاریٰ کے بقول اپنے معجزہ سے ی کو شراب کردیا، اور یہ سب سے پہلا معجزہ تھا، جو حضرت عیسی علیہ السلام سے ظاہر ہوا تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جب یہ معجزہ ھا تو دنیا سے برداشتہ خاطر ہوئے، اور حضرت عیسی علیہ السلام کے ن اور سیاست دونوں میں تابع ہوگئے۔ یہ چوتھے شخص ہیں، جنھوں نے ل لکھا۔ لیکن انہوں نے شہر افسوس میں یونانی زبان میں لکھا تھا۔

کچھ نصاریٰ الوہیت کے قائل اور بعض انبیا کی نبوت کا بھی اقرار تے ہیں۔ لیکن جمہور نصاریٰ خالص توحید کے قائل نہیں، بلکہ تثلیث معتقد ہیں۔ اب، ابن، روح القدس کو خدا مانتے ہیں۔

اصحاب بوریوس جو اسکندریہ کا پادری تھا، ان کا عقیدہ توحید کا ہے۔ اور یہ حضرت عیسی علیہ السلام خدا کے بندہ اور مخلوق ہیں۔ اللہ کے کلمہ ہیں۔ قسطنطین اول بانی قسطنطنیہ کے زمانہ میں تھا۔ اصحاب بولس جو انطاکیہ کا

پادری تھا، ان لوگوں کا عقیدہ بھی توحید کا ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہ لوگ دیگر انبیا کی طرح خدا کا بندہ، اور خدا کا رسول جانتے ہیں، اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں، کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کے پیٹ سے بغیر واسطہ کسی مرد کے پیدا کیا۔ اصحاب مقدونیوس بھی توحید کے قائل ہیں۔ اس کا زمانہ بانی قسطنطنیہ کے بیٹے کا زمانہ ہے، اور وہ اس زمانہ میں قسطنطنیہ کا پادری تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بندہ، انسان، اور دیگر انبیائے کرام کی طرح یہ لوگ خدا کا رسول مانتے تھے۔ مگر اب ان لوگوں کا وجود نہیں۔ نہ ایسے عقیدے والے مشہور و معروف ہیں۔ ممکن ہے کہ شاذ و نادر کوئی کسی جگہ حق اعتقاد رکھنے والا نصرانی ہو۔

ورنہ اس زمانہ میں جتنے نصاری ہیں، وہ سب تثلیث کے قائل، فاسد العقیدہ لوگ ہیں۔ اور وہ تین فرقے پر منقسم ہیں۔

اول: ملکانیہ، اس مذہب کے ماننے والے تمام ملوک نصاریٰ ہیں۔ اسی مذہب والے حبشہ، نوبہ، افریقہ، صقلیہ، اندلس اور جمہور شام کے لوگ ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے اللہ اب، ابن، روح القدس ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کامل انسان، کامل خدا ہیں۔ انسان عیسیٰ کو صولی دیا گیا، او قتل کیا گیا۔ اور خدا عیسیٰ کو کوئی گزند نہیں پہونچا۔ حضرت مریم نے خدا اور انسان دونوں کو جنا، اور یہ دونوں معاً ایک شی ہیں تعالیٰ اللہ عن ذالک علوا کبیرا۔

دوم: نسطوریہ، ان کا عقیدہ بھی ملکانیہ ایسا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ

وہ لوگ اس کے قائل نہیں ہیں، کہ حضرت مریم نے خدا کو جنا، بلکہ وہ کہتے ہیں کہ انسان کو جنا، اور اللہ نے اللہ کو جنا، انسان کو نہ جنا۔ اس فرقہ کے لوگ زیادہ موصل، عراق، فارس، خراسان میں ہیں۔ یہ لوگ نسطور کی طرف منسوب ہیں، قسطنطنیہ کا پادری تھا۔

سوم: یعقوبیہ، ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح بعینہ اللہ ہیں۔ اس کو یہودیوں نے صولی دیا، او قتل کر دیا۔ تین دن تک دنیا بلا مدبر رہی، اور اسی طرح تین دن تک آسمان بھی بلا مدبر رہا۔ پھر تین دن کے بعد اللہ کھڑا ہو گیا، اور اپنی جگہ آ گیا۔ اللہ تعالیٰ حادث ہو گیا، اور حادث قدیم ہو گیا، اور اللہ ہی حضرت مریم کے پیٹ میں تھا۔ اس مذہب والے مصر اور نوبہ حبشہ کے لوگ ہیں۔ یہ فرقہ یعقوب برزعانی راہب قسطنطنیہ کی طرف منسوب ہے۔

ان تینوں فرقوں کے عقیدے ایسے گندے اور گھنونے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کا ذکر قرآن شریف میں نہ فرماتا: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۝ اور اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ اور ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۝ تو کسی مومن کی زبان پر ایسے شنیع خبیث کلمات نقلاً بھی نہ آتے (ملل و نحل ابن حزم جلد اول ص۴۹)

عیسائیوں کے رد میں اعلیٰ حضرت کی تین کتابیں ہیں:-

[۱۴۳] (۱) الصمصام علی مشکك فی آیة علوم الارحام

[۲۰۴] (۲) نیل مژدہ آرا و کیفر کفران نصاریٰ

[۳۳۷] (۳) هدم النصرانی و التقسیم الایمانی

[۳۷] ردھنود [۱]

یہ پرانے باشندے ہندوستان کے ہیں ۔ ان کے عقائد عجیب وغریب ہیں ۔

اعلیٰ حضرت نے ہنود کے رد میں ایک کتاب تصنیف فرمائی :-

[١٤] انفس الفکر فی قربان البقر

[۳۸] ردآریه [۲]

آریہ سماج ہندوؤں ہی کا ایک فرقہ ہے، جس کی بنیاد دیانند سرسوتی نے ڈالی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے آریہ کے رد میں دو کتابیں تصنیف فرمائی ہیں:-

[٣٤٧] (١) پردہ درامرتسری

[٣٥٠] (٢) کیفر کفر آریہ

[۳۹] رد نیچریہ [۷]

یہ فرقہ نیچر کی طرف منسوب ہے، یعنی طبیعت۔ ان کا عقیدہ ہے کہ کوئی چیز مقتضائے طبیعت کے خلاف، کسی طرح، کسی صورت، کسی حالت، کسی وجہ سے نہیں ہوسکتی۔ اسی لیے یہ لوگ معجزات کے قائل نہیں کہ یہ خلاف نیچر، خلاف فطرت ہے۔ اس فرقہ کے بانی کا نام سرسید احمد خان دہلوی مسکنا، علی گڑھی مدفنا ہے۔ ان کی ولادت ۵/ذی الحجہ ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۷/اکتوبر ۱۸۱۷ء کو دلی میں ہوئی۔

۱۸۵۷ء میں جب کہ گورنمنٹ برطانیہ مسلمانوں سے سخت بدظن تھی۔ انہوں نے ایسی ترکیبیں کیں، جن سے گورنمنٹ کے خیالات درست ہوئے، اور اس وقت سے مسلمانوں کی دنیوی بہبود میں بہت سرگرمی سے حصہ لینا شروع کیا، اور علی گڑھ میں ایک انگریزی تعلیم گاہ کی بنیاد ڈالی، جو ترقی کرتے کرتے، آج یونیورسٹی کی حیثیت میں قوم کے سامنے موجود ہے، جس میں ہر قسم کے علوم وفنون کی اعلیٰ تعلیم کا سامان ہے، جو آج مسلمانوں کی ایک مایہ ناز انگریزی تعلیم گاہ ہے۔

ان سب باتوں کے باوجود سخت افسوس ناک اور حسرت سے لکھے جانے کی یہ بات ہے کہ سرسید نے اپنے اجتہاد اور ریفارمری کے زعم میں دینیات میں بھی قطع برید شروع کی، اور ایسی باتیں اپنی تصنیفات وتحریرات میں لکھیں، جن سے عام علما ان سے علیحدہ ہوگئے، اور ان کو مخرب دین وایمان سمجھا۔ ان مسائل کی ایک فہرست ان کے بڑے معتقد اور سوانح نگار الطاف حسین حالی نے حیات جاوید جلد۲ ص ۲۳۸ پر

قلم کیا ہے۔ ان میں کی بعض باتیں یہاں لکھی جاتی ہیں:

[۱] اجماع حجت شرعی نہیں۔

[۲] قیاس حجت شرعی نہیں۔

[۳] تقلید واجب نہیں۔

[۴] قرآن کا کوئی حکم دوسری آیت سے منسوخ نہیں ہوا۔

[۵] شیطان یا ابلیس کا لفظ جو قرآن مجید میں آیا ہے اس سے کوئی وجود خارج عن الانسان مراد نہیں۔

[۶] طیور مخنقہ جن کو نصاریٰ نے گلا گھونٹ مار ڈالا ہو مسلمانوں کو ان کا کھانا حلال ہے۔

[۷] سوائے ان کفار ومشرکین کے جن کا ذکر آیت کریمہ انماینھٰکم اللّٰہ ... میں ہے، تمام کفار ومشرکین سے دوستی وموالات کرنا جائز ہے۔

[۸] وضع ولباس وغیرہ میں کفار کے ساتھ تشبہ شرعا ممنوع نہیں۔

[۹] معراج اور شق صدر دونوں رویا میں واقع ہوئے نہ بیداری میں۔ کیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور کیا مسند اقصیٰ سے آسمانوں تک۔

[۱۰] ملک یا ملائکہ کے الفاظ جو قرآن میں وارد ہوئے ہیں۔ ان سے یہ مراد نہیں کہ وہ کوئی جدا مخلوق انسان سے بالاتر ہے۔ بلکہ خدائے تعالیٰ نے جو مختلف قویٰ اپنی قدرت کاملہ سے مادہ میں ودیعت کئے ہیں، انہیں کو ملائک یا ملائکہ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

[۱۱] آدم اور ملائکہ اور ابلیس کا قصہ جو قرآن میں بیان ہوا ہے، یہ کسی واقعہ کی خبر نہیں، بلکہ یہ ایک تمثیل ہے۔

[۱۲] معجزہ دلیل نبوت نہیں ہوسکتا۔

[۱۳] قرآن میں آنحضرت ﷺ سے کسی معجزہ کے صادر ہونے کا ذکر نہیں۔

[۱۴] آیہ میراث سے وصیت کا حکم منسوخ نہیں ہوا۔ پس جو وصیت وارث کے حق میں کی جائے، وہ نافذ ہے۔

[۱۵] قرآن میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے، جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہو۔

[۱۶] شہدا کی نسبت جو قرآن میں آیا ہے کہ ان کو مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ درحقیقت زندہ ہیں۔

[۱۷] صور کا لفظ جو قرآن میں متعدد جگہ آیا ہے، اس سے فی الواقع کوئی آلہ شکل نرسنگے، یا سنکھ یا ترئی، یا قرنا مراد نہیں ہے، بلکہ محض استعارہ ہے۔

[۱۸] خدائے تعالیٰ کی ذات وصفات اور اسماء وافعال کے متعلق جو کچھ قرآن وحدیثوں میں بیان ہوا ہے، وہ سب بطریق مجاز واستعارہ وتمثیل کے بیان ہوا ہے۔ اور اسی طرح معاد کے متعلق جو کچھ بیان ہوا ہے۔ جیسے بعث ونشر، حساب وکتاب، میزان، صراط، جنت، دوزخ وغیرہ وغیرہ وہ بھی سب مجاز پر محمول ہے، نہ حقیقت پر۔

[۱۹] قرآن میں جو خدا کا آسمان وزمین کو چھ دن میں پیدا کرنا بیان ہوا ہے، اس سے کسی واقعہ کی خبر دینا مقصود نہیں ہے۔

[۲۰] خدا کا دیدار کیا دنیا میں کیا عقبیٰ میں، نہ ان ظاہری آنکھوں سے ممکن ہے، نہ دل کی آنکھوں سے۔

[۲۱] قرآن مجید میں جو جنگ بدر وحنین کے بیان میں فرشتوں کی مدد کا ذکر

یا گیا ہے، اس سے ان لڑائیوں میں فرشتوں کا آنا ثابت نہیں ہوتا۔

[۲۲] حضرت عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا قرآن کی کسی آیت سے ثابت نہیں ہوتا۔

[۲۳] کوئی امر عادت الٰہی یا قانون طبعی کے خلاف کبھی وقوع میں نہیں آتا۔

[۲۴] نبوت کا ملکہ نبی کی اصل فطرت میں ودیعت ہوتا ہے۔ اسی لیے جو وحی اس نازل ہوتی ہے، وہ کسی ایلچی یا قاصد (یعنی فرشتہ) کی وساطت سے نازل نہیں ہوتی، بلکہ خود بخود ایک چیز اس کے دل سے اٹھتی ہے، اور اسی پر گرتی ہے۔

[۲۵] قرآن سے جنات کا ایسا وجود، جیسا کہ عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ہوائی آگ کے شعلہ سے پیدا ہوئے ہیں، اور ان میں مرد وعورت دونوں ہوتے ہیں، جس شکل میں چاہتے ہیں، ظاہر ہو سکتے ہیں، ثابت نہیں ہوتا۔

آگے حالی صاحب لکھتے ہیں۔

ہاں! چند اختلاف سرسید نے علمائے سلف سے ایسے کیے ہیں، جن میں ظاہرا وہ منفرد معلوم ہوتے ہیں۔ وہ اختلافات یہ ہیں۔

[۱] اسلام نے غلامی کو ہمیشہ کے لیے موقوف کر دیا ہے۔

[۲] دعا ایک قسم کی عبادت ہے، پس دعا کے مستجاب ہونے سے اس مطلب کا جس کے لیے دعا کی جاتی ہے، حاصل ہونا مراد نہیں۔

[۳] آیت یا آیات بینات کے الفاظ جو قرآن مجید میں جابجا آئے ہیں، ان سے وہ احکام یا مواعظ ونصائح مراد ہیں، جو خدائے تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے آپ پر نازل کیے، نہ معجزات، جیسا کہ عموماً علمائے اسلام نے بیان کیا ہے۔

[۴] سارق کے لیے قطع ید کی سزا، جو قرآن میں بیان ہوئی ہے،

لازمی نہیں ہے۔

[۵] قرآن میں جن اور اجنہ کے الفاظ سے چھپے ہوئے یا پہاڑی یا صحرائی لوگ مراد ہیں، نہ کہ وہمی مخلوق، جو دیو اور بھوت وغیرہ کے الفاظ سے مفہوم ہوتی ہے۔

[۶] سورہ فیل (الم تر کیف) میں جن الفاظ سے اصحاب فیل پر ابابیل کا کنکریاں پھینکنا مراد لیا جاتا ہے، وہ درحقیقت مرض چیچک سے استعارہ ہے۔

[۷] حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور تمام انبیائے سابقین کے قصوں میں جس قدر واقعات بظاہر خلاف قانون فطرت معلوم ہوتے ہیں، جیسے ید بیضاء، عصا کا اژدہا بن جانا، فرعون اور اس کے لشکر کا غرق ہونا، خدا کا موسیٰ سے کلام کرنا، پہاڑ پر تجلی کا ہونا، گوسالہ سامری کا بولنا، ابر کا سایہ کرنا، من وسلویٰ کا اترنا، یا عیسیٰ کا گہوارہ میں بولنا، خلق طیر، اندھوں اور کوڑھیوں کو چنگا کرنا، مردوں کو زندہ کرنا، مائدہ کا نزول وغیرہ وغیرہ ان کی تفسیر میں جو کچھ سرسید نے لکھا ہے، وہ غالباً پہلے کسی مفسر نے نہیں لکھا۔

اس کے بعد حالی صاحب نے مولوی امداد العلی صاحب کے، تین استفتا ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں بھیج کر سرسید کے کفر وارتداد کے فتویٰ حاصل کرنے کا ذکر کیا ہے، اور ان استفتاؤں کی تفصیل لکھی ہے۔ اور پھر لکھا ہے کہ یہ تمام فتوے اور استفتے مولوی امداد العلی نے اپنے ایک رسالہ کے اخیر میں جس کا نام: **امداد الآفاق برجم اهل نفاق بجواب پرچه تهذیب الاخلاق** ہے، چھاپ کر اس رسالہ کو تمام ہندوستان میں مفت تقسیم کیا تھا۔

اس کی ایک جلد ہماری نظر سے بھی گزری ہے۔ اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے جتنے فرقے ہندوستان میں ہیں، کیا سنی،

[کیا] شیعہ، کیا مقلد، کیا غیر مقلد، کیا وہابی (دیوبندی) سب فرقوں کے مشہور اور [معتبر] عالموں اور مولویوں کی ان فتووں پر مہریں یا دستخط ہیں، اور خاص کر سنی [مول]ویوں میں سے اکثر نے بہت شرح وبسط کے ساتھ جوابات لکھے ہیں۔

پھر (حالی نے) مولوی کریم اللہ صاحب دہلوی اور مولوی عبد الحی صاحب [لکھن]وی کے فتاوے کے کچھ فقرے بطور نمونہ نقل کیا ہے۔ مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی کے فتویٰ کی عبارت منقولہ یہ ہے:

وجود شیطان اور اجنہ کا منصوص قطعی ہیں اور منکر اس کا شیطان ہے۔ بلکہ اس سے [بھ]ی زائد، کیونکہ خود شیطان کو بھی اپنے وجود سے انکار نہیں۔ اور وجود آسمان منصوص قرآنی [ہے]، منکر اس کا مبتلائے وسواس شیطانی ہے۔ حرمت مختقہ طیور منصوص کلام رب غفور ہے۔ اور سلف سے تا خلف اتفاق اس پر ماثور ہے۔ انکار اس کا موجب گمراہی وفجور ہے۔ [مذ]ہب نیچر خدا جانے کیسی بلا ہے؟ ہر متشرع اور متدین کو اس کے قبول سے اِبا ہے۔ [م]سلمان کو حق جل شانہ اتباع شریعت محمدیہ پر قائم رکھے، اور مذہب نیچر اور مشرب بدتر [س]ے محفوظ رکھے، جو شخص کہ اعتقادات اس کے فاسدہ ہیں، جو کہ سوال میں مسطور ہوئے ہیں، وہ شخص مخرب دین، ابلیس لعین کے وسوسے سے صورت اسلام میں تخریب دین محمدی کی فکر میں ہے، اور بنام تجدید مدرسہ جدیدہ افساد شریعت اس کو منظور نظر ہے۔ جو چیزیں کہ اس کے نزدیک موجب تہذیب ہیں اہل سنت کے نزدیک باعث تخریب ہیں۔ فالحذر الحذر یاایها المسلمون والهرب یاایها المومنون۔

تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ خود سرسید کے معتقدین مخلصین کے نزدیک ان کے اقوال ایسے ہیں، جو آج تک علمائے اسلام میں کوئی اس کا قائل نہیں۔ پھر ان اقوال وافعال پر ہندوستان کے تمام علما نے تکفیر کی۔ مگر سرسید نے ان کی

طرف توجہ نہ کی، اور نہ اپنے کفریات سے توبہ کیا۔ اور اسی حال میں ۲۷ر مارچ ۱۸۹۸ء کو رات کے دس بجے حاجی اسمٰعیل خان کی کوٹھی میں وفات پائی، اور ۲۸ر مارچ کو قبیل مغرب مسجد مدرسۃ العلوم کی شمالی پہلو میں ان کو دفن کیا گیا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے سات کتابیں نیچریہ کے رد میں تصنیف فرمائیں:-

[۱۴۰](۱) لمعة الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ

[۱۶۳](۲) فتاوی الحرمین برجف ندوة المین

[۱۶۴](۳) ترجمة الفتویٰ وجه هدم البلویٰ

[۱۶۵](۴) خلص فوائد فتویٰ

[۲۵۳](۵) تمهيد ايمان بآيات قرآن

[۳۱۷](۶) غزوه لهدم سماك دار الندوه

[۳۴۷](۷) پردہ در امرتسری

[۶] **رد قادیانیه** [۴۰]

قادیانیہ صفت فرقہ یا جماعت کی ہے۔ یہ قادیان کی طرف منسوب ہے۔ ضلع گرداس پور پنجاب میں ایک مشہور قصبہ ہے۔ یہ لاہور سے تخمیناً پچاس (۵۰) اس گوشہ شمال و مشرق میں واقع ہے۔

(اس فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد نے) اپنی خودنوشت میں لکھا ہے:

جب والد صاحب کا انتقال ہوا، مجھے ایک خواب میں بتلایا گیا تھا کہ اب اس کے قال کا وقت قریب ہے۔ جب مجھے یہ الہام ہوا یعنی والد صاحب کی وفات کے متعلق تو ت کی وجہ سے مجھے خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدنی والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ں، پھر نہ معلوم کیا کیا ابتلا ہمیں پیش آئے گا۔ تب اسی وقت یہ دوسرا الہام ہوا: أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ؕ اور میرے والد صاحب اسی دن بعد غروب آفتاب فوت ہو گئے۔ ض میری زندگی قریب قریب چالیس برس کے زیر سایہ والد صاحب کے گزری۔ ایک طرف ان کا دنیا سے اٹھایا جانا تھا، اور ایک طرف بڑے زور شور سے سلسلہ مکالمت الٰہی کا مجھ سے شروع ہوا۔ میں کچھ بیان نہیں کر سکتا کہ میرا کون سا عمل تھا، جس کی وجہ سے یہ عنایت الٰہی شامل حال ہوئی۔ البتہ روزہ میں بہت رکھا کرتا تھا، اور کھانے کو کم کرتا گیا، یہاں تک کہ شاید صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی۔ غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا، اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے، وہ لطیف مکاشفات ہیں، جو اس زمانہ میں میرے اوپر کھلے۔ لیکن روحانی ق کشی کا حصہ ہنوز باقی تھا۔ سو وہ حصہ ان دنوں میں مجھے اپنی قوم کے مولویوں کی بدزبانی بدگوئی اور تکفیر اور توہین اور ایسا ہی دوسرے جہلا کے دشنام اور دل آزاری سے مل گیا۔

اور جس قدر یہ حصہ بھی مجھے ملا، میری رائے ہے کہ تیرہ سو برس میں آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو ملا ہوگا۔ میرے لیے تکفیر کے فتوے تیار ہو کر مجھے تمام مشرکوں اور عیسائیوں اور دہریوں سے بدتر ٹھہرایا گیا، اور قوم کے سفہاء نے اپنے اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے مجھے وہ گالیاں دیں کہ اب تک مجھے کسی دوسرے کی سوانح میں ان کی نظیر نہیں ملی۔ پھر جب تیرہویں صدی کا اخیر اور چودہویں صدی کا ظہور ہونے لگا، تو مجھے الہام ہوا کہ تو اس صدی کا مجدد ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا: اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ الخ۔ اور یہ الہام براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے۔ اور براہین احمدیہ میں وہ الہام بھی ہیں، جن میں خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ اور مسیح موعود رکھا ہے۔ غرض اس وقت تک کہ تصریح کے ساتھ میری طرف سے دعویٰ مسیح موعود ہونے کا نہیں ہوا تھا، اور صرف مجدد چودہویں صدی ہونا عام لوگوں میں مشہور تھا۔ کوئی بڑی مخالفت علما کی طرف سے نہیں ہوئی۔ مگر اس دعوائے مسیحیت کے وقت میں عجیب طور کا شور علما میں پھیلا، اور ان میں سے اکثر لوگوں نے انواع و اقسام کی خیانت سے عوام کو دھوکا دیا۔ اور بعضوں نے ان میں میری تکفیر کے بارے میں استفتا تیار کیا، اور بڑی کوشش کر کے صدہا کم فہم اور موٹی عقل والے لوگوں کے اس پر دستخط کرائے۔ اس جگہ اس بات کا لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ میرا یہ دعویٰ کہ میں مسیح موعود ہوں، ایسا دعویٰ ہے جس کے ظہور کی طرف مسلمانوں کے تمام فرقوں کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں۔ اور احادیث نبویہ کی متعدد پیشین گوئیوں کو پڑھ کر ہر ایک شخص اس بات کا منتظر تھا کہ کب وہ بشارتیں ظہور میں آتی ہیں؟ بہت سے اہل کشف نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی کہ وہ مسیح موعود چودہویں صدی کے سر پر ظہور کرے گا۔ جس شخص کو اسلامی تاریخ سے خبر ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ اسلامی پیشین گوئیوں میں سے کوئی ایسی پیشین گوئی نہیں، جو تواتر کی رو سے اس پیشین گوئی سے بڑھ کر ہو۔ مگر افسوس! کہ ہمارے

[زما]نے کے علما نے اس پیشین گوئی کے صحیح صحیح معنی سمجھنے میں دھوکا کھایا، اور ایسے تعارضات [و تناقض]ات اس پیشین گوئی میں جمع کر دیے کہ نو تعلیم یافتہ لوگوں کو اس پیشین گوئی سے، [باوجود] اعلیٰ درجہ کے تواتر کے، انکار کرنا پڑا۔ پس طریق انصاف اور حق پرستی یہ تھا کہ خبر [متو]اتر کو رد نہ کرتے۔ ہاں ان معنوں کو رد کرتے، جو نادان مولویوں نے کیے ہیں۔ جن [س]ے کئی قسم کے تناقض لازم آئے۔ اس زمانہ میں خدائے تعالیٰ نے چودہویں صدی کے سر [پر] مجھے مبعوث فرما کر اس پیشین گوئی کی معقولیت کو کھول دیا مسیح کا دوبارہ آنا اسی رنگ [اور] طریق سے مقدر تھا، جیسا کہ ایلیا نبی کا دوبارہ دنیا میں آنا، ملاکی نبی کتاب میں لکھا گیا تھا۔ [سو] جب ایلیا نبی کے دوبارہ آنے سے کسی مثیل ایلیا کا آنا مراد لیا جائے، اور وہ مثیل یوحنا [یعنی] یحییٰ زکریا کا بیٹا ہے۔ اسی طرح مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا بھی ایلیا کے دوبارہ دنیا میں آنے کے مانند ہے۔ ہمارے علما اگر ایلیا کے دوبارہ آنے کے قصہ سے نصیحت پکڑتے، اور [ح]ضرت عیسیٰ کے آسمان سے دوبارہ نازل ہونے کے وہی معنی لیتے، تو بہت خوش قسمت [ہو]تے۔

مرزا نے دعوئے مہدیت مسیحیت، پھر نبوت کے ساتھ حضرات انبیائے کرام خصوصاً حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی ایسی ایسی توہین کے کلمات لکھے، جن کا پڑھنا، سننا عام مسلمانوں کے تحمل سے باہر تھا۔ مثلاً

(۱) اعجاز احمدی ص ۱۳ پر صاف لکھ دیا کہ:

یہود عیسیٰ کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں، بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے۔ کیوں کہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے، اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی، بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔

(۲) اس میں ص ۲۴ پر ہے:-

کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے۔

(۳) پھر اسی ص ۲۴ پر ہے:-

ان کی اکثر پیشین گوئیاں غلطی سے پر ہیں۔

(۴) دافع البلا ٹائٹل پیج ص ۳ پر ہے:-

ہم مسیح کو بیشک ایک راست باز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم مگر وہ حقیقی منجی نہ تھا۔

(۵) اسی پر ہے:-

حقیقی منجی وہ ہے، جو حجاز میں پیدا ہوا تھا، اور اب بھی آیا۔ مگر بروز کے طور پر۔

خاکسار غلام احمد از قادیان۔

(۶) کتاب مذکور ص ۳ ہی پر ہے:-

یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے۔ ورنہ ممکن ہے کہ عیسیٰ کے وقت میں بعض راست باز اپنی راست بازی میں عیسیٰ سے بھی اعلیٰ ہوں۔

(۷) ص ۷ پر ہے:-

عیسیٰ کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے۔

(۸) ص ۴ پر ہے:-

مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ [یعنی یحییٰ] شراب نہ پیتا تھا، اور کبھی نہ سنا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا، مگر مسیح کا نہ رکھا۔

...ں کہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

(۹) اسی کو رسالہ ضمیمہ انجام آتھم میں ص ۷ میں یوں لکھا:-

آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اس وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت ...میان ہے (یعنی عیسیٰ بھی ایسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان ...نجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگادے اور زناکاری کی ...مائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں ...ہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

(۱۰ تا ۲۶) اس رسالہ میں ص ۴ سے ص ۸ تک مناظرہ کی آڑ لے کر خوب ہی جلے ...ل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ اللہ عزوجل کے سچے نبی مسیح عیسیٰ بن مریم کو، [۱۰] نادان اسرائیلی [۱۱] شریر [۱۲] مکار [۱۳] بدعقل [۱۴] زنانے خیال والا [۱۵] فحش گو [۱۶] بدزبان [۱۷] کٹیل [۱۸] جھوٹا [۱۹] چور [۲۰ و ۲۱] علمی عملی قوت میں بہت کچا [۲۲] ...خلل دماغ والا [۲۳] گندی گالیاں دینے والا [۲۴] بدقسمت [۲۵] نرا فریبی [۲۶] ...پیرو ئے شیطان وغیرہ۔

لکھا ہے۔

(۲۷) صفحہ ۷:-

حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ صادر نہ ہوا۔

(۲۸) ص ۷:-

اس زمانہ میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ آپ سے ...ئی معجزہ نہ ہوا، (اگر ہوا) بھی تو وہ آپ کا نہیں، اس تالاب کا ہے، آپ کے ہاتھ میں سوا ...ے مکر و فریب کے کچھ نہ تھا۔

(۲۹) صفحہ ۷ ہی پر لکھا:-

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک ومطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا۔

(۳۰) کشتی نوح صفحہ ۱۶:۔

مسیح تو مسیح، میں اس کے چاروں بھائیوں کی عزت کرتا ہوں۔ مسیح کی دونوں ہمشیرہ کو بھی مقدس سمجھتا ہوں...... یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی او رحقیقی بہنیں تھیں۔ یعنی یوسف اور مریم کے اولاد تھے۔

(۳۱) اسی دافع البلاء کے صفحہ ۱۵ پر لکھا:۔

خدا ایسے شخص (یعنی عیسیٰ) کو کسی طرح دنیا میں دوبارہ نہیں لاسکتا، جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔

(۳۲) اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۳:۔

کامل مہدی، نہ موسیٰ تھا، نہ عیسیٰ۔

(۳۳) مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۲:۔

لوقدر الله رجوع عيسى الذى هومن اليهود لرجع العزة الىٰ تلك القوم ٥ (یعنی عیسیٰ کہ یہودی تھا، اگر اس کا دوبارہ آنا اللہ تعالیٰ مقدور فرماتا تو ضرور یہود کی عزت لوٹ آتی)۔

(۳۴) کشتی نوح صفحہ ۱۸:۔

جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں، ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے۔ کون خدا پر ایمان لایا؟ صرف وہی جو ایسے ہیں۔

(۳۵) کشتی نوح صفحہ ۳:۔

احیائے جسمانی کچھ چیز نہیں۔ احیائے روحانی کے لیے یہ عاجز آیا ہے۔

(۳۶) ایضاً صفحہ ۴:۔

ماسوا اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے، جو ض افترا یا غلط فہمی سے گڑھے ہیں، تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا، بلکہ مسیح کے معجزات پر جس اعتراض ہیں، میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق پر ایسے شبہات ہوں۔ کیا اب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا؟۔

(۳۷) ایضاً ص ۴ و ۵:۔

زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیح معجزہ نمائی سے صاف انکار کر کے کہتے ہیں کہ ں ہرگز کوئی معجزہ دکھا نہیں سکتا، مگر پھر بھی عوام الناس ایک انبار معجزات کا ان کی طرف اب کر رہے ہیں۔

ازالہ اوہام میں آخر صفحہ ۱۵۱ سے آخر صفحہ ۱۶۲ رتک تو نوٹ میں پیٹ بھر کر سول اللہ وکلمۃ اللہ کو وہ گالیاں دیں، اور آیات وکلام اللہ سے وہ مسخرگیاں کیں، جن کی حد و نہایت نہیں۔ صاف لکھ دیا کہ:۔

(۳۸) جیسے عجائب انھوں نے دکھائے عام لوگ کر لیتے تھے اب بھی اگ ویسی باتیں کر دکھاتے ہیں۔

(۳۹) بلکہ آج کل کے کرشمے ان سے زیادہ بے لاگ ہیں۔

(۴۰) وہ معجزے نہ تھے کل کا زور تھا عیسیٰ نے اپنے باپ بڑھئی کے ساتھ ڑھئی کا کام کیا تھا، اس سے یہ کلیں بنانی آگئی تھیں۔

(۴۱) عیسیٰ کے سب کرشمے مسمریزم سے تھے۔

(۴۲) وہ جھوٹی جھلک تھی۔

(۴۳) سب کھیل تھا اور سب لعب تھا۔

(۴۴) سامری جادوگر کے گوسالے کے مانند تھا۔

(۴۵) بہت مکروہ وقابل نفرت کام تھے۔

(۴۶) اہل کمال کوایسی باتوں سے پرہیز رہا ہے۔

(۴۷) روحانی علاج میں بہت ضعیف اورنکما تھا۔

مرزا کے اصل عبارات بروجہ التقاط یہ ہیں:-

انبیا کے معجزات دوقسم ہیں۔ایک محض سماوی جس میں انسان کی تدبیرعقل کو کچھ دخل نہیں۔جیسے شق القمر۔دوسرےعقلی جوخارق عادت عقل کے ذریعہ سے ہوتے ہیں، جوالہام سے ملتی ہے۔جیسے سلیمان کا معجزہ صرح ممرد من قواریر بظاہر مسیح کا معجزہ سلیمان کی طرح عقلی تھا۔تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوتے تھے، جوشعبدہ بازی اور دراصل بے سوداورعوام کوفریفتہ کرنے والے تھے۔وہ لوگ جوسانپ بنا کر دکھلا دیتے، اور کئی قسم کے جانور تیار کر کے زندہ جانوروں کی طرح چلادیتے۔مسیح کے وقت میں عام طور پر ملکوں میں تھے۔سو کچھ تعجب نہیں کہ خداتعالیٰ نے عقلی طور پر مسیح کوایسے طریق پر اطلاع دیدی ہو، جوایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا پھونک مارنے پرایسا پرواز کرتا ہو، جیسے پرندہ، یا پیروں سے چلتا ہو، کیوں کہ مسیح اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کرتے رہے ہیں۔اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کی ایجاد میں عقل تیز ہوجاتی ہے۔پس کچھ تعجب نہیں کہ مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو۔ایسا معجزہ عقل سے بعید بھی نہیں۔ حال کے زمانہ میں بھی اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنالیتے ہیں کہ بولتی بھی ہیں، ہلتی بھی ہیں، دم بھی ہلاتی ہیں۔اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ پرواز بھی کرتی ہیں۔بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں۔اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔

ماسوااس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجازعمل الترب یعنی مسمریزی طریق سے بطورلہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔کیوں کہ مسمریزم میں ایسے ایسے عجائبات ہیں، سویقینی طور پرخیال کیا جاتا ہے کہ اس فن میں مشق والا مٹی کا پرند بنا کر پرواز کرتا دکھا دے، تو کچھ بعید نہیں۔کیونکہ کچھ اندازہ نہ کیا گیا کہ اس فن کی کہاں تک انتہا ہے۔سلب المرض عمل الترب [مسمریزم] کی شاخ ہے۔ہر زمانے میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں، اوراب بھی ہیں، جواس عمل سے سلب امراض کرتے ہیں، اور مفلوج ومبروص ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں۔بعض نقشبندی وغیرہ نے بھی اس کی طرف بہت توجہ کی تھی۔محی الدین بن عربی کو بھی اس میں خاص مشق تھی۔کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں، اوریقینی طور پر ثابت ہے کہ مسیح بحکم الٰہی اس عمل [مسمریزم] میں کمال رکھتے تھے۔مگر یادرکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں، جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔اگر یہ عاجز اس عمل کومکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا توان اعجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا۔اس عمل کا ایک نہایت براخاصہ ہے کہ جواپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے، وہ روحانی تاثیروں میں جوروحانی بیماریوں کودورکرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسیح جسمانی بیماریوں کواس عمل [مسمریزم] کے ذریعہ اچھا کرتے رہے۔مگر ہدایت وتوحیداوردینی استقامتوں کے دلوں میں قائم کرنے میں ان کا نمبرایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔جب یہ اعتقادرکھا جائے کہ ان پرندوں میں صرف جھوٹی جہالت، جھوٹی جھلک نمودار ہوجاتی تھی۔تو ہم اس کوتسلیم کرچکے ہیں ممکن ہے، عمل الترب [مسمریزم] کے ذریعہ سے پھونک میں وہی قوت ہوجائے، جو اس دخان میں ہوتی ہے، جس میں غبارہ اوپر کو چڑھتا ہے۔مسیح جوجوکام اپنی قوم کو دکھلاتا تھا، وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہ تھے، بلکہ وہ ایسے کام اقتداری طور پردکھاتا تھا۔

خدائے تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے کہ وہ ایک طرفی طاقت تھی، جو ہر فرد بشر میں ہے، ان کی کچھ خصوصیت نہیں۔ چنانچہ اس کا تجربہ اس زمانہ میں ہورہا ہے۔ مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق و بے قدر تھے، جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہر عجائبات تھا، جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم، مفلوج، مبروص ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہوجاتے تھے۔ لیکن بعض بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے، اس وقت تو کوئی تالاب بھی نہ تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لیے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا، جس میں روح القدس کی تاثیر تھی۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل تھا، جیسے سامری کا گوسالہ [ص۱۵۱ تا ۱۶۲]

(۴۸) التبلیغ صفحہ ۴۸۳:-

من آیات صدقی انه تعالیٰ وفقنی باتباع رسوله واقتداء نبیه ﷺ فما رأیت اثرا من آثار النبی ﷺ الا قفوته

(۴۹) ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶:-

نہایت شرم کی یہ بات ہے کہ اپنے پہاڑی تعلیم کو یہودیوں کی کتاب طالمود سے لکھا ہے، اور پھر ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔

(۵۰) ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۸:-

آیت ہے: فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ؕ یعنی تمہیں علم نہ ہو تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو، ان کی کتابوں پر نظر ڈالو۔ تا کہ اصل حقیقت ظاہر ہو۔ ہم نے موافق حکم اس آیت کے یہود و نصاریٰ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا، تو معلوم ہوا کہ مسیح کے فیصلے کا ہمارے ساتھ اتفاق ہے۔ دیکھو کتاب سلاطین و کتاب ملاکی نبی اور انجیل۔

(۵۱) ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۶۷۳:-

میں احمد ہوں جو آیت: مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ ؕ میں مراد ہے۔

(۵۲) توضیح مرام طبع دوم صفحہ ۹:-

میں محدث ہوں، اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔

(۵۳) دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند صفحہ ۹:-

سچا خدا وہی ہے، جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

(۵۴) براهین احمدیه میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے، اور نبی بھی۔

(۵۵) دافع البلاء صفحہ ۱۰ پر حضرت مسیح علیہ السلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے۔

(۵۶) اسی رسالہ کے صفحہ ۱۷ پر ہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ☆ اس سے بہتر غلام احمد ہے

(۵۷) اشتهار معیار الاخبار:-

میں بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں۔

(۵۸) ازالہ صفحہ ۳۰۹ پر معجزات مسیح کو مسمریزم بتاتے ہوئے لکھا:-

اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

(۵۹) ازالہ صفحہ ۱۶۱ پر حضرت مسیح علیه الصلاة والسلام کے نسبت لکھا ہے:-

بوجہ مسمریزم کے عمل کرنے کے تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجے بلکہ قریب ناکام رہے۔

(۶۰) ازالہ صفحہ ۶۲۹:-

ایک زمانہ میں چار سو نبیوں کی پیشین گوئی غلط ہوئی۔

اسی قسم کے کلمات کفریہ قادیانی کی کتابوں میں بھرے ہوئے ہیں کہ اگر ان سب کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب بن جائے۔ انہی وجوہ سے تمام علمائے ہند نے قادیانیوں کے کفر کے فتوے صادر فرمائے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے قادیانی کے رد میں چھ کتابیں تصنیف و تالیف فرمائیں جزاہ اللہ خیراً :-

[۱۵۹](۱) جزاء اللّٰہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ

[۱۹۱](۲) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب

[۲۲۴](۳) قہر الدیان علی مرتد بقادیان

[۲۳۱](۴) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

[۲۳۲](۵) خلاصہ فوائد فتاوی

[۳۱۹](۶) الصارم الربانی علی اسراف القادیانی

[۴] رد روافض [۴۱]

جب حضور اقدس ﷺ نے تبلیغ کے فرائض انجام دے دیے، اور رفیق اعلیٰ
ے مشتاق ہوئے، تو رب العزت جل جلالہ نے بھی اپنے پاس بلانا چاہا۔
ر ہ نصر شریف میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ جب خدا کی مدد اور فتح آجائے
رتم اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکو، اور دیکھو لوگوں کو کہ دین اسلام میں فوج
ج، گروہ در گروہ داخل ہو رہے ہیں، تو تم اللہ کی پاکی بیان کرو اور استغفار کرو،
ف خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام
اضر خدمت ہوئے، اور اجازت چاہی، اور خداوند عالم کا سلام شوق
پایا۔ حضور بھی ہزار جان سے دیدار الٰہی کے مشتاق ہوئے، اور رفیق اعلیٰ سے
ملے صحابۂ کرام نے آپس کے مشورہ سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ﷛ کو حضور کا
نشین تجویز کیا۔ مگر جو کچھ لوگ اس کے موافق نہ ہوئے اور انھوں نے بوجہ
ابت و رشتہ داری حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللّٰہ تعالیٰ وجہہ کو خلیفہ
کرنے کا خیال ظاہر کیا۔ حضرت مولائے کائنات نے اس کو غور کیا، تو غور کرنے
کے بعد آپ نے بھی حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کے ہاتھ پر بیعت خلافت
کرلی، اور آپ کو خلیفہ رسول اللہ ﷺ کا تسلیم کرلیا۔ پھر حضرت عمر ﷛ جب خلیفہ
ہوئے، تو ان کو بھی خلیفہ مانا۔ اسی طرح جب ان کے بعد حضرت عثمان غنی ﷛ کا
انتخاب ہوا، تو ان کو بھی خلیفہ تسلیم کیا۔ ان کے وصال کے بعد چوتھے خلیفہ
ہوئے۔

مگر کچھ لوگ اس خیال کے ہوئے کہ خلافت کا حق حضرت علی ہی کا تھا،

اور وہ تینوں خلافتیں غلط ہوئیں۔ اس لیے وہ لوگ حضرت علی کو خلیفہ بلا فصل مانتے ہیں۔ اور حضرت علی کی محبت میں حد سے زیادہ غلو ظاہر کرتے ہیں، اور یہ لوگ اپنے کو شیعہ کہتے ہیں، اور مخالفین ان کو رافضی کہتے ہیں۔ ان کی بارہ شاخیں ہیں۔

(۱) **علویة:-** یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نبی جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل نے بھول سے وحی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دی ہے۔

(۲) **ابدیه:-** یہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شریک خدا اور شریک نبوت جانتے ہیں۔

(۳) **شیعه:-** یہ کہتے ہیں کہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب صحابہ سے زیادہ دوست نہ رکھے، کافر ہے۔

(٤) **اسحاقیه:-** ان کا قول ہے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی ہے، اور زمین کسی وقت پیغمبر سے خالی نہیں رہتی۔

(٥) **زیدیه:-** ان کے تین گروہ ہیں۔ ایک گروہ کا قول ہے کہ جس نے حضرت علی کے رہتے ہوئے کسی دوسرے صحابی سے بیعت کی، وہ کافر ہے ــــ دوسرے کا قول یہ ہے کہ (معاذ اللہ) حضرت عثمان حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت ام المومنین محبوبہ رسول رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ بنت الصدیق کافر ہیں ــــ تیسرے کا قول یہ ہے کہ سوائے اولاد حضرت علی کے کسی کی امامت جائز نہیں۔

(٦) **عباسیه:-** ان کا قول ہے کہ بجز اولاد حضرت عباس بن

المطلب کے کوئی امامت کے لائق نہیں۔

(۷) **امامیه:-** یہ بجز بنی ہاشم کے دوسرے کے پیچھے نماز نہیں تے۔

(۸) **ناوسیه:-** یہ کہتے ہیں کہ جو دوسرے سے اپنے کو افضل سمجھے افر ہے۔

(۹) **متناسخیه:-** یہ کہتے ہیں کہ روح مردے کے بدن سے ل کر دوسرے کے قالب میں جا پہنچتی ہے۔

(۱۰) **لاعنیه:-** یہ حضرت طلحہ و زبیر و معاویہ اور حضرت ام المومنین ائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لعنت کرتے ہیں۔

(۱۱) **راجعیه:-** یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت کہتے ہیں کہ ابر میں اور کڑک میں آواز، قدم دلدل کی ہے۔ اور بجلی، اس کے سم سے آگ جھڑتی ہے۔ اور قیامت سے پہلے دنیا میں ایک بار آئیں گے، اور مردوں کو زندہ کر کے سنیوں کو دوزخ، اور شیعوں کو جنت میں داخل کریں گے۔

(۱۲) **متزالیه:-** یہ کہتے ہیں کہ مسلمان بادشاہ سے لڑنا جائز ہے۔ اور عاصی ہونا روا ہے۔

یہ بارہ فرقے چودہ باتوں میں مختلف ہیں۔

اول: نماز پنج گانہ جماعت سے پڑھنا سنت نہیں جانتے ہیں۔

دوم: دونوں موزوں پر مسح کرنا روا نہیں رکھتے۔

سوم: حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو برا کہتے ہیں۔

چہارم: سوائے حضرت علی کے سب صحابہ کرام سے بیزار ہیں، اور ان کی

اہانت کرتے ہیں۔

پنجم: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اہانت کرتے ہیں۔

ششم: کہتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول ﷺ اپنی قوت سے پیغمبری نہیں کر سکتے تھے، بغیر حضرت علی مرتضی کے۔

ہفتم: حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کا نام بے ادبی سے لیتے ہیں۔

ہشتم: خدا کی رحمت اور اس کے دیدار سے ناامید ہیں۔

نہم: نماز تراویح کو سنت نہیں جانتے۔

دہم: تین طلاق جو کوئی ایک مرتبہ دے، تو کہتے ہیں کہ طلاق نہیں ہوتی۔

یازدہم: داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر قیام صلوٰۃ میں رکھنا سنت نہیں جانتے۔

دوازدہم: خطیب کو سیاہ کپڑے پہناتے ہیں۔

سیزدہم: روزہ جلد کھولنا سنت نہیں جانتے۔

چہاردہم: مغرب کی نماز کا وقت آفتاب کے غروب ہوتے ہی سنت نہیں جانتے۔ جب تک کہ تارے نہ چمک جائیں، مغرب کی نماز نہیں پڑھتے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے ان کے رد میں تحفۂ اثنا عشریہ بہت ہی زبردست کتاب تصنیف فرمائی ہے کہ تمام شیعہ باوجود سعی بلیغ اس کے جواب سے قاصر ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے چھ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں:-

[١٢٦](١) الادلة الطاعنه فی اذان الملاعنه

[١٢٢٠](٢) دفعة الباس علی جاحذ الفاتحة والفلق والناس

[١٢٤٤](٣) ثلج الصدر لایمان القدر

[١٩٢](٤) رد الرفضه

[١٢٨٨](٥) لمعة الشمعه لهدی شیعة الشنیعه

[٤/١٣٠٠](٦) فضائل فاروق ﷺ

[٤٢] رد نواصب [١]

نواصب جمع ناصبی جس طرح روافض جمع رافضی کی ہے۔ اعلی حضرت امام اہل سنت نے نواصب کے رد میں ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے:-

[٣٠٥] الرائحة العنبريه من المجمرة الحيدريه

[٤٣] رد وهابيه [٧٦]

یعنی ہم خیالان محمد بن عبد الوہاب نجدی و مولوی اسمٰعیل دہلوی جو بظاہر
عاید کرتے ہیں، عام ازیں کہ عرف میں وہابی کر کے مشہور ہوں، یا بنام دیو بندی
شہرت یافتہ ہوں، یا دیو بندیوں کے ائمہ و پیشوا ہوں، جیسے کہ مولوی رشید احمد
صاحب کے فتوی سے معلوم ہوتا ہے۔

فتاوی رشیدیہ میں سوال و جواب حسب ذیل ہے:-

سوال:- وہابی کون لوگ ہیں اور عبد الوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے؟

الجواب:- محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے، اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں! جو حد سے بڑھ گئے ہیں، ان میں فساد آ گیا ہے۔ اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔ (فتاوی رشیدیہ کامل ص ۲۸۰ مطبوعہ گلستاں کتاب گھر دیو بند)

نیز فتاوی رشیدیہ حصہ اول ص ۶۳ و ۶۴ پر ہے:-

سوال:- تقویۃ الایمان میں کوئی مسئلہ ایسا بھی ہے جو قابل عمل نہیں، یا کل اس کے مسائل صحیح، اور علمائے دین کو مقبول ہیں؟

الجواب:- بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں۔ (ص ۸۴)

اسی طرح تقویۃ الایمان کے متعلق سوال ہوا تو اس کا جواب دیا کہ:

(میرے نزدیک) اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (ص ۷۸/۸۰)

مسلمانو! ذرا انصاف، یہ تو قرآن شریف سے بھی بڑھا دینا ہوا۔ کیونکہ قرآن شریف کو ماننا بے شک ایمان ہے، نہ کہ اس کا پڑھنا، بلکہ رکھنا۔ کیا بیسیوں کافر قرآن شریف نہیں پڑھتے؟ تو کیا وہ بغیر تصدیق کے فقط پڑھنے سے مسلمان ہو جائیں گے؟ کیا ہزاروں ہنود تاجران کتب کے یہاں قرآن شریف نہیں؟ کیا ہندو اہل مطابع اسے چھاپتے نہیں؟ تو کیا چھاپ کر رکھنے یا تجارت کے لیے رکھنے سے قرآن شریف کے ہندو مسلمان ہو جائیگا؟ ہرگز نہیں —— لیکن گنگوہی صاحب کے نزدیک تقویۃ الایمان ایسی کتاب ہے: "جس کا رکھنا، اور پڑھنا، جزء اسلام بھی نہیں، بلکہ عین اسلام ہے"۔

یہ ہیں ان حضرات کے اعتقادات وخیالات۔

بعض لوگوں کو ان کی حنفیت کی وجہ سے دھوکہ ہوتا ہے، اور خیال کرتے ہیں کہ یہ تو حنفی ہیں، پھر وہابی کیسے ہو سکتے ہیں؟۔

تو ان کو جاننا چاہیے کہ سنی اور حنفی دونوں کا مفہوم ایک نہیں کہ جو حنفی ہو، وہ سنی بھی ہو۔ یا اسی طرح جو سنی ہو، حنفی بھی ہو۔ سنی وہ ہے جو اعتقاداً اہل سنت وجماعت کے مسلک کا ہو۔ فروعاً حنفی ہو یا شافعی یا مالکی یا حنبلی —— اور حنفی وہ ہے جو جزئیات فقہیہ اور فروع مذاہب میں امام الائمہ امام اعظم کا مقلد ہو، خواہ اعتقاداً سنی ہو یا معتزلی یا وہابی۔ تو غیر مقلدین نہ سنی ہیں، نہ حنفی۔ دیوبندی حنفی ہیں، مگر سنی نہیں۔ شوافع وغیرہ سنی ہیں، مگر حنفی نہیں۔ علمائے اہل حق، اہل بریلی وبدایوں ورام پور وپیلی بھیت وغیرہ، یہ سب بحمد اللہ تعالیٰ سنی حنفی دونوں ہیں۔

ان غیر مقلدین اور وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد اور اقوال علیحدہ نہ شمار کیے گئے کہ

[نی]ت امام کی، وہی نیت مقتدی کی۔ مولوی اسماعیل دہلوی کے جملہ اقوال ان [کے] اقوال ہیں۔ جن میں بعض عبارتیں اوپر مذکور ہوئیں، اور بعض یہاں ذکر کی [ج]اتی ہیں:-

(۱) تقویۃ الایمان ص۲۱ مطبع صدیقی دہلی ۱۲۷۰ھ میں ہے:-

اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ (ص۱۳ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

(۲) صفحہ ۱۸:-

اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ (ص۵ مطبوعہ مجتبائی، دہلی)

(۳) صفحہ ۱۹:-

(اللہ صاحب نے فرمایا) کسی کو میرے سوا نہ مانیو۔ (ص۱۲ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

(۴) صفحہ ۱۷:-

جتنے پیغمبر آئے ہیں سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔ (ص۱۱ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

(۵) (یہ دعویٰ کر کے کہ کسی انبیا اولیا کی یہ شان نہیں کہا:)

جو کسی کو مصیبت کے وقت پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ (ص۔ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

(۶) صفحہ ۲۲ پر اس کے ثبوت میں کہا:-

ہمارا جب خالق اللہ ہے تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے لگاتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔ (ص۱۳، ۱۴ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

(۷، ۸) تقویۃ الایمان ص۱۶ (ص۱۰ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لے کر ذلیل سے ذلیل کو دے دیا۔ جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجیے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔

(۹) تقویۃ الایمان صفحہ ۷۴ (ص ۳۰ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

سب انبیا اور اولیا اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

(۱۰) (ص ۲۰/۲۱ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

اللہ زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجیے۔

(۱۱) کتاب مذکور صفحہ ۸۵/۸۶ (ص ۳۶ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ اھ

(۱۲) کتاب مذکور صفحہ ۱۸ (ص ۴۳ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ...... ہم چھوٹے ہیں۔

(۱۳) کتاب مذکور صفحہ ۸۰ (ص ۴۳ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

سو بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے۔

(۱۴) کتاب مذکور صفحہ ۸۵ (ص ۳۶ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو ان میں بھی اختصار ہی کرو۔

(۱۵) کتاب مذکور ص ۸۳ (ص ۴۵ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

(پیغمبر خدا نے فرمایا) یہی کہو کہ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں سو بیان کرو وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں۔

(۱۶) کتاب مذکور صفحہ ۲۹ (ص ۱۷ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔

(۱۷) کتاب مذکور صفحہ ۸۹ (ص ۳۸ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ) پر نبی ﷺ پر افترا کیا کہ:

سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے واقف ہوں اور لوگ غافل ہیں۔

اب ہدایت بھی گئی، نری احکام دانی رہ گئی۔ وہاں بڑائی کا ذکر تھا یہاں مطلق امتیاز کا اسی میں حصر ہوگیا۔

(۱۸) کتاب مذکور ص ۱۳، ۱۴ (ص ۸/۹ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

کھانے پینے پہننے میں اس کے حکم پر چلنا یعنی جس چیز کے برتنے کو اس نے فرمایا اس کو برتنا۔ اور جو منع کیا اس سے دور رہنا .... اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں پھر جو کوئی کسی انبیا و اولیا کی ...... اس قسم کی تعظیم کرے ...... ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔

(۱۹) کتاب مذکور صفحہ ۴۹ (ص ۲۸ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

نام جپنا انھیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔

کلمہ طیبہ میں حضور کا نام جپنا ہے تو کلمہ پڑھنا بھی شرک ہوگا۔

(۲۰) کتاب مذکور صفحہ ۳۷ (ص ۲۲ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتے جبرئیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔

(۲۱) کتاب مذکور صفحہ ۳۸ (ص ۲۲ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

محبت کے سبب سے سفارش قبول کرلی......اس قسم کی شفاعت بھی اس دربار میں کسی طرح ممکن نہیں، اور جو کوئی کسی کو اس جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے۔

مسلمانو! کیا تمہارے نبی محبوب الٰہی نہیں، کیا ان کی محبوبیت وجہ قبول شفاعت نہیں؟

(۲۲) کتاب مذکور صفحہ ۴۶ (ص ۲۶ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

اے فاطمہ! بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے یہاں کچھ......سو انھوں نے سب کو، اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ......اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے، وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔

یہ ان عظیم الشان حدیثوں کا انکار ہے جو مسلمانوں کے گوش زد ہے کہ سب انبیا نفسی نفسی فرمائیں گے، اور حضور اقدس ﷺ انا لہا فرمائیں گے۔

(۲۳) کتاب مذکور صفحہ ۵۲ (ص ۲۹ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

(۲۴) کتاب مذکور صفحہ ۳۵ (ص ۲۰ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں، ...... کچھ فائدہ ونقصان نہیں پہنچا سکتے۔

(۲۵) کتاب مذکور صفحہ ۴۹ (ص ۲۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۱ھ)

نفع اور نقصان کی امید رکھنی اسی [اللہ] سے چاہیے کہ یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہے۔

([illegible]) کتاب مذکور صفحہ ۷۷ (ص ۴۳ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

([illegible]) کتاب مذکور صفحہ ۵۴ (ص ۳۰ مطبوعہ مجتبائی، دہلی ۱۳۲۱ھ)

کسی کی محض تعظیم کے واسطے اس کے روبرو ادب سے کھڑے رہنا انھیں کاموں [illegible]ب کہ اللہ نے اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں۔

(وغیر ذالک من الخرافات)

([illegible]) صراط مستقیم مطبع ضیائی ۱۲۸۵ھ دیباچہ میں اپنے پیر کو لکھا کہ:

آپ کی ذات والا صفات ابتدائے فطرت سے جناب رسالت مآب علیہ افضل [illegible]ات والتسلیمات کی کمال مشابہت پر پیدا کی گئی تھی اس لیے آپ کی لوح فطرت علوم [illegible]یہ کے نقش اور تحریر وتقریر کے دانش مندوں کی راہ وروش سے خالی تھی۔ (ص ۳ مترجم مطبوعہ [illegible]۱۲۱ھ مطبع احمدی لاہور)

شفاء قاضی عیاض صفحہ ۲۲۷ میں ہے: کون النبی امیا آیة له وکون هذا امیا نقیصة وجهالة (نبی کریم ﷺ کا امی ہونا آپ کا معجزہ ہے اور دوسرے کا ناخواندہ رہ جانا [illegible]ات وعیب ۱۲ رضوی)

(۱۹) منصب امامت مولوی اسمٰعیل دہلوی ص ۳۱ و فتاوی گنگوہی حصہ ۳ ص ۲۳:-

بہت چیزیں کہ مقبولوں کی معجزہ گنی جاتی ہیں ویسی بلکہ قوت وکمال میں ان سے بڑھ جادوگر اور طلسمات والے کر سکتے ہیں۔ (بسیار چیز است کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیل [illegible] عادت شمردہ می شود حالاں کہ امثال ہمہ افعال بلکہ اقوی واکمل ازاں ارباب سحر واصحاب طلسم ممکن [illegible] باشد)، (فتاوی رشیدیہ کامل ص ۱۹۸ مطبوعہ گلستان کتاب گھر دیوبند)

(۲۰) ایضاً:-

(معجزات کو دیکھ کر) جو یہ سمجھے کہ حق تعالیٰ نے انبیا کو تصرف کی قدرت دی ہے وہ بیشک کافر و مشرک ہے۔ (ایں کہ جل وعلا ایشاں را قدرت آثار تصرف عالم عطا فرمودہ وکاروبار بنی آدم بایں شاں تفویض نمودہ پس ایشاں بامر الٰہی خود تصرف می نمایند وایں تصرفات گوناگوں وتغیرات بوقلموں در عالم کون بروئے کارے آرند کہ ایں اعتقاد شرک محض است وکفر بحت ہر کہ بجناب ایشاں ایں عقیدہ قبیحہ داشتہ باشد بے شک مشرک مردود است وکافر مطرود)، (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۱۹۹ مطبوعہ گلستان کتاب گھر دیوبند)

(حالانکہ) مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس صفحہ ۸ میں ہے۔

معجزہ خاص ہر نبی کو جو مثل پروانہ تقرری بطور سند نبوت ملتا ہے اور بنظر ضرورت ہر وقت قبضہ میں رہتا ہے مثل عنایات خاصہ گہ وبیگاہ کا قبضہ نہیں ہوتا۔

(معاذ اللہ تصرف کی قدرت ماننا شرک ہو تو نبی کو معجزہ پر قدرت کیا ہوگی؟)

مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ہست قدرت اولیا را ازالہ ☆ تیر جستہ باز گرداند زراہ

(۳۱) صراط مستقیم ص ۳۸:-

بعض اولیا کو احکام شرعیہ بے وساطت انبیا بھی پہونچتے ہیں۔ احکام شرعیہ میں ان پر وحی آتی ہے۔ وہ ایک طرح تقلید نبی سے آزاد اور احکام شرعیہ میں خود محقق ہوتے ہیں۔ وہ انبیا کے ہم استاد ہیں۔ تحقیق علم وہی ہے جو انھیں اپنی وحی باطنی سے ملتا ہے، وہ جو انبیا سے ملا تقلیدی ہے۔ وہ علم میں انبیا کے برابر ہوتے ہیں۔ (مترجماً ملتقطاً)

(۳۲) کتاب مذکور ص ۳۸:-

بالضرورت ان ولیوں کو ایک محافظت دیتے ہیں کہ محافظت انبیا کے مثل ہوتی ہے، جس کا نام عصمت ہے۔ (مترجماً)

جب انبیا کی طرح معصوم بھی ہوئے اور احکام شرعیہ کی وحی بھی آئی اور ان میں تقلید انبیا کے پابند بھی نہ ہوئے پھر نبی بلکہ مستقل رسول ہونے میں کیا رہ گیا؟

(۳۳) یکروزہ مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی میں ہے:-

اتارنے کے بعد قرآن کا فنا کر دینا ممکن ہے۔ (مترجماً)

قدیم فنا نہیں ہو سکتا تو قرآن مجید حادث اور مخلوق ہوا۔

(۳۴) تنویر العینین مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی:-

ایک امام کی پیروی کہ اس کی سند پکڑے اگرچہ حدیث وکتاب سے خلاف پر دلیلیں ثابت ہوں۔ اس قول کے موافق اس کی تاویل کرے یہ نصرانی ہونے کا میل اور شرک کا حصہ ہے۔ تم ڈرتے نہیں کہ تم نے اماموں کو اللہ کا شریک کر دیا۔ (مترجماً)

(۳۵) صراط مستقیم صفحہ ۱۷۵ پر اپنے پیر کے متعلق لکھا:-

ایک دن اللہ تعالیٰ نے ان کا سیدھا ہاتھ اپنے دست قدرت میں لیا، اور عالم قدس کی ایک بہت عجیب عظیم چیز ان کو پیشکش کی اور فرمایا: تجھے دی اور اور چیزیں بھی دوں گا۔

(مترجماً)(ص ۱۷۶ مترجم مطبوعہ ۱۳۲۴ھ مطبع احمدی لاہور)

(۳۶) صراط مستقیم میں ہے:-

مکالمہ ومسامرہ بدست می آید (ص ۱۳) یعنی اللہ سے کلام اور باہم داستان گوئی ہوتی ہے۔ گاہے کلام حقیقی ہم می شود (ص ۱۵۴) کبھی کلام حقیقی بھی ہوتا ہے۔ (ص ۱۵۴ مترجم مطبوعہ ۱۳۲۴ھ مطبع احمدی لاہور)

(۳۷) تقدیس القدیر صفحہ ۵۸ میں یہ بحث چھیڑ کر کہ رسول اللہ ﷺ کا معاذ اللہ! شرک ہونا اور حضور کے تمام اعمال معاذ اللہ! برباد ہو جانا ممکن ہے یا نہیں؟ نتیجہ میں لکھا۔

صدور شرک آں جناب سے لامحالہ ممکن ہے۔ جب شرک ممکن ہوا تو حبط اعمال بدرجہ اولیٰ ممکن۔

اور ضمن استدلال میں یہ آیتیں پیش کیں: وَوَجَدَکَ ضَالًّا فَھَدٰی ۔ وَمَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَاالْکِتَابُ وَلَا الْاِیْمَانُ

یعنی وہ وحی سے پہلے گمراہ تھے وحی سے پہلے ایمان نہ رکھتے تھے معاذ اللہ معاذ اللہ! ایسے ایسے کلمات اہانت آمیز وتوہین خیز خدا اور رسول کی شان میں لکھنا ان وہابیوں کی خاص صفت ہوگئی ہے۔ انہیں وجوہ سے علمائے اہل سنت نے ان کے عقائد باطلہ وتحریرات عاطلہ کا رد کیا، اور حکم شرعی جو کتب فقہیہ میں تھا، وہ ظاہر کیا۔ زبان سے کہا، اور تحریرات کے ذریعہ رسائل وکتب مصنفہ میں شائع کرکے ان لوگوں تک پہنچایا۔ رجسٹری کرکے بھیجا تاکہ ٹھنڈے دل سے تنہائی میں غور کریں۔

مگر ہدایت خداوند عالم کے اختیار میں ہے: اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے وہابیہ کے رد میں ٧٦ کتابیں مفصلۂ ذیل تصنیف فرمائی ہیں:۔

[٢] (١) حل خطاء الخط

[١١] (٢) سلطنة المصطفی فی ملکوت کل الوری

[١٦] (٣) الآمر باحترام المقابر

[١٧] (٤) اقامة القیامة علی طاعن القیام لنبی تهامه

[١٨] (٥) هدی الحیران فی نفی الفیئ عن شمس الاکوان

[٢٠] (٦) التعیم المقیم فی فرحة مولد النبی الکریم

[٢٢] (٧) بذل الصفا لعبد المصطفیٰ

[٢٤] (٨) التذیر الهائل لکل جلف جاهل

[٢٥] (٩) منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین

[٢٩] (١٠) نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوبا

[٣١] (١١) الاهلال لفیض الاولیاء بعد الوصال

[٣٧] (١٢) طوالع النور فی حکم السرج علی القبور

[٤٠] (١٣) انوار الانتباه فی حل نداء یارسول الله

[٤٣] (١٤) حیاة الموات فی بیان سماع الاموات

[٤٤] (١٥) انهار الانوار من یم صلاة الاسرار

[٤٦] (١٦) اسماع الاربعین فی شفاعة سید المحبوبین

[٥١] (١٧) باب غلام مصطفیٰ

[٦٨] (١٨) سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح

[٧٦] (١٩) الحجة الفائحه بطیب التعیین و الفاتحه

[٧٧] (٢٠) سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلاة العید

[٨١] (٢١) الحرف الحسن فی الکتابة علی الکفن

[٨٢] (٢٢) ابر المقال فی استحسان قبلةالاجلال

[٨٤] (٢٣) الیاقوتة الواسطه فی قلب عقد الرابطه

[٨٨] (٢٤) سبحٰن القدوس عن تقدیس نحس منکوس

[٩٦] (٢٥) الامن والعلیٰ لناعتی المصطفی بدافع البلاء

[۳۰۳] (۶۶) سیف المصطفی علی ادیان الافتراء

[۳۰۷](۶۷) نشاط السکین علی حلق البقر السمین(۲)

[۳۱۲](۶۸) اخباریہ کی خبر گیری۔

[۳۱۳](۶۹) نہایۃ النصرۃ بردالاجوبۃ العشرۃ

[۳۲۳](۷۰) صمصام سنیت بگلوئے نجدیت

[۳۳۸](۷۱) ظفر الدین الجید ملقب بہ بطش غیب

[۳۴۰](۷۲) مبین الھدی فی نفی امکان مثل المصطفیٰ

[۳۴۱](۷۳) ماحیۃ العیب بایمان الغیب

[۳۴۵](۷۴) چابک لیث براہل حدیث

[۳۴۷](۷۵) پردہ درامرتسری

[۳۴۸] (۷۶) الاسئلۃ الفاضلہ علی الطوائف الباطلۃ۔

[۴۴] رد غیر مقلدین [۲۶]

یہ وہابیہ کے سرغنہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ماننے والے ہیں۔ محمد بن
بدالوھاب رئیس نجد کا لڑکا، بڑا چالاک ہوشیار تھا، اور باپ دادا اس کے نظم
ظاہری اور باطنی میں اس جگہ کے مقتدا، اور صاحب سلسلہ تھے۔ اس کے
اندان کا اس اطراف میں بڑا اعتبار تھا۔ ابن عبدالوہاب نے سلطنت کی حکمرانی
کا ارادہ کیا، اور یہ صلاح ٹھہرائی کہ دین داری کے حیلہ سے لوگوں کو جمع کر کے،
مکہ اور مدینہ کو اپنے تصرف میں لے لیا جائے، کہ فوج ولشکر سے خالی ہیں، اور
مال وخزانہ ان میں بے شمار ہے۔ چنانچہ اس نے جب مال وخزانہ اور ایک بڑے
گروہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا، تو وعظ میں یہ بیان کیا کہ

سب حاضرین مل کر ایک شخص کو سردار مقرر کریں۔ مگر مجھ کو معاف رکھیں کہ دنیا کی
رغبت نہیں رکھتا ہوں۔ تو پہلے ان لوگوں نے جو ملے ہوئے تھے، پھر سبھوں نے
کہا کہ سوائے آپ کی ذات شریفہ کے اور کوئی اس کام کے لائق نہیں۔ تب اس
نے کہا کہ میں مجبور ہوں کہ مسلمانوں کا گروہ مجھے سرداری کے لیے منتخب کرتا ہے۔
میں خلاف کیسے کرسکتا ہوں؟ لاچار ہو کر قبول کرتا ہوں۔ مگر ایک شرط یہ ہے کہ
اعمال میں میرے تمام لوگ میرے مطیع رہو، اور میرے حکم سے نہ پھرو۔

آخر سب سے بیعت لے کر امیر المومنین بنا، اور نام اس کا سلطان کے نام کی
جا خطبہ میں داخل ہوا۔ قصبہ درعیہ جو وطن اس کا تھا، وہی تخت گاہ قرار دے کر اپنی
... اقارب کو شہروں کا حاکم کیا، اور آپ خود ایک نیا مذہب جاری کیا، جس کی
سے تمام اہل سنت وجماعت کافر ٹھہریں۔ کچھ مسئلے متفرق خارجیوں کے، کچھ
... کے، کچھ ملاحدہ ظاہرہ کے مذہبوں سے لے کر، کچھ اپنے جی سے

جوڑ کر ایک رسالہ بنایا، اوراس کا نام کتاب التوحید رکھا۔ جس میں تمام امت مرحومہ کو کافر لکھا۔ خصوصاً ساکنان حرمین محترمین کو۔ تاکہ ان کا لوٹنا اور مارنا جہاد ٹھہرے۔ تاکہ خوب مال وزر جمع ہوجائے۔ ایسی کاروائی سے اس وہابیہ فرقہ نے ترقی کی، اوراس نے اپنا نام محمدی قرار دیا، لیکن محمدی تو سب مسلمان ہیں، اس لیے سنیوں نے اس فرقہ کا نام محمد بن عبد الوہاب کے باپ کی طرف منسوب کرکے وہابیہ رکھا۔ جو سارے عرب وعجم، روم وشام میں مشہور ہوگیا۔

ہندوستان میں مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کا خاندان بہت علمی تھا۔ اور قریب قریب ہندوستان کے تمام یا اکثر علما فن حدیث میں انہیں کے خوشہ چیں اور مستفیدین تھے۔ اسمٰعیل ان کا یتیم بھتیجہ تھا، جن کے باپ مولوی عبد الغنی بن شاہ ولی اللہ صاحب اپنے بڑے بھائیوں کے سامنے انتقال کرچکے تھے، اس لیے لوگ رحم وکرم کرتے، اور پھر مانتے تھے لیکن طبیعت میں جاہ پسندی اور حب دنیا تھی۔ یہاں ہندوستان کی سلطنت بھی کمزور ہورہی تھی، اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ جب تک مولانا شاہ عبد العزیز صاحب زندہ تھے، اعلانیہ ان کی مخالفت کی ہمت نہ پڑی۔ جب ان کا انتقال ہوگیا، تو بھتیجے صاحب کو کھل کھیلے۔ نجدی کی کتاب التوحید کہیں سے ان کو ہاتھ لگ گئی تھی، اسی کی تبلیغ وتلقین شروع کی، اوراس کا چربہ بنام "تقویۃ الایمان" لکھ کر اطراف واکناف میں پھیلایا۔ اس میں بات بات پر حکم شرک وکفر جڑا۔ انبیاء ورسل ملائکہ وصالحین کی سخت توہین کی۔

تنویر العینین میں لکھا:۔

ولیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن

[الر]جوع الیٰ الروایات المنقولة عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم [الص]ریحة الدالة علی خلاف قول الامام المقلد فان لم یترك قول [ا]مامه ففیه شائبة من الشرك۔ یعنی میں نہیں سمجھتا کہ ایک شخص معین کی تقلید کا التزام کرنا [کی]ونکر جائز ہوگا باوجود ممکن ہونے رجوع ان روایتوں کی طرف جو نبی ﷺ سے منقول ہیں جو مخالف امام [مق]لد کے قول کے ہیں۔ پھر ایسی صورت میں اگر اپنے امام مقلد کے قول کو نہ چھوڑے، تو اس میں آمیزش شرک کی ہے۔

تو جو لوگ یہاں مولوی اسماعیل دہلوی کے معتقد اور ہم خیال اور کتاب التوحید وتقویۃ الایمان کے ماننے والے ہوئے، ان کو وہابی کہتے ہیں۔

ہندوستان میں وہابیہ کی دو شاخیں ہیں۔

ایک: جو صرف عقائد میں ان کے ہم خیال، اور عمل میں بظاہر مخالف لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے تقلید کے قائل۔

دوسرے: عقائد میں بھی ہم خیال، اور عمل میں بھی۔ یعنی تقلید کے مخالف آمین بالجہر، رفع یدین کرنے والے ـــــ ان کو غیر مقلد کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے غیر مقلدوں کے رد میں چھبیس کتابیں حسب ذیل تصنیف فرمائی ہیں:۔

[٤٨] (١) النهی الاكید عن الصلاة وراء عدی التقلید

[٥٧] (٢) صفایح اللجین فی كون التصافح بكفی الیدین

[١٠٨] (٣) وصاف الرجیح فی بسملة التراویح

[١٠٩] (٤) السیوف المخیفة علی عائب ابی حنیفة

[١٢٢] (٥) جمیل ثناء الائمة علی علم سراج الامة

[١٢٦](٦) اعز النكات بجواب سوال اركات ملقب بلقب الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحديث فهو مذهبی

[١٣٠](٧) حاجز البحرين الوافی عن جمع الصلاتين

[١٣٢](٨) لوامع البها فی المصر للجمعة والاربع عقبيها

[١٤١](٩) النهی الحاجز عن تكرار صلاة الجنائز

[١٤٩](١٠) هبة السنافی تحقيق المصاهره بالزنا

[١٦٦](١١) الجام الصاد عن سنن الضاد

[١٧٢](١٢) قوارع القهار على المجسمة الفجار

[١٧٦](١٣) رادع التعسف عن الامام ابی يوسف

[١٧٩](١٤) المقال الباهر ان منكر الفقه كافر

[١٨١](١٥) الثائب الصيب على ارض الطيب

[١٩٩](١٦) اظهار الحق الجلی

[٢٠٠](١٧) معارك الجروح على التوهب المقبوح

[٢١٠](١٨) اصلاح النظير

[٢١٢](١٩) اكمل البحث على اهل الحدث

[٢٤٨](٢٠) السهم الشهابی على خداع الوهابی

[٢٦٢](٢١) الهادی الحاجب عن جنازة الغائب

[٢٧٥](٢٢) لمة الشمعة فی اشراط المصر للجمعة

[٣١٠](٢٣) صمصام حديد بر كولی بے قيدعد و تقليد

[٣٤٠](٢٤) مبين الهدى فی نفی امكان مثل المصطفى

[٣٤٦](٢٥) الرد الناهز على زعم النهی الحاجز

[٣٤٨](٢٦) الاسئلة الفاضله على الطوائف الباطله

[۴۵]　　**ردندوہ**　　[۱۷]

ندوہ کی داغ بیل ۱۳۱۰ھ میں پڑی اور ۱۳۱۱ھ میں اس کی بنیاد رکھی گئی۔ استاذ الاساتذہ حضرت مفتی عنایت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۷۷ھ میں کان پور میں مدرسہ فیض عام قائم کیا۔ دو برس تک خود ہی مدرس اول رہے، اس کے بعد اپنے لائق فائق شاگرد استاذ العلما (حضرت مولانا لطف اللہ صاحب) کو اپنی جگہ رکھ کر حج کے لیے روانہ ہوئے۔

حضرت مولانا لطف اللہ صاحب سات برس تک کانپور میں اپنے درس سے طلبائے علوم دینیہ کو فیضیاب فرما کر علی گڑھ تشریف لے گئے، اور مدرسہ جامع مسجد میں لوگوں کو درس دینا شروع کیا۔ مگر آپ کے تشریف لے جانے کے بعد بھی مدرسہ فیض عام کا فیض، عام رہا اور طلبہ برابر پڑھ کر فارغ التحصیل ہوا کیے۔ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں جو طلبہ فارغ التحصیل ہوتے ان کی دستار بندی کا جلسہ تھا، اور مشاہیر وقت استاذ العلما مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی، حضرت حافظ شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی، حضرت استاذی مولانا احمد حسن صاحب صدر مدرس مدرسہ فیض عام کان پور، مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی قادری چشتی وغیرہ اکابر علما و مشائخ کرام تشریف فرما تھے کہ ان کے باہمی مشورہ سے یہ طے پایا کہ علما کی ایک مجلس قائم کی جائے اور آئندہ سال فیض عام کے سالانہ جلسہ کے موقع پر ہندوستان کے تمام مشاہیر علما کو اس کے لیے عام دعوت دی جائے، اور اس مجلس کا نام ندوۃ العلما قرار پایا۔ جس کے ناظم مولانا محمد علی مونگیری مقرر ہوئے۔

چنانچہ دوسرے سال یعنی ۱۳۱۱ھ، ۱۵/۱۶/۱۷/ شوال مطابق ۲۲/۲۳/۲۴/ [اپری]ل ۱۸۹۴ء، مدرسہ کے چودہ فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کا جلسہ [ہو]ا۔ حضرت استاذ العلما جناب مولانا لطف اللہ صاحب اس جلسہ کے صدر قرار [پائ]ے۔ جناب شاہ سلیمان صاحب پھلواروی قادری چشتی نے سورہ جمعہ کا بہت [مؤ]ثر وعظ فرمایا۔ اگر اس جلسہ میں خالص علمائے اہل سنت ہی مدعو ہوتے اور [ا]ن کا مخصوص جلسہ ہوتا، تو بلاشبہ قوم و ملک کے لیے یہ بہت ہی مفید مجلس ثابت [ہو]تی۔ مگر شیطان کی شیطان بازی یہ ہے کہ جب انسان کوئی اچھا کام کرنے لاتا ہے تو وہ بھی چپکے سے آ کر شامل ہو جاتا ہے، اور ایک ایسی رائے ٹھونک دیتا ہے جو بظاہر بہت اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن وہی بس کی گانٹھ اور زہر ہلاہل ثابت [ہو]تی ہے۔ جس طرح سر سید احمد خان نے مسلمانوں کی دنیوی فلاح و بہبود کی [تر]کیبیں بہت معقول نکالی تھیں، کاش تقسیم عمل کے وصول پر اکتفاء کرتے اور دینی [امو]ر میں دخل نہ دیتے تو تمام ہندوستان کے لوگ متفقہ طریقے پر ان کا ساتھ [د]یتے، لیکن ان کی دینی تجدید نے مسلمانوں کو ان سے علیحدہ کر دیا۔

اسی طرح کاش! یہ دینی جلسہ صرف دیندار علما و مشائخ اہل سنت کا ہوتا تو [یق]ینی بہت مفید ہوتا، اور ہندوستان کے تمام اہل سنت اس سے اتفاق کرتے، [مگر غ]ضب یہ کیا کہ اس کو ایک مذہبی جلسہ کی حیثیت سے ہٹا کر ایک میلہ کی شکل [بن]ا دی۔ چنانچہ اس جلسہ کے ایک معتبر و ثقہ شریک نے ان لفظوں میں اس کا نقشہ کھینچا ہے

شوال ۱۳۱۱ھ میں پہلا اجلاس ہوا۔ یہ اجلاس اپنی شان اور اجتماع میں خود [ا]پنی نظیر تھا، ایک شان یہ تھی کہ ہر فرقہ کے صنادید علما شریک جلسہ تھے علمائے حنفی کے

علاوہ اہل حدیث میں سے ابراہیم آروی مولوی محمد حسین بٹالوی شیعہ مجتہدین میں مولوی غلام الحسنین کنتوری شریک جلسہ تھے۔

اور ظاہر ہے کہ جب مختلف الخیال مختلف عقیدہ کے لوگ مدعو ہیں، اور ہر مذہب والا اپنے مذہب کو حق جانتا ہے تو یقیناً ہر ایک وہی بولی بولے گا، جس کا وہ معتقد ہے۔ ایسی صورت میں عام مسلمانان شرکائے جلسہ کو اس جلسہ سے فائدہ پہنچے گا یا سراسر نقصان ہی نقصان؟ چنانچہ پہلے ہی جلسہ میں مولوی غلام حسین کنتوری مجتہد روافض نے مولیٰ علی ﷺ کی خلافت بلافصل بیان کیا، اور یہ کہ نبی ﷺ نے خم غدیر پر ان کے عمامہ خلافت باندھا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز بھی تشریف فرما تھے۔ آپ نے حضرت الاسد الاسند الاشد الارشد حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی کو اشارہ سے بلایا اور فرمایا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اسی وقت وہ دونوں حضرات اٹھے اور حضرت استاذ العلما مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی کی خدمت میں پہونچے اور فرمایا کہ یہ کیسا جلسہ ہے اور کیا ہو رہا ہے؟ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ صبح سے میں بھی تو یہی جھینک رہا ہوں۔

چنانچہ ناظم ندوہ جناب مولانا محمد علی صاحب کو کہا گیا اور اس کی شناعت ظاہر کی۔ انھوں نے یہ عذر کیا کہ ہم نے تو پھیلایا ہے، سمیٹیں کیونکر؟ آئندہ سال سے اس کا خیال کیا جائیگا۔ روداد اول صفحہ ۶۴ ملاحظہ ہو۔ اسی بیان کے متعلق لکھا ہے:-

اس بیان سے حاضرین جلسہ کو فی الجملہ تکدر ہوا اور بعض اشخاص نے کچھ بولنا بھی چاہا۔ مگر چونکہ یہ بات قرار پاچکی تھی کہ مجلس میں کسی قسم کی ردوقدح نہ ہو اسی لیے خاموشی اختیار کی گئی۔

اس طرف تو یہ اخلاق اور اُدھر ان مجتہد صاحب نے رسالہ ''آئینہ حق نما'' میں چھاپ دیا کہ:-

ہم دوسو علما نے ندوہ کے مواجہہ میں خلافت بلافصل بیان کر آئے اور کسی نے کان نہ ہلایا۔

معلوم ہوا کہ یہ کوئی اضطراری بات نہ تھی کہ مجتہد صاحب کی زبان سے بے سوچے سمجھے نکل گئی۔ بلکہ جان بوجھ کر تبرا بکا، اور اس پر فخر کیا، اور اسے چھاپا۔ یہاں ادھر سے نہ صرف سکوت ہی رہا بلکہ ان کا شکریہ ادا کیا گیا، ان کی تعریف کی گئی۔ روداد اول ص ۶۳ پر ہے:-

مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ مولوی غلام حسین صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ ہمارے اس جلسہ میں تشریف لائے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ہماری اتحادی مجلس میں مستند علمائے شیعی شریک ہوئے۔

اور ہر سال اس کی شناعتیں بڑھتی گئیں۔ علمائے اہل سنت برابر اصلاح کی کوششیں کرتے رہے اور ادھر سے ہمیشہ وعدے کیے گئے مگر کبھی وہ وعدہ وفا نہ ہوا۔

اب میں چند عبارتیں اور اقوال ان سے نقل کرتا ہوں جو باعث اختلاف علمائے اہل سنت ہوا، اور علمائے ندوہ تے باوجود وعدہائے مکرر ان کی اصلاح نہ کی۔ ورنہ مسلمانوں کے لیے بہت ہی مفید جماعت ہوتی۔ مگر شیطان نے بیچ میں گھس کر ایسے اقوال ان سے کہلوائے، اور ایسی عبارتیں لکھوائیں، جس کی وجہ سے اختلافات بڑھتے گئے۔ اور یہ مفید جماعت دین ومذہب کے لیے مضر ہو کر رہی۔

(۱) مولوی غلام صاحب مجتہد کی منقولہ بالا عبارت

(۲) روداد اول ص ۶۱، ۶۲۔ (تقریر حقانی صاحب دہلوی)

ہندوستان میں تین قسم کے مسلمان ہیں۔ سنی، شیعہ، پھر سنیوں میں مقلد غیر مقلد افسوس ہے کہ سب کا ایک قرآن، ایک کعبہ، ایک نبی۔ وہ امور جو مرشد کامل سے قطعی الثبوت ہیں، عقائد سے لیکر عملیات تک ان سب میں سب کا اتفاق۔ (الی قولہ) پھر صاحبو! یہ جھگڑا اور تو تو میں میں کیسی؟ ذرا ذرا باتوں کو پہاڑ بنا کر کہاں تک نوبت پہنچائی گئی ہے۔

(۳) اسی میں ہے:-

اس سردار سے تم کو کیا فائدے پہنچیں گے؟ اول تو تمہارے مذہبی اختلافات دور ہو جائیں گے جو ہر ایک طبیعت کے مولوی صاحب سے دور ہونے ممکن نہیں۔

(۴) اسی حصہ میں ہے:-

اول برکت اس جلسہ کی یہ ہے کہ اس نے شیعہ اور سنی اور مقلدین اور اہل حدیث مختلف اذواق کے لوگوں کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ امید ہے کہ جیسے قوائے مختلفہ کے اکٹھا ہونے سے ایک کیفیت متشابہ پیدا ہو جاتی ہے، جس کو مزاج کہتے ہیں۔ ان طبائع مختلفہ کے اجتماع سے ایک دوسری حالت پیدا ہو، جو قریب قریب اعتدال حقیقی ہو جائے۔

(۵) اسی حصہ میں ص ۱۰۹ پر ہے۔ (تقریر مولوی عبداللہ انصاری):-

اس وقت لازم ہے کہ جملہ کلمہ گو و اہل قبلہ اپنے اپنے دعووں کو واپس لیں، اور آپس کے مباحثہ کو ترک کر کے اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

(۶) مضامین اربعہ روداد میں ہے۔ (رسالہ اتفاق مولوی آروی):-

اگر کسی کافر کو مسلمان کرتے ہیں، تو اس سے فقط کلمہ شہادت پڑھواتے ہیں، جہاں اس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا، سب نے اسے مسلمان جان لیا۔

) اسی میں ہے:-

مسلمانوں کا کوئی فرد ایسا ہے جو کلمہ شہادت کا اقرار نہیں کرتا؟ پھر اس کی ہتک ...ت کیوں کر حلال ہو سکتی ہے؟

۸) اسی حصہ روداد میں ہے:-

جب تم نے باوجود اس نسبت کے کہ وہ بلا اکراہ اللہ کو ایک اور محمد ﷺ کو رسول اللہ کہتا ... اس کی اہانت کی۔ تو اب جس قدر اہانت کی جاتی ہے، وہ اہانت اللہ کے نام اور رسول ... کی اہانت ہے۔

(۹) اسی میں ہے:-

ندوہ یہی چاہتا ہے کہ ہر فرقہ کے مسلمان اپنے اپنے مذہب پر دیانۃً قائم رہنے کے ...اتھ ملے جلے رہیں۔ ان میں مذہب چاہے ایک نہیں سو ہوں۔

(۱۰) اسی میں ہے:-

ہر وہ شخص جو بلا اکراہ اللہ و رسول کو مانتا ہے اور اسلام سے راضی ہے بے شک میرا ...لمان بھائی ہے۔ کسے باشد! ان میں جو اللہ و رسول سے جہاں تک محبت اور تقویٰ رکھتا ...ہے وہ اللہ کے نزدیک زیادہ رتبہ رکھتا ہے، کوئی مذہب والا مسلمان ہو۔

(۱۱) اسی میں ہے:-

ہر شخص اپنی سمجھ پر مکلف ہے، اور ہر امر میں حقیقۃ الحال خدا کے سوا کوئی نہیں جان ...تا، اور وہ شخص خدا اور رسول کی اطاعت دیانۃً اسی میں سمجھتا ہے، جس کو ہم خلاف حق خیال ...کرتے ہیں، تو ہمارا خلاف حق سمجھنا دوسرے کے حق میں کیا ضرر پہنچ سکتا ہے؟ اللہ کے ...معاملے نرالے معاملات نہیں۔ دنیاوی معاملات سے مذہبی معاملات کا مقابلہ کر کے بہت ...اچھی طرح سمجھے جا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے سیکڑوں فرقوں میں حق پر کون شخص ہے اور

ناحق پر کون؟ خدا کس سے راضی ہے، اور کس سے ناراض؟ حضرات! مقام غور ہے کہ برٹش گورنمنٹ کی رعایا کے ملت و مذہب میں کس قدر اختلافات ہیں۔ گورنمنٹ سب کو ا مطیع خیال کر کے ایک نظر سے دیکھتی ہے۔ تو بات یوں ٹھہری کہ جو اللہ و رسول کو بلا اکراہ مانتا ہے اور اپنی سمجھ میں اللہ و رسول کی اطاعت اپنے اوپر فرض جانتا ہے اور مذہبی کام جو کچھ بھی وہ کرتا ہے اس میں اللہ و رسول کی اطاعت و خوشنودی کا خیال کرتا ہے وہ یقیناً مسلمان ہے، کسے باشد! تو جیسے گورنمنٹ کے ہوا خواہ، وفادار رعایا کو باغی کہنا نہایت ہی سنگین جرم ہے، اسی طرح جو شخص مومن کو کافر کہتا ہے، خدا بھی اس کی سنگین سزا کرے گا۔ کسی کی ہوا خواہ وفادار رعایا کو باغی کہنا نہایت ہی سنگین جرم ہے۔ دیکھو تعزیرات ہند ص ۲۱۱۔

(۱۲) اسی میں ہے:-

مسلمانوں کے آپس میں محبت نہیں تو ایمان ندارد۔ اور ایمان رخصت تو جنت سے کیا سروکار!

(۱۳) اسی میں ہے:-

رسول اللہ ﷺ نے بغض و عناد کو جو اتفاق شکن چیز ہے، حالقہ فرمایا ہے، اور تصریح فرمادی ہے کہ بغض و عناد سروں کو نہیں مونڈتے، بلکہ دین کو مونڈ ڈالتے ہیں۔

(۱۴) حصہ مضامین نظم و نثر میں ہے:-

یہاں تو ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق پر اپنی تمام ہمت کو صرف کرنا زندگی کا اعلیٰ مقصد سمجھتے ہیں۔ اسلام میں یہ بلا، سب بلاؤں سے زیادہ سخت ہے۔

(۱۵) اسی میں ہے:-

اسلام ایک سچا مذہب ہے۔ اور اس کے اصول سب فرقوں میں یکساں مرتبہ رکھتے ہیں۔

(۱۶) حصہ مضامین ثلثہ میں ہے:-

میں بالخصوص اس رائے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو ۹۴ء کے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس ...س مجلس کی تائید میں پاس کی ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ نامور اہل الرائے مسلمانوں ...ب جلسہ ہے۔ جس جوش و ہمدردی کے ساتھ ندوۃ العلما کی تائید اس جلسہ میں کی گئی اس کی کیفیت سرخیوں پر چھاپی گئی ہے۔ یہ تجویز نواب محسن الملک نے پیش کی تھی، اور ...د صاحب نے اس کی تائید فرمائی تھی، جن کی نسبت یہ کہنا بالکل بے مبالغہ ہے کہ شل ...ل تربیت یافتہ عالی خیال مسلمان انگریزی تعلیم نے اس وقت تک ہندوستان میں پیدا ...ں لیا۔ [ملاحظہ ہو رسالہ صنوه فی وجوه اتباع الندوه فصل اول اور اس کا مفصل رد فصل دوم ...نفہ مولوی غلام احمد صاحب بجوادی]

(۱۷) روداد دوم ص ۱۰ میں ہے:-

حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ کے عقائد میں بھی اس حد کا اختلاف ہے کہ ایک کے ...ے کے مطابق دوسرے پر کفر کا الزام عائد ہوتا ہے۔ ان کے عقائد کے رو سے ان کی ...ی اسلامی شرکت بھی نہیں۔ اس لیے کہ ایک شیٔ حنفیہ کے یہاں فرض یا واجب اور ...یہ کے یہاں حرام یا مکروہ۔ اور فرض کو ممنوع یا حرام کو حلال جاننے والا کافر ہوتا ہے۔

(۱۸) روداد دوم ص ۹ (تقریر ناظم صاحب):-

مقلد غیر مقلد کا اختلاف ایسا ہے کہ جیسا حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ کا۔

(۱۹) روداد سوم میں ہے:-

دار العلوم کی تجویز پیش ہوئی۔ مولوی ابراہیم صاحب آروی نے اختلاف کیا اور وجہ ...ن کہ اس دار العلوم میں خصوصیت مذہب رکھنا مناسب نہیں۔ ناظم صاحب نے کہا اس ...یال رکھا جائے گا۔ باتفاق عام یہ تجویز پاس ہوئی۔

(۲۰) مضامین نظم ونثر میں ہے:-

(الف) ص۲۴ میں ہے:-

غیر مقلدین اتقیائے اہل سنت ہیں

(ب) صفحہ۲۳ میں ہے:-

ان کے اختلافات سراسر مفید ہیں۔

(ج) صفحہ۳۲ میں ہے:-

مذہب اسلام کے معین ومددگار ہیں۔ان سے بنائے اسلام قائم ہے۔ان سے اسلام کی اوق تحقیقات اور ذوق وعرفان الٰہی مرتب ہے۔

(۲۱) روداد دوم میں ہے:-

ایک محکمہ افتا قائم کیا جائے۔ جو شخص کسی قسم کا سوال ندوے سے کرے، اس ہ جواب دیا جائے۔

(ص۶۰) ....

بہت غیر مناسب ہے کہ نائبان پیغمبر کی مجلس ہو، اور لوگ کسی امر کی ہدایت چاہیں اور ان کی جانب قطع نظر بدنمائی اور بد دلی کے مواخذہ اخروی کا بھی خوف ہے۔(ص۶۲) انھیں جواب نہ ملے، یا دیر ہو جائے تو جو جی میں آئے اس پر عمل کرنے کا بہت بڑا حیلہ ہے۔یہ حالت عوام کو کس قدر مطلق العنانی کا باعث ہے، جو مسائل اس وقت باعث نزاع ہو رہے ہیں، ان کے جواب سے سکوت رہے۔(ص۶۳)

(۲۲) روداد اول صفحہ ۶۸ میں ہے۔(تقریر میر محمد شاہ رام پوری):-

شافعی، حنفی غیر مقلد بھی تم ہو گئے، تو خدا کے نزدیک تو کچھ رتبہ نہ بڑھ گیا۔اس کے نزدیک اس کی قدر ہے، جس کے دل میں ایک ذرہ محبت کا ہے۔چاہے شافعی ہو، چاہے حنفی، چاہے غیر مقلد۔

(۲۳) اتمام الحجہ صفحہ۱۵ میں ہے:-

ایک شخص تمام اصول دین کا مقر ہے، بعض میں خلاف کرتا ہے، ایسے مقام پر حب اللہ کا مقتضی بھی ہوگا کہ محبت اس سے غالب ہو اور بغض مغلوب۔

(۲۴) القول الفاصل ص۲، علمائے ندوہ کی حقیت کے وجوہات صفحہ۳ میں ہے:-

ابن ماجہ کے صفحہ ۲۹۶ میں ہے۔حضور ﷺ نے بقسم فرمایا: میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی، ایک جنتی ہوگا، باقی جہنمی۔لوگوں نے عرض کیا: حضرت! جنتی کون ہے؟ آپ نے فرمایا: جماعت۔یعنی جدھر مجمع زیادہ ہو____ جو ان حدیثوں پر غور کرے گا، ہرگز ندوہ کی مخالفت نہ کرے گا۔

(۲۵) اسی کے ص۵ میں ہے:-

قرآن کے ساتھ تمسک کی یہی صورت ہوگی کہ ندوہ کے ساتھ اتفاق کریں۔ورنہ جہنم ہی ٹھکانہ ہے۔فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وَمَنْ يَّتَّبِعْ غَيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۚ جو مسلمانوں کے طریق کے سوا کوئی دوسری سبیل چاہے تو اس کو ہم پھیر دیں گے جدھر وہ پھرا اور ڈال دیں گے اس کو جہنم میں۔

(۲۶) روداد اول ص۶۲ میں ہے۔(تقریر حقانی صاحب):-

یہ مجلس کافہ اسلام کے علما کی ہے۔سنی، شیعہ، مقلد، غیر مقلد سب مل کر سرانجام کریں۔

اس کے علاوہ مضامین اربعہ:

ص۱۲ ص۱۴ صفحہ۱۶ صفحہ۱۷ صفحہ۱۸ صفحہ۲۰ صفحہ۲۱ صفحہ۲۲ صفحہ۲۳ صفحہ۲۵ صفحہ۲۶ صفحہ۲۷ صفحہ۳۶ صفحہ۳۷ صفحہ۳۹ مضامین نظم ونثر صفحہ۲۳ صفحہ۲۴ صفحہ۲۵ صفحہ۲۸ صفحہ۳۲ صفحہ۳۸

صفحہ۴۶ صفحہ۴۷ صفحہ۸۵ صفحہ۹۰ صفحہ۹۱ صفحہ۹۲ صفحہ۹۳ روداد سال دوم صفحہ۸ صفحہ۱۰ صفحہ۶۰ صفحہ۶۱ وغیرہ۔

یہ مختصر نمونہ از خروارے ان کے اقوال شناعت اشتمال کے ہیں۔ جن کی وجہ سے دیندار علمائے اہل سنت ندوہ سے علیحدہ ہو گئے، اور علیحدہ رہے اور لوگوں کو تحریراً اور تقریراً اس کی شناعت پر مطلع کرتے اور علیحدہ رکھنے کی ہدایت کرتے رہے۔ جن میں اشہر مشاہیر

[۱] حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی

[۲] اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی

[۳] حضرت کنز الکرامت جبل الاستقامت الاسد الاسد الاشد الارشد مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی پیلی بھیت

[۴] حضرت والا درجت حافظ صحیح بخاری مولانا مولوی سید عبدالصمد صاحب نقوی سہوانی پھپھوند ضلع اٹاوہ

[۵] حضرت والا درجت شاہ امین احمد صاحب جناب حضور سجادہ نشین حضرت مخدوم الملک بہاری

[۶] حضرت استاذ مولانا مولوی ہدایت اللہ خان صاحب جونپوری رامپوری

[۷] مولانا سید شاہ نصیر الحق صاحب چشتی نظامی زیب سجادہ عظیم آباد

[۸] مولانا سید شاہ وحید الحق صاحب زیب سجادہ شیخ پورہ بہار شریف

[۹] حضرت مولانا شاہ شہود الحق صاحب نظامی چشتی سجادہ نشین سپری گڑھ پٹنہ

[۱۰] حضرت مولانا مطیع الرسول شاہ عبدالقادر صاحب قادری صاحبزادہ اعلیٰ حضرت تاج الفحول بدایونی۔

[۱۱] حضرت مولانا شاہ عبدالقیوم صاحب شہید فی سبیل اللہ بدایونی

[۱۲] حضرت مولانا ابوالوفاء سراج الدین شاہ سلامت اللہ صاحب اعظمی رامپوری

[۱۳] حضرت مولانا حافظ عنایت اللہ خان صاحب رامپوری

[۱۴] حضرت مولانا اعجاز حسین صاحب برادر مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب رامپوری

[۱۵] حضرت مولانا شاہ ارشد علی صاحب رامپوری

[۱۶] حضرت مولانا عبدالغفار خان صاحب رامپوری

[۱۷] حضرت مولانا شاہ ظہور الحسین صاحب رامپوری از تلامذہ حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب

[۱۸] حضرت مولانا سید شاہ محمد محسن صاحب صاحبزادہ مولانا حاج سید شاہ محمد اکبر صاحب ابوالعلائی زیب سجادہ داناپور

[۱۹] حضرت مولانا حاجی قاری شاہ محمد حامد رضا خان صاحب خلف اکبر اعلیٰ حضرت عالم اہل سنت فاضل بریلوی

[۲۰] حضرت مولانا احمد علی شاہ نقشبندی

[۲۱] حضرت مولانا محمد رمضان صاحب اکبرآبادی مدرس و واعظ جامع مسجد آگرہ

[۲۲] حضرت والا درجت جناب سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں مارہروی[۲۲]

حضرت مولانا سید اعظم شاہ صاحب شاہ جہاں پوری

[۲۳] حضرت مولانا شاہ عبدالکافی صاحب مدرس اول و مہتمم مدرسہ سبحانیہ الہ آبادی

[۲۴] حضرت استاذی وملاذی مولانا مولوی عبیداللہ صاحب پنجابی الہ آبادی

[۲۵] حضرت مولانا محمد بشیر صاحب اچھلی الہ آبادی

[۲۶] حضرت مولانا محمد بشیر صاحب جبل پوری

[۲۷] حضرت گرامی منزلت مولانا شاہ عبدالسلام صاحب قادری رضوی جبل پوری

[۲۸] حضرت مولانا عبدالواحد خان صاحب رامپوری بہاری مدرس وبانی مدرسہ فیض رسول، بہار شریف

[۲۹] حضرت مولانا سید شاہ کریم رضا صاحب تلمیذ اعلیٰ حضرت مولانا نقی علی خان صاحب بریلوی متوطن تیتھو شریف صاحب گنج گیا

[۳۰] حضرت مولانا سید شاہ بشارت کریم صاحب، صاحب گنج

[۳۱] حضرت مولانا عبداللطیف صاحب سورتی برادر حضرت محدث سورتی متوطن پیلی بھیت

[۳۲] جناب مولانا حکیم محمد خلیل الرحمن صاحب پیلی بھیتی

[۳۳] حضرت مولانا سراج الحق صاحب علی گڑھی

[۳۴] حضرت مولانا حافظ بخش صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ بدایوں

[۳۵] حضرت مولانا فضل المجید صاحب بدایونی

[۳۶] حضرت استاذی مولانا مولوی قاری حافظ حاجی حکیم محمد امیر اللہ

صاحب بریلوی مدرس مدرسہ خانقاہ اقدس مارہرہ شریف

[۳۷] جناب مولانا مولوی حکیم مومن سجاد صاحب کان پوری چشتی نظامی فخری

[۳۸] جناب مولانا مولوی حافظ عبدالمجید صاحب متوطن آنولہ ضلع بریلی (والد ماجد حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مفتی آگرہ)

[۳۹] جناب مولانا مسیح الدین صاحب الہ آبادی

[۴۰] جناب مولانا ابوطاہر نبی بخش صاحب بہاری

[۴۱] جناب مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب عاجز بھوساہوی

[۴۲] جناب مولانا امام الدین صاحب مدرس مدرسہ اٹالہ

[۴۳] جناب مولانا عبدالرحیم صاحب ہروی

[۴۴] جناب مولانا سید شاہ محمد سعید صاحب صاحبزادہ جناب حضور شاہ امین احمد صاحب بہاری

[۴۵] جناب مولانا سید شاہ محی الدین صاحب صاحبزادہ حضرت شاہ بدر الدین صاحب سجادہ نشین پھلواری شریف

[۴۶] حضرت والا درجت شاہ غلام حسین صاحب بہاری

[۴۷] حضرت مولانا درجت شاہ غلام مظفر صاحب بلخی سجادہ نشین خانقاہ رائے پور، فتوحہ

[۴۸] حضرت شاہ عزیز الدین صاحب قمری

[۴۹] حضرت شاہ امیر الدین صاحب رئیس موضع جڑہوہ

[۵۰] حامی دین متین گرامی جناب والا القاب قاضی غلام صدیق عبدالوحید

صاحب رئیس عظیم آباد بانی جلسہ اہل سنت ۱۳۱۸ھ پٹنہ

[۵۱] حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب حسنؔ برادر اوسط اعلیٰ حضرت امام اہل سنت بریلوی

[۵۲] حضرت مولانا محمد رضا خان صاحب ننھے میاں برادر خرد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت بریلوی

[۵۳] والا جناب معلی القاب مولانا مولوی حافظ حکیم شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی

[۵۴] جناب مولانا مولوی حکیم عظمت حسین صاحب

[۵۵] جناب حقائق دستگاہ احمد میاں صاحب خلف الرشید جناب مولانا مولوی شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی

[۵۶] جناب مولانا مولوی حبیب علی صاحب علوی مقیم اٹاوہ

[۵۷] جناب مولانا مولوی ابو الافضال فضل حق صاحب مدرس مدرسہ عالیہ، رامپور

[۵۸] حضرت مولانا مولوی حافظ سید محمد عبد الکریم قادری برکاتی بریلوی

[۵۹] جناب مولانا مولوی منصور علی خان صاحب مرادآبادی مصنف فتح المعین مدرس مدرسہ طیبہ حیدر آباد

[۶۰] جناب مولانا مولوی مفتی سید عبد الفتاح صاحب حسینی گلشن آبادی ساکن ناسک درگاہ محلہ

[۶۱] جناب مولوی محمد اظہر امام صاحب رضوی مشہدی قادری ابو العلائی بہار شریف

[۶۲] جناب مولوی غلام غوث صاحب غوثی عباسی گوالیاری

[۶۳] جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب حنفی قادری، پٹنہ

[۶۴] جناب مولوی سید شاہ احمد حسین صاحب حنفی رئیس موضع قادری جڑہوہ مظفر پور

[۶۵] جناب مولوی ابو الاسلام محمد اسحٰق صاحب خلف جناب مولانا مولوی حکیم حافظ محمد اسحٰق صاحب حنفی چشتی صابری محلہ دونڈی بازار پٹنہ

[۶۶] جناب مولوی حکیم حافظ محمد اسحاق صاحب حنفی چشتی صابری محلہ دونڈی بازار، پٹنہ

[۶۷] جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب انگریز آبادی پٹنہ

[۶۸] جناب مولوی سید امام الدین احمد صاحب نقوی عسکری متوطن ناسک

[۶۹] جناب مولانا سید امین الدین عماد الدین صاحب ابو العباس حسینی رفاعی ممبئی

[۷۰] جناب مولوی سید حبیب صاحب نائب قاضی ناسک

[۷۱] جناب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب مصنف رسالہ صفات الاولیاء برہان پور

[۷۲] جناب مولوی محمد خلیل الرحمٰن صاحب، پشاور

[۷۳] جناب مولوی رئیس الدین صاحب بمبئی ماہی، رامپور

[۷۴] جناب شیخ صدر الدین محمد علی اختر صاحب صدیقی حنفی وکیل مجلس اہل سنت متوطن بہار شریف، کلکتہ

[۷۵] جناب مولانا مولوی سید عبد العزیز صاحب منطقی چشتی صابری

أنبیٹھوی تلمیذ رشید حضرت مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادی رامپور

[۷۶] جناب مولوی حکیم عبدالعلی صاحب چشتی صابری حنفی، پٹنہ

[۷۷] جناب مولانا مولوی قاضی محمد معین الدین صاحب کیفی قادری میرٹھی مصنف اسعاد الفضلاء لسلب الحاد الجہلاء

[۷۸] جناب مولانا مولوی محمد ارشاد حسین صاحب دہلوی مصنف اظہار مکائد ندوہ

[۷۹] حضرت والا درجت مولانا الامجد ذی الفضل المفرد مولانا مولوی محمد نذیر احمد خان صاحب اعلیٰ مدرس مدرسہ طیبہ احمد آباد گجرات مصنف رسالہ النذیر الاحمد لسن خطا والحد والنذیر المبین للندویین

[۸۰] جناب مولانا مولوی شاہ محمد ابراہیم صاحب حنفی قادری ملتانی مدراسی مقیم حیدرآباد، دکن

[۸۱] جناب مولوی محمد حسین صاحب قادری رضوی بریلوی صاحب تقریرات ثلثہ

[۸۲] جناب مولانا مولوی حکیم سید شاہ ابوسعید صاحب شمس العلما ایرانی

[۸۳] جناب مولانا مولوی سید محمد نذیر الحسن ایرانی مصنف رسالہ آہ مظلوم

[۸۴] جناب مولانا مولوی حافظ محمد صدیق علی صاحب خلف الرشید جناب مولانا مولوی لائق علی صاحب محلہ گڑھیا، بریلی

[۸۵] حضرت عبداللہ بن محمد حموی بغدادی نزیل بمبئی

[۸۶] جناب مولوی عبداللہ ولد محمد اشرف صاحب احمد آباد، گجرات

[۸۷] جناب مولوی حکیم عبداللہ صاحب قادری حنفی، کلکتہ

[۸۸] جناب مولوی سید عظمت علی صاحب واعظ سکندرپور ضلع فرخ آباد

[۸۹] جناب مولوی ابوسعید محمد علیم اللہ صاحب، احمد آباد

[۹۰] جناب مولوی عنایت العلی صاحب خلف مولوی کرامت العلی صاحب محدث حیدرآباد

[۹۱] جناب مولوی سید غیاث الدین صاحب قاضی شہر ناسک

[۹۲] جناب مولوی غیاث الدین صاحب صدیقی حنفی، بہار شریف

[۹۳] جناب مولوی فضل احمد صاحب بدایونی

[۹۴] جناب مولوی فقیر محمد صاحب حنفی قادری پشاوری حیدرآباد دکن

[۹۵] جناب مولانا مولوی سید لطف علی شاہ صاحب صاحبزادہ چشت مبارک وخلیفہ مولانا فضل رحمن صاحب

[۹۶] جناب مولوی سید بادشاہ صاحب قادری ملتانی حیدرآباد دکن

[۹۷] جناب مولوی سید محمد سعید صاحب تلمیذ التلمیذ جناب مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی الہ آبادی

[۹۸] جناب مولوی محمد طاہر صاحب بمبئی

[۹۹] جناب مولوی سید شاہ محمد علی صاحب قادری مصنف جواہر الحقائق وجواہر الملوک، حیدرآباد دکن

[۱۰۰] جناب مولوی محی الدین بادشاہ صاحب ملتانی حیدرآباد

[۱۰۱] جناب مولوی ناظر حسن صاحب متوطن دیوبند

[۱۰۲] جناب مولوی خواجہ عبداللہ صاحب دہلوی

[۱۰۳] جناب مولوی عبدالقدیر صاحب حنفی نقشبندی حیدرآبادی

[۱۰۴] حضرت مولانا ابوالمحمود احمد اشرف صاحب کچھوچھا شریف

[۱۰۵] جناب مولوی محبوب نواز الدولہ صاحب مفتی اول دارالقضاء حیدرآباد

[۱۰۶] جناب مولوی ضیاء الدین صاحب مفتی دوم حیدرآباد

[۱۰۷] جناب مولوی محمد عبدالغنی صاحب مرشدآبادی

[۱۰۸] جناب محمد نورالحسن صاحب حیدرآبادی

[۱۰۹] جناب مولانا قاضی شریف محمد صالح ابن المرحوم قاضی شریف عبداللطیف صاحب لونڈے، بمبئی

[۱۱۰] جناب مولانا قاضی شیخ محمد مرگھے صاحب قاضی شہر بمبئی

[۱۱۱] جناب مولانا قاضی محمد اسمٰعیل صاحب المہری، بمبئی

[۱۱۲] جناب مولانا مولوی قاضی اسمٰعیل جلمائی شافعی، بمبئی

[۱۱۳] جناب مولانا مولوی عبیداللہ صاحب استاذ مدرسہ جامع مسجد بمبئی

[۱۱۴] جناب مولانا مولوی گل محمد صاحب مدرس مسجد جامع علی گڑھ

[۱۱۵] جناب مولانا مولوی غلام محمد صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور

[۱۱۶] جناب مولانا مولوی مفتی محمد عبداللہ صاحب لاہوری

[۱۱۷] جناب مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری

[۱۱۸] جناب مولانا مولوی محمد عادل صاحب کان پوری

[۱۱۹] استاذی و ملاذی جناب مولانا حافظ شاہ احمد حسن صاحب صدر مدرس مدرسہ دارالعلوم مسجد رنگیاں کان پور محشی مثنوی شریف

[۱۲۰] جناب مولانا سید غلام حسین صاحب واعظ بمبئی متوطن جوناگڑھ

[۱۲۱] جناب مولانا مولوی عبدالغفور صاحب مدرس و واعظ بمبئی

[۱۲۲] جناب مولانا مولوی حسن ابن نور محمد صاحب

[۱۲۳] جناب مولانا مولوی سید عمر صاحب قادری حنبلی حیدرآبادی

[۱۲۴] جناب مولانا مولوی غلام محمد برہان الدین صاحب مفتی سابق گلبرگہ شریف متوطن حیدرآباد

[۱۲۵] جناب مولانا سید شاہ محبوب بادشاہ قادری

[۱۲۶] جناب مولانا شاہ ملک محمود صاحب قادری

[۱۲۷] جناب مولانا محمد حماد صاحب قادری

[۱۲۸] جناب مولانا سید حبیب ابن سید صادق انعام دار نائب قاضی متوطن گلشن آباد

[۱۲۹] حضرت مولانا سید نظام الدین ابن محمد نذر علی پیرزادہ ناسک حسنی قادری حنفی گلشن آبادی

[۱۳۰] جناب مولوی عبدالکریم ولد عبدالغنی صاحب احمدآباد گجرات دکن

[۱۳۱] جناب مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب دہلوی

[۱۳۲] جناب مولانا مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی واعظ و مدرس مدرسہ دہلی

[۱۳۳] جناب مولانا ابوسعید محمد علیم اللہ صاحب دہلوی

[۱۳۴] جناب مولانا مولوی فوز احمد صاحب کابلی مدرسہ علی گڑھ

[۱۳۵] جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کیتھلی مدرسہ اسلامیہ علی گڑھ

[۱۳۶] جناب مولانا مولوی سلطان احمد خان صاحب قادری نوری

[۱۳۷] جناب مولانا مولوی حکیم خلیل اللہ خان صاحب بریلوی رام پوری

[۱۳۸] عالی جناب حضرت مولانا سید شاہ محمد غوث صاحب سجادہ نشین
جناب شاہ فضل غوث صاحب ساقی بریلوی

[۱۳۹] جناب مولانا مولوی محمد حبیب اللہ خان صاحب ولد مولانا
مولوی عنایت اللہ خان صاحب رامپوری

[۱۴۰] جناب مولانا مولوی معز اللہ خان صاحب ولد عباد اللہ خان صاحب

[۱۴۱] جناب مولانا مولوی محمد مبارک اللہ خان صاحب

[۱۴۲] جناب مولانا مولوی ابوالفضل صاحب مرادآبادی

[۱۴۳] جناب مولانا مولوی محمد ہدایت علی صاحب بریلوی

[۱۴۴] جناب مولانا مولوی حکیم احمد حسن خاں صاحب

[۱۴۵] جناب مولانا مولوی محمد قاسم علی صاحب مرادآبادی

[۱۴۶] جناب مولانا مولوی محمد دائم علی صاحب مرادآبادی

[۱۴۷] جناب مولانا مولوی محمود حسن صاحب سہسوانی مدرس مدرسہ
اسلامیہ مرادآباد

[۱۴۸] جناب مولانا مولوی محمد حسن صاحب نواب پوری

[۱۴۹] جناب مولانا مولوی مرزا جان صاحب ولایتی

[۱۵۰] جناب مولانا مولوی محمد حسن صاحب مرادآبادی مدرس
مدرسہ گلاؤٹھی ضلع بلند شہر

[۱۵۱] جناب مولانا مولوی مقصود علی صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ

تلہر ضلع شاہ جہاں پور

[۱۵۲] جناب مولانا مولوی سید حسین صاحب سند یافتہ کالج یونیورسٹی لاہور

[۱۵۳] جناب مولانا مولوی ریاست علی خان صاحب شاہ جہاں پوری

[۱۵۴] جناب مولانا مولوی سید نور محمد صاحب دہلوی

[۱۵۵] جناب مولانا مولوی امین الدین صاحب حنفی مذہبا چشتی مشربا
زاہدی نسبا بہاری توطنا

[۱۵۶] جناب مولانا مولوی محمد وحید الدین صاحب

[۱۵۷] جناب مولانا مولوی سید تفضل حسین صاحب حسنی ابوالعلائی

[۱۵۸] جناب مولانا مولوی فتح الدین صاحب پنجابی مدرس صدر مجلس
اہل سنت پٹنہ

[۱۵۹] جناب مولانا مولوی امیر علی صاحب نائب صدر اہل سنت پٹنہ

[۱۶۰] جناب مولانا مولوی قاضی محمد وزیر الدین ابن مولوی عبدالغنی
صاحب محدث نبیرہ حضرت شاہ رمضان صاحب ساکن مہیم
قریب دہلی

[۱۶۱] جناب مولانا مولوی سید محمد ہادی صاحب قادری ناپاروی

[۱۶۲] حضرت والا درجت گرامی منزلت سیدی ومرشدی جناب مولانا
مولوی سید ابوالحسین احمد نوری عرف میاں صاحب سجادہ نشین
درگاہ کلاں مارہرہ شریف

[۱۶۳] جناب مولانا مولوی عبدالرسول محب احمد صاحب قادری بدایونی

[۱۶۴] جناب والا القاب سید حسین حیدر صاحب قادری مارہروی

[١٦٥] حضرت والا جناب شمس العلما مولانا مولوی محمد نعیم صاحب لکھنوی

[١٦٦] حضرت والا جناب مولانا عبد الوہاب صاحب لکھنوی

[١٦٧] حضرت والا درجت عالی جناب مولانا شاہ التفات احمد صاحب سجادہ نشین ردولی شریف

[١٦٨] جناب مولانا مولوی ابوالعلم محمد اعلم صاحب نبیرہ جناب شمس العلما مولوی محمد نعیم صاحب لکھنوی

[١٦٩] جناب مولانا مولوی ابوالسلم محمد اسلم صاحب نبیرہ شمس العلما ممدوح

[١٧٠] جناب مولانا مولوی ابوالحامد عبد الحمید صاحب ابن اکمل الفضلا مولانا مولوی ابوالحیا محمد عبد الحلیم صاحب فرنگی محلی برادر زادہ حضرت شمس العلما موصوف

[١٧١] جناب والا القاب مولانا مولوی ابوالغنا محمد عبد المجید صاحب برادر زادہ شمس العلما موصوف

[١٧٢] جناب مولانا مولوی قیام الدین محمد عبد الباری صاحب لکھنوی

[١٧٣] جناب مولانا مولوی محمد عبد الہادی صاحب ابن مولانا علی محمد صاحب انصاری

[١٧٤] حضرت مولانا شاہ محمد کرم رحمٰن صاحب سجادہ نشین درگاہ قطب العارفین حضرت مخدوم شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ

[١٧٥] جناب مولانا مولوی محمد عبد الغنی صاحب قادری ردولوی الانصاری

[١٧٦] جناب مولانا مولوی فیض الحسن صاحب کاندھلوی صدیقی حنفی قدوسی صابری قادری برکاتی

[١٧٧] جناب مولانا مولوی سید شاہ فصاحت عالم صاحب پچرو کھوی رجہتی بہاری برادر کلاں محبی جناب مولانا مولوی سید احمد عالم صاحب قادری برکاتی رضوی

[١٧٨] جناب مولانا مولوی سید شاہ تبارک حسین صاحب اجہری خسر مولانا شاہ محی الدین صاحب سجادہ نشین پھلواری

[١٧٩] جناب مولانا مولوی سید جعفر حسن صاحب بیتھوی تلمیذ جناب مولانا رضا کریم صاحب

[١٨٠] جناب مولانا مولوی فدا محمد صاحب سلروی تلمیذ جناب مولانا بشارت کریم صاحب

[١٨١] جناب مولانا مولوی محمد ضمیر الدین صاحب پٹھانوی صاحب گنجی

[١٨٢] جناب مولانا مولوی محمد عبد الرحمٰن صاحب سلروی تلمیذ جناب مولانا ہدایت اللہ خان صاحب رام پوری

[١٨٣] جناب مولانا مولوی حکیم ریاض الدین صاحب فردہ چکی تلمیذ جناب مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی

[١٨٤] جناب مولانا مولوی محمد عبد القیوم صاحب سلروی تلمیذ جناب مولانا سید کریم رضا صاحب بیتھوی

[١٨٥] جناب مولانا مولوی عبد القادر صاحب گنجی

[١٨٦] جناب مولانا مولوی نذیر الحسن صاحب نزیل کلکتہ

[١٨٧] جناب مولانا مولوی الٰہی بخش صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ بارک پور کلکتہ

[۱۸۸] جناب مولانا مولوی قیوم الدین احمد صاحب شاگرد جناب مولانا ولایت حسین صاحب کلکتہ

[۱۸۹] جناب والا القاب حضرت مولانا مولوی شاہ عبید اللہ صاحب حسنی الحسینی بغدادی نزیل کلکتہ

[۱۹۰] جناب مولانا مولوی حافظ حاجی محمد حاتم علی صاحب تلمیذ رشید جناب مولانا احمد علی صاحب محدث سہان پوری

[۱۹۱] جناب مولانا مولوی عبد الجلیل صاحب خلف و شاگرد حضرت مولانا حاج محمد عبد القادر صاحب کلکتہ

[۱۹۲] جناب مولانا مولوی محمود ابن صبغۃ اللہ مدراسی

[۱۹۳] جناب مولانا مولوی عبید اللہ صاحب مفتی و قاضی اہل سنت مدارس

[۱۹۴] حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد عبد القدوس صاحب قادری خطیب و امام جامع مسجد معسکر بنگلور

[۱۹۵] جناب مولانا مولوی سید شاہ محمد عبد الغفار صاحب قادری حنفی مدرس مدرسہ عربیہ جامع العلوم معسکر بنگلور

[۱۹۶] جناب مولانا مولوی سید محی الدین ابن حکیم قدیم صدر مدرس مدرسہ قدوسیہ جامع العلوم بنگلور

[۱۹۷] جناب مولانا مولوی سید عبد الباسط صاحب مدرس مدرسہ قدوسیہ جامع العلوم بنگلور

[۱۹۸] جناب مولانا مولوی سید جمال الدین قادری صاحب

[۱۹۹] جناب مولانا مولوی سید جمال الدین حسینی صاحب

[۲۰۰] جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب شاہ نوری مدرس مدرسہ نظامیہ چنیا بازار حیدر آباد دکن

[۲۰۱] جناب مولانا مولوی محمد ارشاد حسین صاحب دہلوی مصنف رسالہ جزاء العیون لامالی الغبون

[۲۰۲] جناب مولانا مولوی حاجی عبد الرزاق صاحب مکی حیدر آبادی مصنف رسالہ فتاوی السنہ لالجام الفتنہ (۱۳۱۴)

[۲۰۳] جناب مولانا مولوی سید احمد علی صاحب حسنی حسینی حیدر آبادی مصنف رسالہ رغم الجملہ (۱۳۱۴)

[۲۰۴] جناب مولانا مولوی حافظ یقین الدین صاحب بریلوی مصنف رسالہ غزوہ لہدم سماك الندوہ (۱۳۱۴)

[۲۰۵] جناب مولانا مولوی محمد عبد الحی صاحب مصنف رسالہ 'سرگزشت و ماجرائے ندوہ' (۱۳۱۳)

[۲۰۶] جناب مولانا مولوی سید اخلاص حسین صاحب چشتی نظامی سہوانی مصنف رسالہ 'حادثۂ جانکاہ مفتی لطف اللہ' (۱۳۱۳)

[۲۰۷] جناب مولانا مولوی سید ابو سعید صاحب فتح پوری مصنف رسالہ قطع الحجة

[۲۰۸] جناب مولانا مولوی ضیاء الدین خان صاحب بریلوی مصنف رسالہ 'مزق شرارات ندوہ'

[۲۰۹] جناب مولانا ارشاد حسین صاحب ہدایت دہلوی مصنف رسالہ 'اظہار مکائد اہل ندوہ'

[۲۱۰] جناب مولانا مولوی حکیم محمد یوسف حسن صاحب قادری عظیم آبادی مصنف رسالہ فاہ الکونین باتباع اهالی الحرمین

[۲۱۱] جناب مولانا مولوی سید محمود علی صاحب عاشق بریلوی مالک وایڈیٹر اخبار 'روز افزوں' ورسالہ 'سوالات علما وجوابات ندوۃ العلما'

[۲۱۲] جناب مولانا مولوی غلام شبر صاحب صدیقی حنفی قادری رئیس بلند شہر مصنف رسالہ 'طلسم کشائے فرندوہ'

[۲۱۳] حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد ابراہیم صاحب قادری برکاتی صاحب زادہ سرکار مارہرہ مطہرہ

[۲۱۴] جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب سبل پوری

[۲۱۵] جناب مولانا مولوی ابوالحسن صاحب جوہر میرٹھی قادری فضل رحمانی

[۲۱۶] جناب مولانا مولوی لطف اللہ صاحب پشاوری

[۲۱۷] جناب مولوی محمد احمد صاحب سابق دوستدار ندوہ جالندھری

[۲۱۸] جناب مولوی شیخ احمد بخش صاحب

[۲۱۹] جناب مولوی امیر احمد صاحب رئیس

[۲۲۰] جناب مولوی محمد حسین صاحب اتر شنبہ بزادہ

[۲۲۱] جناب مولانا مولوی محمد ادریس صاحب نگرامی

[۲۲۲] جناب مولانا مولوی محمد اسحاق صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

[۲۲۳] جناب مولوی سید شاہ آل حسن صاحب رئیس نوآبادہ

[۲۲۴] حضرت والا درجت جناب مولانا مولوی سید شاہ بدرالدین صاحب جعفری زینبی زیب سجادہ پھلواری شریف

[۲۲۵] جناب مولوی برکت اللہ خان صاحب جام بھیڑی

[۲۲۶] جناب مولوی برکت اللہ شیر خان صاحب میرٹھ

[۲۲۷] جناب مولوی ثناء اللہ صاحب ڈپٹی پنشن یافتہ

[۲۲۸] جناب مولوی سید شاہ حبیب الرحمن صاحب عرف شاہ مبارک حسین صاحب رئیس اعظم عظیم آباد پٹنہ

[۲۲۹] حضرت والا درجت جناب صوفی باصفا مولانا مولوی محمد حفیظ الدین صاحب حنفی صدر مدرس مدرسہ عالیہ خانقاہ سہسرام سجادہ نشین خانقاہ منعمیہ عشقیہ لطیفیہ رحمان پور ضلع، پورنیہ

[۲۳۰] جناب مولانا مولوی حافظ رحیم اللہ صاحب مدرس مسجد جامع آگرہ

[۲۳۱] جناب مولانا مولوی رضی احمد صاحب وارد رام پور

[۲۳۲] جناب مولوی نواب سید سردار علی خان صاحب بہادر ابن نواب سید سردار دلبر الملک بہادر سکندرآبادی

[۲۳۳] جناب سید سرفراز علی خان صاحب فرزند اکبر نواب سید دلبر الملک مرحوم

[۲۳۴] جناب مولوی ڈاکٹر شرف الدین صاحب محمود آبادی

[۲۳۵] جناب مولانا مولوی شاہ محمد شریف خان صاحب افغانی نزیل مزار جناب مجدد الف ثانی

[۲۳۶] حضرت والا درجت گرامی منزلت شاہ محمد شفیع صاحب ناصر چشتی صابری رام پوری سہارنپوری مسکنا بریلوی مدفنا

[۲۳۷] جناب مولوی سید شفیع احمد صاحب سہوانی

[۲۳۸] جناب مولوی سید شمس الدین علی خان خاور حسنی حسینی قادری ڈپٹی کمشنر صوبہ برار

[۲۳۹] جناب مولوی حافظ شوکت علی صاحب رئیس پیلی بھیت

[۲۴۰] جناب مولوی حکیم محمد صادق صاحب ابن مولوی عبد القادر صاحب صاحب گنجی

[۲۴۱] جناب مولوی صدر الدین صاحب محمد قمر علی اختر صدیقی نعمانی صاحب

[۲۴۲] جناب مولوی سید شاہ صوفی جان صاحب صابری میرٹھی

[۲۴۳] جناب مولانا مولوی عبد الحق صاحب مدرس مدرسہ علی آباد ضلع بارہ بنکی

[۲۴۴] جناب حامی دین متین مولانا مولوی محمد عبد الحمید صاحب پانی پتی امام جامع مسجد بٹیا بنارس

[۲۴۵] جناب مولانا مولوی عبد الرحمٰن صاحب حبشانی شافعی بناری

[۲۴۶] حضرت حامی دین وملت جناب مولانا عبد السمیع صاحب مصنف ''انوار ساطعہ''

[۲۴۷] جناب مولانا مولوی سید شاہ محمد عبد القادر صاحب فردوسی بہاری

[۲۴۸] جناب مولانا مولوی محمد عبد القیوم صاحب صاحب گنجی

[۲۴۹] جناب مولوی حکیم ابو العلاء محمد عبد اللہ صاحب گورکھپوری

[۲۵۰] جناب مولانا مولوی عبد اللہ صاحب قادری جونپوری

[۲۵۱] حضرت والا درجت مولانا حاجی شاہ محمد اکبر صاحب ابو العلائی سجادہ نشین خانقاہ دانا پور

[۲۵۲] جناب مولانا مولوی حکیم ابو سعید محمد عبد المجید خان صاحب خلف الصدق جناب حکیم محمد محمود خان صاحب دہلوی

[۲۵۳] جناب مولوی غیاث الدین صاحب صدیقی حنفی برادر معظم جناب وکیل اہل سنت پٹنہ

[۲۵۴] جناب مولوی حافظ سلامت اللہ صاحب صدیقی حنفی رئیس پٹنہ

[۲۵۵] جناب مولوی سید شاہ معین الدین عرف سید شاہ محمد جلال صاحب حنفی مجددی رحمانی

[۲۵۶] جناب مولوی سید شاہ لطف الرحمٰن صاحب حنفی مجددی رحمانی

[۲۵۷] جناب مولانا مولوی حافظ وقاری صوفی عین الہدیٰ صاحب قادری بناری

[۲۵۸] جناب مولانا مولوی لطف الرحمٰن صاحب بردوانی مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ ارشد تلامذہ جناب مولانا مولوی ہدایت اللہ خان صاحب جون پوری

[۲۵۹] جناب مولانا مولوی محمد عتیق احمد صاحب نائب دبیر انجمن اسلامیہ پیلی بھیت

[۲۶۰] حامی دین متین جناب مولانا مولوی عمر الدین صاحب ہزاروی مدرس مدرسہ بمبئی

[۲۶۱] جناب مولوی غلام اولیا صاحب دہلوی

[۲۶۲] جناب مولوی غیاث الدین صاحب مخدوم پوری

[۲۶۳] جناب مولوی محمد فرید الدین احمد صاحب رئیس ردولی شریف

[۲۶۴] حضرت مولانا شاہ ظہور الحسین صاحب رام پوری تلمیذ حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب۔

[۲۶۵] جناب مولوی ابوالحسن محمد قطب الدین صاحب واعظ رد نصاریٰ علی گڑھی

[۲۶۶] جناب مولوی کریم اللہ صاحب، رام پور

[۲۶۷] جناب مولوی حافظ کریم بخش صاحب قادری شاگرد مفتی لطف اللہ صاحب.

[۲۶۸] جناب مولانا مولوی سید محمد حسنین صاحب مدرس اوجھیانوی

[۲۶۹] جناب مولوی محمد حسین خان صاحب وکیل حیدر آباد، دکن

[۲۷۰] جناب مولانا مولوی سید محمد رضا صاحب سندیلوی پوت داماد حضرت مولانا فضل رحمن صاحب گنج مرادآبادی

[۲۷۱] جناب نواب مولوی محمد علی خان صاحب بہادر القادری الحنبلی المخلص صاحب زادہ ریاست، رامپور

[۲۷۲] جناب مولوی شاہ محمد مختار احمد صاحب احمدی ردولوی

[۲۷۳] جناب مولوی حکیم محمد میاں صاحب خلف مولانا مولوی عبد السمیع صاحب

[۲۷۴] جناب مولوی مظاہر حسن صاحب صاحب گنجی

[۲۷۵] جناب مولوی مظہر حسین صاحب سنبھلی

[۲۷۶] جناب مولوی مظہر الحق صاحب ردولوی نائب ریاست عثمان پور

مصنف مظہر حق

[۲۷۷] جناب مولوی ممتاز الحق صاحب حنفی صدیقی رئیس اعظم جڑہوہ

[۲۷۸] جناب ممتاز الفقہاء قاضی مولوی محمد ممتاز حسین صاحب ممتاز پیلی بھیتی

[۲۷۹] جناب مولوی سید نور الحسین صاحب رئیس محلہ میدان فصاحت پٹنہ

[۲۸۰] جناب مولوی ولایت علی صاحب، دربھنگہ

[۲۸۱] جناب مولوی حکیم محمد یوسف صاحب حنفی سربہدوی

[۲۸۲] جناب مولانا مولوی محمد عظیم صاحب مدرس مدرسہ مغلپورہ پٹنہ

[۲۸۳] جناب مولانا مولوی سید شاہ محمد حسین صاحب حنفی قادری سجادہ نشین درگاہ مامون بھانجا حاجی پور

[۲۸۴] جناب مولانا قاضی نور جمال صاحب سواتی مقیم مدرسہ اسلامیہ، علی گڑھ

[۲۸۵] جناب مولوی سید آل احمد صاحب قادری برکاتی مجیدی ملوک پور

[۲۸۶] جناب مولوی سید شاہ آل رسول صاحب عرف سید نذیر احمد صاحب ملقب بہ محبوب علی حسین المشتہر رنگیلے میاں قادری چشتی نظامی زنبیل شاہی بریلوی

[۲۸۷] جناب مولوی محمد احسن خان صاحب شہر کہنہ بریلی

[۲۸۸] جناب مولوی احمد حسن صاحب عرف منجھلے میاں خواجہ قطب بریلی

[۲۸۹] والاحضرت حامی سنت ناصر ملت جناب سید احمد شاہ صاحب از اجلہ سادات کرام بریلی

[۲۹۰] جناب مولوی سید اظہر حسن صاحب وکیل پیلی بھیت
[۲۹۱] جناب مولوی اعظم علی صاحب وکیل بدایوں
[۲۹۲] جناب مولوی محمد حکیم اکرام الدین صاحب رئیس بریلی
[۲۹۳] جناب مولوی التفات حسین صاحب وکیل بدایوں
[۲۹۴] جناب مولوی امتیاز احمد صاحب تاثیر مالک مطبع نسیم سحر بدایوں
[۲۹۵] جناب مولوی امیر احمد صاحب از سادات کرام بخارا شریف بریلی
[۲۹۶] جناب مولوی حامد بخش صاحب رئیس بدایوں
[۲۹۷] جناب مولوی ملا حسن صاحب پشاوری
[۲۹۸] جناب مولوی حشمت اللہ خان صاحب قادری برکاتی ارسولی شاہ جہاں پوری
[۲۹۹] جناب مولوی رضی الدین صاحب، بدایوں
[۳۰۰] جناب مولوی سید مولوی سید محمد سعید صاحب شیر کوٹ، بجنور
[۳۰۱] جناب مولوی عبدالحق صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ جامع مسجد پیلی بھیت
[۳۰۲] جناب مولوی عبدالنعیم خاں صاحب واعظ رائے بریلی
[۳۰۳] جناب مولانا مولوی علی احمد صاحب علی تلمیذ رشید جناب مولانا مفتی عنایت احمد مصنف 'تواریخ حبیب الٰہ' 'علم الصیغہ'
[۳۰۴] عالی جناب شاہ محمد فخر عالم صاحب قادری برکاتی از اجل خلفائے اعلیٰ حضرت جناب میاں صاحب مارہروی
[۳۰۵] حضرت مولوی سید فضل رسول عرف فضل علی شاہ قادری چشتی

نظامی زنبیل شاہی بریلی
[۳۰۶] جناب مولوی سید محمد شاہ صاحب سید قادری برکاتی بوالحسینی امروہہ
[۳۰۷] جناب مولوی سید محمود جان صاحب قادری برکاتی بوالحسینی گروھی بریلی
[۳۰۸] جناب مولوی سید نظیر الحسین صاحب انبیٹھوی، جے پور
[۳۰۹] جناب مولوی حکیم نور علی خان صاحب ساکن گورگاوں مدرسہ طبیہ دہلی
[۳۱۰] جناب مولوی ابوالفضل صاحب، مرادآباد
[۳۱۱] جناب مولوی سید امیر الدین احمد صاحب رفیعی قادری نقشبندی الہ آبادی
[۳۱۲] جناب مولوی حافظ شاہ سراج الحق محمد عمر صاحب قادری برکاتی زیب سجادہ عزیزیہ دہلی
[۳۱۳] حضرت والا درجت گرامی منزلت حاجی محمد شیر صاحب شیخ وقت پیلی بھیت۔

معزز ناظرین کرام! یہ تین سو تیرہ اسمائے گرامی بقدر تعداد وشمار اصحاب بدر اس وقت پیش کیے گئے، جو مشتے نمونہ از خروارے دیکھے از ہزارے ہیں۔ ورنہ حق یہ ہے کہ پہلے ندوہ کی ظاہری ٹھاٹ باٹ دیکھ کر بہت سے حضرات شریک ہوگئے تھے۔ مگر جیسے جیسے شناعت ندوہ ظاہر ہوتی گئی، لوگ چھٹتے گئے، سوائے چند آزاد خیال لوگوں کے، یا جو خاص ارکان ندوہ کے تھے، سبھی علیحدہ ہوگئے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ کے یہ وہ کارنامے ہیں،

جن کی علمائے عرب وعجم نے مدح وستائش کی، اور وقعت وعظمت کی نظر دیکھا اورانہیں مسلمانوں پرعظیم احسان مانا کہ انہوں نے مسلمانوں کواس تہلکہ نجات دیا، جس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: رسالہ مبارکہ فتاوی الحرمین برجف ندوة المین اوررسالہ مکتوبات علما وکلام اہل صفا جس میں اکابرومشاہیر کے دوسودوخط درج ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے ندوہ کے رد میں سترہ کتابیں تصنیف وتالیف فرمائیں:۔

[١٢٧](١) فتاوی القدوہ لکشف دفین الندوہ

[١٢٨](٢) مراسلات وسنت ندوہ

[١٢٩](٣) سوالات حقائق نمابروس ندوة العلماء

[١٦٣](٤) فتاوی الحرمین برجف ندوة المین

[١٦٤](٥) ترجمة الفتوی وجه هدم البلوی

[١٦٥](٦) خلص فوائد فتوی

[٣١٥](٧) سرگزشت وماجرائے ندوہ

[٣١٦](٨) اشتہارات خمسہ

[٣١٧](٩) غزوہ لهدم سماك الندوہ

[٣١٨](١٠) ندوہ کا تیجہ روداد سوم کا نتیجہ

[٣٢١](١١) بارش بہاری برصدف بہاری

[٣٢٢](١٢) سیوف العنوہ علیٰ زمائم الندوہ

[٣٢٨](١٣) آمال الابرار وآلام الاشرار

[٣٢٩](١٤) سکین ونورہ برکاکل پریشاں ندوہ

[٣٣٢](١٥) صمصام القیوم علی تاج الندوہ عبد القیوم

[٣٤٨](١٦) الاسئلة الفاضله علی الطوائف الباطله

[٣٤٩](١٧) سوالات علماوجوابات ندوة العلماء

[۵۳] رد مفسقہ [۷]

مفسقہ یہ بھی روافض کا ایک فرقہ ہے۔ یہ لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے
سوئے ظن رکھتے ہیں، برا بھلا کہتے ہیں، ان کو فاسق بتاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ان
جہالت ہے۔ یزید نے نالائقی کی، اور سخت نالائقی کی، بہت بڑی نالائقی کی۔
لڑکا کے نالائق ہونے سے باپ پر کیا الزام؟ جس طرح، اگر کسی شخص کا لڑکا بہ
سعادت مند ہو تو اس کی وجہ سے باپ میں بزرگی اور خوبی نہیں۔ کُلُّ ا
بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝

حضرت سیدنا نوح نجی اللہ پیغمبر کا لڑکا نالائق ہوا، کافر ہوا، تو اس کی وجہ
حضرت نوح پر کیا اعتراض؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ا
عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۝

اس کے برخلاف مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی جلالت
شان اور رفعت مکان دیکھیے۔ اور باوجود تبلیغ وہدایت اور رسول اللہ ﷺ کی دلی
خواہش کے ان کے والد ابو طالب نے اسلام قبول نہ کیا، ایمان نہ لایا۔ اللہ
تعالیٰ نے اپنے حبیب محبوب ﷺ کو فرمایا: اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ اسی لیے جب ابو طالب کا
انتقال ہوا تو مولیٰ علی نے رسول اللہ ﷺ کو ان لفظوں سے خبر کیا مات عمك
الضال حضور نے فرمایا۔ اذهب فواره حالانکہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ
الکریم کی والدہ کے انتقال کے بعد تجہیز تکفین، تدفین میں جو حضور نے اہتمام
فرمایا وہ اہل علم پر ظاہر ہے۔ صحابہ کرام سے فرمایا ماتت امی خود حضور نے

...ں کھودی، اپنا پارچہ مبارک کفن کے لیے دیا۔ قبر مبارک میں کچھ دیر تک
... اور ان کے لیے دعا کی، اور فرمایا کہ اس کی برکت سے وہ ضغطۂ قبر سے
... ہیں گی۔ غرض مسلمانوں کو چاہیے کہ سب صحابی کی عزت کریں۔ نہ کسی کے
...ی نالائقی سے باپ پر طعن کریں، اور نہ کسی بیٹے کے اہل اور بزرگ ہونے
... باپ کو مسلمان بتائیں۔ علمائے کرام فرماتے ہیں: من يطعن في امير
...اويه فهو كلب من كلاب هاويه جو شخص حضرت امیر معاویہ کی شان میں طعن
...ے، وہ جہنم کے کتوں سے ایک کتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے ان مفسقہ کے رد میں سات کتابیں حسب
... تصنیف فرمائی ہیں:-

[۲۳](۱) البشرى العاجله من تحف آجله

[۱۲۳](۲) عرش الاعز ز والاكرام لاول ملوك الاسلام

[۱۲۴](۳) اعلام الصحابة الموافقين للامير معاويه وام المومنين

[۱۲۵](۴) سب الاهواء الواهيه في باب الامير معاويه

[۱۳۶](۵) الاحاديث الراويه لمدح الامير معاوية

[۲۸۸](۶) لمعة الشمعة لهدى شيعة الشنيعة

[۳۰۸](۷) الصمصام الحيدرى على حمق العيار المفترى

[۵۱] رد تفضیلیہ [۷]

تفضیلیہ بھی ایک شاخ شیعہ کی ہے اور یہ لوگ مولائے کائنات کو د
صحابہ کرام حتیٰ کہ خلفائے ثلٰثہ راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین
بھی افضل سمجھتے ہیں، اور اس زمانہ میں یہ مرض کثیر سادات میں ساری
خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے آباواجداد ہیں، اور ہم ان کی ذریات واولاد
اس لیے ہمارے نزدیک وہ سب سے بہتر ہیں۔ مگر یہ کوئی دلیل شرعی نہیں،
ہر شخص اپنے آباواجداد کو اسی دلیل سے اعلیٰ و افضل سمجھے گا۔ اور بعض کم پڑ
لکھے مشائخ کا بھی یہی خیال ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ مولیٰ علی ہمارے لیے
سلاسل ہیں۔ اور ہمیں روحانی فیض انھیں سے پہنچا ہے۔ سوائے ایک شا
نقشبندیہ کے جملہ سلاسل حضرت علی ہی سے جاری ہوئے۔ اس لیے وہ سب
افضل ہیں۔ لیکن یہ خلاف عقیدہ اہل سنت و جماعت ہے۔ اہل سنت و جماعت
عقیدہ یہ ہے کہ فضیلت بترتیب خلافت ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے تفضیلیہ کے رد میں سات کتابیں تصنیف فرمائیں، جو حسب ذیل ہیں:۔

[۱۰](۱) مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین
[۲۱] (۲) الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی
[۲۸۸](۳) لمعة الشمعه لهدی شیعة الشنیعه
[۳۰۵](۴) الرائحة العنبریه من المجمرة الحیدریه
[۳۰۸](۵) الصمصام الحیدری علی حمق العیار المفتری

[۳۰۹] (۶) الجرح الوالج فی بطن الخوارج
[۳۴۸](۷) الاسئلة الفاضله علی الطوائف الباطله

[۵۲] رد متصوفہ [۲]

متصوفہ یعنی صوفی بننے والے یعنی اپنے کو باوجود صوفی نہ ہونے کے ...
ظاہر کرنے والے۔ اس زمانہ میں ان کا بہت ہی دور دورہ ہے، حالانکہ ہر ...
کے لیے اہلیت وقابلیت کی ضرورت ہے، اور ایک معیار ہے، جس پر اس کو جا...
جاسکتا ہے۔ لیکن ان کے لیے کسی قابلیت ولیاقت کی ضرورت نہیں ہے۔ صر...
یہ کہ دھیلا کے گیروا رنگ میں کپڑا رنگ لینے سے خاصہ صوفی ہو جاتا ہے۔ اور ا...
کے لیے کوئی معیار نہیں، نہ شریعت کے مطابق ہو نہ عوام کے خیال میں ضروری
، نہ علم وفضل والا ہونا۔ جتنا ہی بے تکی باتیں ہانکے، آسمان زمین کے قلا...
ملائے، اتنا ہی بڑا صوفی ہے۔ یا خود خاموش ہو، حواشی واذناب تعریفوں کا پل
باندھ دے، آسمان زمین ایک کردے، اتنا ہی بڑا صوفی ہے۔ اور خدا تک پہنچا
ہوا ولی ہے۔ اس کا ہر عیب ہنر ہے۔ جیسا کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنے پیر کی
نسبت ہانکا ہے۔

(الف) چونکہ آپ کمال مشابہت پر رسول اللہ ﷺ کے پیدا ہوئے، اس لیے بے علم رہے۔
(ب) ایسے لوگوں کو احکام شرعیہ بے واسطہ پیغمبروں کے وحی باطنی سے معلوم ہوتے ہیں ان کو پیغمبروں کا شاگرد بھی کہہ سکتے ہیں اور پیغمبروں کا ہم استاد بھی۔
(ج) مکالمہ اور مسامرہ کا خلعت ملتا ہے۔
(د) خدا نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہا کہ یہ تم کو دیتے ہیں اور بھی دیں گے۔
(ہ) جناب غوث الثقلین اور جناب خواجہ بہاء الدین نقشبند کی روحوں میں ایک مہینہ تک جھگڑا رہا کہ دونوں امام سید احمد کو بالکل اپنی طرف کھینچ لینا چاہتے تھے۔ بعد ایک مہینہ کے صلح

...شرکت پر۔ ایک دن دونوں امام سعید پر ظاہر ہوئے اور پہر بھر تک قوی توجہ
...ور اور تاثیر کی کہ اسی ایک پہر میں دونوں طریقوں کی نسبت سید احمد کو حاصل
...ئی۔

اعلیٰ حضرت نے متصوفہ کے رد میں دو کتابیں تصنیف فرمائیں:-

[۲۰۲](۱) اجل التبحیر فی حکم السماع والمزامیر
[۲۱۶](۲) مقال عرفا باعزاز شرع و علماء

[٤٦] رد مولوی اسمٰعیل دهلوی [١٠]

محمد اسمٰعیل بن مولوی عبدالغنی شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی مولد ومسکن دہلی (ت
ولادت ۱۲ ربیع الآخر ۱۱۹۳ھ) نے ٦ برس کی عمر میں پڑھنا شروع کیا۔ دو برس م
قرآن مجید حفظ کرلیا۔ گیارہ سال کی عمر تک صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑ
لیں۔ جن کے بعد معقول کی کچھ کتابیں عم محترم مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
(محدث) سے پڑھنا شروع کیا۔ مگر طبیعت پڑھنے میں لگتی نہیں تھی، کھیل کود،
تیراکی، اور کسرت میں مشغول رہنے لگے۔ پھر حدیث کا دور شروع کیا۔

لوگ بہت عرصہ سے اس خاندان کے علم وفضل اور بزرگی کی وجہ سے بہت
معتقد تھے۔ اس کا فائدہ اٹھا کر اپنی کم علمی کی وجہ سے مولوی اسماعیل نے غلط سلط
مسئلے بتانے لگے اور عوام کے معمولات جو ان کے آباء واجداد کے زمانہ میں بھی
تھے بلکہ خود ان کے بھی معمولات تھے ان کے خلاف کچھ کچھ زبان طعن شروع
کیا۔

کچھ دنوں بعد نجد کے محمد بن عبدالوہاب کی کتاب التوحید کے انداز پر
تقویۃ الایمان کے نام سے ایک کتاب لکھی، جس کی رو سے صحابہ کرام
وتابعین، عرفا وعلمائے اسلام بلکہ خود ان کے آباء واجداد مولانا شاہ عبدالعزیز
صاحب، شاہ ولی اللہ صاحب بھی کافر مشرک، فاسق، بدعتی، ضال ومضل ٹھہرتے
ہیں۔ اس خاندان کے فیض یافتہ حضرات نے نصیحت کی، مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔
مزید دوسری کتاب لکھی، تو آخر مجبور ہو کر مولانا شاہ مخصوص اللہ صاحب ومولانا
موسیٰ صاحب، مولانا رفیع الدین صاحب کے صاحبزادوں نے ان کی

ان کا رد کیا۔ حضرت مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی جو علم وفضل میں
یگانۂ زمانہ واستاذ الاساتذہ تھے، ان کے شامل سب علمائے دہلی مجمع عام
اجلاس بے شمار میں بتاریخ انتیس ربیع الآخر ۱۲۴۰ھ بروز شنبہ جامع مسجد میں
جمع ہوئے۔ ان کے تمام مسائل باطلہ دیکھے گئے علما نے مولوی اسماعیل کے
اور ان مسائل کا رد وابطال کیا ان کے عقائد باطلہ پر فتویٰ کفر دیا۔ حضرت
مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی نے تحقیق الفتوی فی ابطال
الطغوی ایک مستقل کتاب ان کے رد میں لکھی۔

اس کے علاوہ بہتیری کتابیں مولوی اسمٰعیل کے خلاف اور ان کی کتابوں کے
رد میں علما نے تصنیف فرمائیں، جن میں:-

معید الایمان

مصنفہ مولانا مخصوص اللہ صاحب ابن جناب مولانا رفیع الدین صاحب

تصحیح الایمان

مصنفہ حضرت مولانا نقی علی خان صاحب۔

رد تقویۃ الایمان

مصنفہ مولانا مملوک علی صاحب

شرح تحفہ محمدیہ فی رد الفرقۃ المرتدیہ

مصنفہ سید اشرف علی گلشن آبادی

ذوالفقار حیدریہ علی اعناق الوہابیہ

مصنفہ مولوی سید حیدر شاہ قادری متوطن کچھ بھوج معروف بہ پیر ٹھر والہ

بوارق محمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ

تحقیق الحقیقة

سیف الجبار

ہر سہ از تصنیفات حضرت مولانا فضل رسول صاحب بدایونی

الکوکب الشہابیہ

سل السیوف الھندیہ

ہر دو از تصنیفات اعلیٰ حضرت امام اہل سنت

رد تقویة الایمان مسمّیٰ بہ اطیب البیان

مصنفہ مولانا مولوی نعیم الدین مرادآبادی

وغیرہ وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

اب بعض اقوال ان کی کتابوں سے ناظرین کی واقفیت کے لیے لکھے جاتے ہیں۔

(۱) تقویۃ الایمان، فاروقی، دہلی، صفحہ ۴۵: حدیث مشکوٰۃ کا ترجمہ لکھا:۔

نکلے گا دجال، سو بھیجے گا اللہ عیسیٰ، بیٹے مریم کو، سو وہ ڈھونڈے گا اس کو، پھر تباہ کردے گا اس کو۔ پھر بھیجے گا اللہ ایک ٹھنڈی باؤ (ہوا) شام کی طرف سے، سو نہ باقی رہے گا زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرا بھر ایمان ہو مگر کہ مار ڈالے گی اس کو۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۲ مطبع مجتبائی، دہلی)

اسی ص پر لکھا:۔

سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔

یعنی اب خروج دجال کی ضرورت، نہ نزول مسیح کی حاجت، بلکہ ان کے خیال میں وہ ہوا بھی چل گئی، جس نے تمام مسلمانوں کو اٹھالیا، اب ساری دنیا

[illegible] کافر ہی کافر رہ گئے ـــــــ یہ تو اپنے کفر کا اقرار اور سارے جہاں کو [illegible] ماننا ہے۔

(۱) تقویۃ الایمان صفحہ ۳:۔

غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کرلیجیے یہ اللہ صاحب ہی کی [illegible] ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۵ مطبع مجتبائی، دہلی)

یعنی اللہ تعالیٰ کو علم غیب نہیں ہے۔ ہاں اس کے اختیار میں ہے، چاہے تو حاصل کرسکتا ہے۔ (اور نہ چاہے تو جاہل ہی رہ جائے)

(۲) ایضاح الحق، فاروقی، دہلی، ص ۳۵/۳۶:۔

تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات رویت بلا جہت و محاذات [الیٰ قولہ] [illegible] از قبیل بدعات حقیقیہ ست اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد۔ (اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان اور جہت سے پاک ماننا اور جہت و محاذات کے بغیر رویت خداوندی کو ثابت کرنا بدعت حقیقیہ ہے۔ جبکہ ان اعتقادات کو دینی عقائد سمجھا جائے۔ رضوی)

(۴) رسالہ یک روزی فاروقی دہلی صفحہ ۱۴۴:۔

بعد اخبار ممکن ست کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلاً منجر بتکذیب نصی از نصوص نگردد و سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست۔ (قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو یہ خبر دی ہے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں) تو خبر دینے کے بعد ممکن ہے کہ لوگوں کی یاد سے اسے بھلا دیا جائے۔ پس حضور ﷺ کی طرح کسی اور کے پائے جانے کا امکان کسی نص کے جھٹلانے کا باعث نہیں ہوگا۔ اور نازل فرمانے کے بعد قرآن کو سلب کردینا ممکن ہے۔ رضوی)

(۵) رسالہ یک روزی مذکور صفحہ ۱۴۵:۔

لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابق للواقع

والقاءآں بر ملئکہ وانبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی از ید ا
قدرت ربانی باشد۔ (ہم نہیں مانتے ہیں کہ جھوٹ اس معنی میں محال ہے، کیوں کہ واقع کے خلا
بات بنانا اور اسے فرشتوں اور انبیا پر القا کرنا اللہ کی قدرت سے خارج نہیں ہے ورنہ لازم آئے گا ک
انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔رضوی)

(۲) (۱):-

عدم کذب را از کمالات حق سبحانہ می شمارند واو را جل شانہ بآں مدح می کنند برخلاف
اخرس وجماد۔ وصفت کمال این ست کہ شخصے قدرت بر تکلم کلام کاذب دارد وبنابر رعایت
مصلحت ومقتضائے حکمت بتنزہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نماید، ہماں شخص ممدوح
میگردد۔ بخلاف کسے کہ لسان او ماؤف شدہ باشد ہرگاہ ارادہ تکلم بکلام کاذب نماید، آواز بند
گردد۔ یا کسے دہن او را بند نماید۔ این اشخاص نزد عقلا قابل مدح نیستند، بالجملہ، تکلم
بکلام کاذب ترفعاً عن عیب الکذب وتنزهاً عن التلوث بہ از صفات مدح
ست۔ (گونگا اور پتھر کے برخلاف، جھوٹ نہ بولنے پر اللہ کی تعریف کی جاتی ہے، اور یہ اس کا کمال
مانا جاتا ہے۔ اور صفت کمال یہ ہے کہ جھوٹ بولنے پر قدرت رکھنے کے باوجود حکمت کی اقتضا اور مصلحت
کی رعایت کی بنا پر جھوٹ کی برائی سے بچنے کے لیے جھوٹی بات نہ بولی جائے، اسی میں تعریف ہے۔
اس کے برخلاف ایسے شخص کی تعریف نہیں ہوتی جس کی زبان ماؤف ہو، یا جب بھی وہ جھوٹ بولنے کا
ارادہ کرتا ہو آواز بند ہو جاتی ہو، یا کوئی اس کا منہ بند کر دیتا ہو۔ ایسے اشخاص عقلا کے نزدیک قابل مدح
نہیں۔ خلاصہ یہ کہ جھوٹ نہ بولنا اس عیب سے بچنے ہی کی وجہ سے صفت مدح ہے۔رضوی)

(۷) صراط مستقیم، ضیائی، صفحہ ۱۷۵: نسبت اپنے پیر کے لکھا:-

تا اینکہ روزے حضرت جل وعلا دست راست ایشاں بدست قدرت خاص خود گرفتہ
وچیزے را از امور قدسیہ کہ بس رفیع وبدیع بود پیش روئے حضرت ایشان کردہ فرمود کہ ترا

چنین دادہ ام وچیز ہائے دیگر خواہم داد۔ (یہاں تک کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے آپ کے
ہاتھ کو خاص اپنے دست قدرت میں لے کر امور قدسیہ سے کچھ خاص چیزوں کو جو بہت رفیع پ
دں گا۔رضوی)

(۸) کتاب مذکور صفحہ ۱۴۳:-

مکالمہ ومسامرہ بدست می آمد۔ (بات چیت اور سرگوشی بھی ہوئی۔رضوی)

(۹) کتاب مذکور صفحہ ۱۵۴:-

گاہے کلام حقیقی ہم می شود۔ (کبھی کلام حقیقی بھی ہوتا ہے۔رضوی)

(۱۰) کتاب مذکور صفحہ ۱۲:-

از جملہ آں شدت تعلق قلب ست بمرشد خود استقلالا یعنی نہ بایں ملاحظہ کہ ایں شخص
نہ ناوداں فیض حضرت حق وواسطہ ہدایت اوست بلکہ بحیثیتے کہ متعلق عشق ہماں می گردد
چنانچہ یکے از اکابر ایں طریق فرمود کہ اگر حق جل وعلا در غیر کسوت مرشد من تجلی فرماید ہر
آئینہ مرا با او التفات درکار نیست۔ (ان میں سے یہ ہے کہ اپنے مرشد کے ساتھ دل کا تعلق
استقلالا شدید ہو جاتا ہے یعنی اس لحاظ سے نہیں کہ یہ شخص حضرت حق کے فیض کا ذریعہ اور اس کی ہدایت
کا واسطہ ہے بلکہ اس حیثیت سے کہ وہی عشق کا متعلق ہو جاتا ہے جیسا کہ اس طریقہ کے ایک بزرگ کا
مقولہ ہے کہ اگر حق تعالیٰ میرے مرشد کی صورت کے سوا کسی اور لباس میں تجلی فرمائے تو مجھے اس کی
طرف التفات ہرگز نہیں چاہئے۔رضوی)

(۱۱) تقویۃ الایمان صفحہ ۵۶:-

اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ ﷺ کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار
کے منھ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۰ مطبع
مجتبائی، دہلی)

(۱۲) کتاب مذکور صفحہ ۱۴:-

جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے کہ ایک اللہ کو مانے، اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۱ مطبع مجتبائی، دہلی)

(۱۳) کتاب مذکور صفحہ ۱۶:-

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) اور کسی کو میرے سوا نہ مانیو۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۲ مطبع مجتبائی، دہلی)

(۱۴) کتاب مذکور صفحہ ۱۸:-

اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۳ مطبع مجتبائی، دہلی)

(۱۵) کتاب مذکور صفحہ ۷:-

اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۵ مطبع مجتبائی دہلی)

(۱۶) صراط مستقیم صفحہ ۳۸:-

صدیق من وجہ مقلد انبیا می باشد و من وجہ محقق در شرائع پس اگر صدیق ذکی القلب ست رضا و کراہت حضرت حق در اصل و اقوال مخصوصہ و صحت و بطلان در عقائد خاصہ و محمودیت و مذمومیت در اخلاق و ملکات شخصیہ بنور جبلی خود دریافت می نماید۔ (صدیق من وجہ انبیا کا پیرو اور من وجہ احکام شرعیہ کے سلسلہ میں خود محقق ہوتا ہے، پس اگر صدیق ذکی القلب ہے تو وہ مخصوص اقوال و افعال میں خدائے تعالیٰ کی ناراضگی و خوشنودی اور مخصوص عقائد کے بطلان و صحت اور شخصی اخلاق و ملکات کی برائی اور اچھائی کو اپنے نور جبلی سے جان لیتا ہے۔ رضوی)

(۱۷) کتاب مذکور صفحہ ۳۹:-

پس احکام ایں امور مذکورہ او را بدو وجہ معلوم می شود یکے بشہادت قلب خود خصوصاً و دیگر بسبب اندراج او در کلیات شرع عموماً و علم کہ بوجہ اول حاصل شدہ تحقیقی ست، و ثانی تقلیدی۔ و اگر ذکی العقل ست، نور جبلی او بسوے کلیات او را رہنموئی می فرماید۔ پس علوم

[...]یہ او را بدو واسطہ می رسد بوساطت نور جبلی، و بوساطت انبیا علیہم الصلاۃ والسلام۔ [...]لیات شریعت و حکم و احکام ملت او را شاگرد انبیا ہم می توان گفت و ہم استاذ انبیا ہم۔ [...]طریق اخذ آں ہم شعبہ ایست از شعب وحی کہ آں را عرف شرع بنفث فی الروع تعبیر [...]مایند و بعضے اہل کمال آں را بوحی باطنی می نامند۔ (پس ان امور مذکورہ کے احکام اس کو دو وجہ [...]معلوم ہوتے ہیں: ایک تو خاص اپنے دل کی شہادت سے، دوسری عام کلیات شرع میں اس کے [...]ج ہونے سے۔ پہلے طریقے سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ تحقیقی ہے اور دوسرے طریقے سے جو علم [...]ل ہوتا ہے وہ تقلیدی۔ صدیق اگر ذکی العقل ہے تو اس کا نور جبلی اسے کلیات کی طرف رہنمائی [...]ماتا ہے۔ پس علوم کلیہ شرعیہ اس کو دو واسطے سے حاصل ہوتے ہیں (۱) نور جبلی کے واسطے سے (۲) [...]یا علیہم الصلاۃ والسلام کے واسطے سے۔ پس کلیات شرع اور احکام ملت کے سلسلے میں ان کو شاگرد انبیا [...]بھی کہہ سکتے ہیں اور ہم استاذ انبیا بھی۔ نیز ان کے اخذ کا طریقہ بھی طریقہ وحی ہی ہے جس کو عرف شرع [...]میں نفث فی الروع سے تعبیر کرتے ہیں، اور بعض اہل کمال کے نزدیک اس کا نام وحی باطنی ہے۔ [...]ضوی)

(۱۸) کتاب مذکور صفحہ ۴۰:-

ہمیں معنی را بامامت و بوصایت تعبیر می کنند و علم ایشاں را کہ بعینہ علم انبیاست لیکن وحی ظاہری متعلق نہ شدہ بہ حکمت می نامند۔ (اسی معنی کو امامت و وصایت کہتے ہیں اور ان حضرات کے علم کو جو بعینہ انبیا کا علم ہے وحی ظاہری نہ ہونے کی وجہ سے حکمت کہتے ہیں۔ رضوی)

(۱۹) کتاب مذکور صفحہ ۴۱:-

لابد او را محافظے مثل محافظت انبیا کہ مسمی بعصمت ست فائز می کنند۔ (لامحالہ ان کو انبیا کی محافظت کے اس مقام پر فائز کیا جاتا ہے جس کو مقام عصمت کہتے ہیں۔ رضوی)

(۲۰) کتاب مذکور صفحہ ۴۲:-

ندانی کہ اثبات وحی باطن وحکمت ووجاہت وعصمت مرغیر انبیا را مخالف سنت
چنیں اختراع بدعت ست وندانی کہ ارباب کمال از عالم منقطع شدہ اند۔ (غیر انبیا کے
عصمت، وجاہت، حکمت اور باطنی وحی ثابت کرنے کو سنت کی مخالفت اور بدعت نہ جاننا اور یہ
ارباب کمال دنیا سے جاتے رہے۔رضوی)

(۲۱) کتاب مذکور صفحہ ۱۷۵:-

امثال این وقائع واشباہ این معاملات صدہا در پیش آمد تا ایں کہ کمالات طریق
نبوت بذروہ علیا خود رسید والہام وکشف بعلوم حکمت انجامید۔ (اس طرح کے سیکڑوں واقعات
ومعاملات پیش آتے رہے یہاں تک کہ طریق نبوت کے کمالات بھی اپنی انتہا کو پہنچے۔اور الہام
وکشف علوم حکمت سے انجام پذیر ہوئے۔رضوی)

(۲۲) کتاب مذکور صفحہ۴:-

ازیں کہ نفس عالی حضرت ایشاں برکمال مشابہت جناب رسالت مآب علیہ افضل
الصلوات والتسلیمات در بدو فطرت مخلوق شدہ بناءً علیہ لوح فطرت ایشان از نقوش علوم
رسمیہ وراہ دانش منداں کلام وتحریر وتقریر مصفیٰ ماندہ بود۔ (آپ کی ذات عالی چونکہ ابتدا ہی سے
جناب رسالت مآب ﷺ سے کمال مشابہت کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اس لیے آپ کی لوح فطرت رسمی
علوم کے نقوش اور تقریر وتحریر اور بات چیت میں عقل مندوں کی روش سے خالی تھی۔رضوی)

(۲۳) تقویۃ الایمان صفحہ۶۰ پر یہ حدیث لکھی: ارأیت لو مررت بقبری
أكنت تسجد له اور آفت کی "ف" لکھ کر فائدہ یہ جڑا۔

یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان ص۴۴ مطبع مجتبائی دہلی)

(۲۴) کتاب مذکور صفحہ ۱۰:-

حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، برے وقت میں پہنچانا یہ

اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیا اولیا کی یہ شان نہیں۔ جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے
وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ (ملتقطا) (تقویۃ الایمان ص۷ مطبع مجتبائی دہلی)

(۲۵) کتاب مذکور صفحہ۱۲:-

جو کوئی انبیا اولیا کی اس قسم کی تعظیم کرے، مشکل کے وقت ان کو پکارے، ان باتوں
سے شرک ثابت ہوتا ہے۔

(۲۶) کتاب مذکور صفحہ۱۹

ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر
کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ
اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا، اور کسی چوہڑے
چمار کا تو کیا ذکر ہے؟۔ (تقویۃ الایمان ص۱۳/۱۴ مطبع مجتبائی دہلی)

(۲۷) صراط مستقیم صفحہ۹۵:-

بمقتضائے ظلمت بعضہا فوق بعض از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است وہ
صرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ
بدتر را از استغراق در صورت گاو وخر خود است کہ خیال آں با تعظیم واجلال بسویدائے دل
انسان می چسپد بخلاف خیال گاو وخر خود کہ نہ آں قدرے چسپیدگی می بود ونہ تعظیم بلکہ مہان
ومحقر می بود وایں تعظیم واجلال غیر کہ در نماز ملحوظ ومقصود می شود بشرک می کشد۔ (ظلمات بعضہا
فوق بعض کے مطابق اپنی بیوی سے مجامعت کا خیال زنا کے وسوسے سے بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور
بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں، توجہ کرنا اپنے گدھے بیل کے تصور میں
ڈوب جانے سے بھی بدتر ہے کیوں کہ ان حضرات کا خیال تعظیم واجلال کے ساتھ انسان کے دل میں
چمٹتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے، نہ تعظیم۔ بلکہ حقیر وذلیل ہوتا ہے۔

اور غیر خدا کا یہ تعظیم واجلال جو نماز میں ملحوظ ومقصود ہو وہ شرک کی طرف کھینچتی ہے۔رضوی)

(۲۸) تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰:-

روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کر دینا، فتح و شکست دینی، اقبال وادبار دینا، مرادیں پوری کرنی، حاجتیں بر لانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دست گیری کرنی، برے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیا اور اولیا کی پیر وشہید کی، بھوت پری کی یہ شان نہیں۔ جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے، اور اس سے مرادیں مانگے، اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (ملتقطاً تقویۃ الایمان ص ۷ مطبع مجتبائی، دہلی)

(۲۹) کتاب مذکور صفحہ ۱۱:-

گردو پیش کے جنگل کا ادب کرنا، یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا، مواشی نہ چگانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے اپنے بندوں کو بتائے ہیں، پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر، کسی کے مکانوں کے گردو پیش کے جنگل کا ادب کرے، اس پر شرک ثابت ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں، یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس کی تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (ملتقطاً تقویۃ الایمان ص ۸ مطبع مجتبائی، دہلی)

(۳۰) تنویر العینین:-

لیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولة عن النبی ﷺ الصریحة الدالة علی خلاف قول الامام المقلد فان لم یترک قول امامه ففیه شائبة من

[illegible] ک... (شخص معین کی تقلید کا التزام کیسے جائز ہوگا جب کہ نبی کریم ﷺ سے منقول روایتوں [illegible] رجوع کرنا ممکن ہے، جو امام مقلد کے قول کے خلاف پر صراحتاً دال ہے۔ لہٰذا امام کے قول کو [illegible] نے میں شرک کا شائبہ ہے۔رضوی)

(۳۱) کتاب مذکور:-

اتباع شخص معین بحیث یتمسک بقوله وان ثبت علی [خ]لافه دلائل من السنة والکتاب ویاول الیٰ قوله شوب من النظریة [و]حظ من الشرک والعجب من القوم لایخافون من مثل هذا الاتباع [ب]ل یخیفون تارکه فما احق هذه الایة فی جوابهم وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم بالله (کتاب وسنت کے دلائل کی موجودگی میں کسی شخص معین کے قول کو دلیل بنا کر ان کا اتباع کرنا اور کتاب وسنت میں تاویل کرنا نصرانیوں کا طریقہ ہے جس میں شرک کا حصہ ہے۔ تعجب ہے اس قوم پر جو اس طرح کے اتباع سے خوف نہیں کھاتے، بلکہ مخالف ہی کو ڈراتے ہیں۔ ان کے رد کے لیے یہ آیت بہت ہے "اور میں تمہارے شریکوں سے کیوں کر ڈروں اور تم نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کا شریک اس کو ٹھہرایا۔رضوی)

(۳۲) تقویۃ الایمان صفحہ ۷:-

اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ (تقویۃ الایمان ص ۵ مطبع مجتبائی، دہلی)

(۳۳) کتاب مذکور صفحہ ۲۲:-

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۹ مطبع مجتبائی، دہلی)

(۳۴) کتاب مذکور صفحہ ۲۹:-

کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ (تقویۃ الایمان

ص۲۰مطبع مجتبائی،دہلی)

(۳۵) کتاب مذکورصفحہ۲۸:-

جو کوئی کسی مخلوق کوعالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے،سواب اس پرشرک ثابت ہوجاتا ہے،گوکہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلے کی طاقت اس کوثابت نہ کرے۔(تقویۃ الایمان ص۲۰مطبع مجتبائی،دہلی)

(۳۶) کتاب مذکورصفحہ۲۷:-

جوکچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں،خواہ قبر میں،خواہ آخرت میں،سوان کی حقیقت کسی کومعلوم نہیں۔نہ نبی کو،نہ ولی کو۔نہ اپنا حال،نہ دوسرے کا۔(تقویۃ الایمان ص۱۹مطبع مجتبائی،دہلی)

(۳۷) کتاب مذکورص۲۵:-

ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔(تقویۃ الایمان ص۱۸مطبع مجتبائی،دہلی)

(۳۸) کتاب مذکورصفحہ۵۷:-

(کوئی شخص کہے کہ)فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں،یا آسمان میں کتنے تارے ہیں؟تواس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ ورسول ہی جانیں کیوں کہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کوکیا خبر؟(تقویۃ الایمان ص۴۲مطبع مجتبائی،دہلی)

(وغیرھا من الخرافات)

انہیں وجوہ کی بناپران کے زمانے ہی میں علمائے کرام نے ان کی تکفیر کی۔اور ۲۹رربیع الآخر ۱۲۴۰ھ روز سہ شنبہ کو

جناب مولانا رشید الدین خان صاحب مرحوم

مولانا فضل حق صاحب(خیرآبادی)

مولوی مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین صاحب

مولوی موسیٰ صاحب بن مولانا شاہ رفیع الدین صاحب

وغیرہم نے جامع مسجد میں مجمع خاص وعام میں مولوی اسمٰعیل اوران کے ساتھی مولوی عبدالحیٔ سے گفتگو کی۔مولوی اسمٰعیل توغصہ سے مغلوب ہوکرکلام نہ کرسکے اور چلے گئے،مولوی عبدالحیٔ نے کچھ کلام کیا،وہ موافق جمہور،مخالف اپنے مذہب کے مثلاً لکھ دیا کہ'بوسہ دہندہ قبر مشرک نیست'سوم کی فاتحہ میں اقرار کیا کہ'اگرثواب اس دن میں زائد نہیں جانتااور برعایت مصلحت کرتا ہے ممنوع نہیں'۔

حضرت مولانا فضل حق صاحب عمری خیرآبادی نے ان کے روبروان کی تکفیر کی،اوران کے رد میں ایک مبسوط فتویٰ لکھا،جس کا نام **تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی** رکھا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے مولوی اسمٰعیل کے رد میں دس کتابیں تالیف فرمائیں:-

[۲] (۱) حل خطاء الخط

[۶۸](۲) سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح

[۸۴](۳) الیاقوتة الواسطة فی قلب عقد الرابط

[۸۸](۴) سبحان القدوس عن تقدیس نحس منکوس

[۹۶](۵) الامن والعلیٰ لناعتی المصطفی بدافع البلاء

[۱۰۵](۶) الکوکبة الشهابیة فی کفریات ابی الوهابیه

[٤٧] رد نانوتوی [١٢]

یہ فرقہ مولوی قاسم صاحب نانوتوی کی طرف منسوب ہے۔ نانوتہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو دیوبند سے ۱۲ کوس غرب میں آباد ہے۔

مولوی فضل الرحمن اور مولوی ذوالفقار علی صاحب اور حاجی محمد عابد صاحب نے یہ تجویز کی کہ ایک مدرسہ دیوبند میں قائم کریں۔ مدرس کے لیے تنخواہ پندرہ روپے تجویز ہوئی۔ مولوی صاحب شروع مدرسہ میں دیوبند آئے اور پھر اس مدرسہ کے سرپرست بن بیٹھے۔

جب فتنہ ششش امثال کا اٹھا اور لوگوں نے ہر طبقہ زمین میں آدم و نوح وغیرہ انبیائے کرام مانے بلکہ ہر طبقہ میں محمد رسول اللہ بھی مانا تو مولوی محمد قاسم صاحب نے بھی انہیں لوگوں میں شامل ہو کر ایک رسالہ تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس تصنیف کیا، اور اس میں اپنی ذہانت و جودت طبع کے نمونے دکھاتے ہوئے لکھا:-

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین فرمانا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ مگر اس میں خدا کی جانب یاوہ گوئی کا وہم ہے اس وصف میں اور قد و قامت وغیرہ اوصاف میں جن کو فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو نہ کیا۔ دوسرے رسول کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسوں کے اس قسم کے احوال جملہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ اور جملہ وَلٰكِنْ

رَسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؐ میں کیا مناسبت تھا اس قسم کی بے ربطی خدا ... میں متصور نہیں۔

(۲) کتاب مذکور ص ۳۳:۔

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ ... نہ آئے گا۔

انھیں جیسے کلمات کفریہ کی وجہ سے کہ ان عبارتوں میں صاف خاتم النبیین ... انکار ہے اور ہر طبقہ زمین میں ایک رسول خاتم الانبیا ماننا ہے علما اسلام نے نانوتوی صاحب کے کفر کا فتویٰ دیا اور ان کے رد میں مضامین لکھے، کتابیں تصنیف فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت نے بھی ان کے رد میں بارہ کتابیں تصنیف و تالیف کیں جن کے اسماء درج ذیل ہیں:۔

[۱۵۹] جزاء اللّٰہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ

[۱٦۳] فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین

[۱٦٤] ترجمۃ الفتوی وجہ ھدم البلوی

[۱٦٥] خلص فوائد فتوی

[۲۳۱] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

[۲۳۲] خلاصہ فوائد فتاوی

[۲٤۳] مبین احکام و تصدیقات اعلام

[۲٥۳] تمہید الایمان بآیات قرآن

[۲٦۰] المبین ختم النبیین

[۳۰۱] تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال (۱۲۹۲ھ)

[۳۰۲] جوابہائے ترکی بترکی

[۳٤٥] چابک لیث براہل حدیث

[۴۸] رد گنگوهی [۲۵]

گنگوہی منسوب بسوئے گنگوہ ضلع سہارنپور میں زمانہ قدیم سے مشہور قص[به]
ہے۔ پہلے حضرت مولانا شاہ عبدالقدوس گنگوہی صابری قدس سرہ العزیز کی [وجہ]
سے مشہور تھا، جو خانوادہ چشتیہ صابریہ کے بہت ہی مشہور بزرگ ہیں۔ اور ا[س]
زمانے میں اس بستی کی شہرت دیو بندیوں وہابیوں میں مولوی رشید احمد صاحب
کی وجہ سے ہے۔ مولوی صاحب ۶ رذی قعدہ ۱۲۴۴ھ یوم دوشنبہ چاشت کے
وقت قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور محلّہ سرائے میں خانقاہ شیخ المشائخ مولانا عبدالقدوس
گنگوہی کے متصل اپنے جدی مکان میں جو درگاہ حضرت شیخ کے شرقی سمت میں
تخمیناً پچیس تیس قدم کے فاصلہ پر واقع ہے، پیدا ہوئے۔ مولوی صاحب ماں
باپ دونوں طرف سے شیخ زادہ انصاری ہیں۔ سلسلۂ نسب پدری یہ
ہے: مولوی رشید احمد بن مولوی ہدایت احمد ابن قاضی پیر
بخش بن قاضی غلام حسن بن قاضی غلام علی ہے۔ اور مادری نسب
نامہ یہ ہے: مولوی رشید احمد بن مسماۃ کریم النساء بنت فرید
بخش بن غلام قادر بن محمدصالح بن غلام محمد الخ
انھوں نے کتاب براھین قاطعه جسے اپنے شاگرد مولوی خلیل احمد انبیٹھی
کے نام سے چھپوایا اور جس کی تقریظ میں لکھا کہ ــــــ میں نے اس کتاب کو
اول سے آخر تک بغور تمام دیکھا ــــــ اس کے ص ۵۱ پر ہے:-
شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو ثابت کرنا شرک نہیں تو
کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کے وسعت

[عل]م کی کون سی نص قطعی ہے؟ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔
(۱) براہین قاطعہ ص ۵۲:-
[ا]فضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں شیطان یا
[ملک] الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔
(۲) کتاب مذکور ص ۵۱:-
اگر فضیلت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان شیطان سے افضل ہیں، تو مولف
[کے سب] عوام میں بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں، تو اس کے برابر تو علم بزعم خود
[ثاب]ت کرے۔
(۴) کتاب مذکور ص ۴۹:-
فقط مجلس نکاح کے اعتقاد علم میں کافر لکھا ہے۔
(۵) کتاب مذکور ص ۵۲:-
اگر فخر عالم علیہ السلام کو لاکھ گنا عطا فرما دے ممکن ہے مگر ثبوت اس کا کہ عطا کیا ہے
کس نص سے ہے۔
(۶) خود اپنے فتاوی رشیدیہ حصہ ۳ ص ۱۲ میں لکھا:-
یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ (یعنی نبی ﷺ) کو علم غیب تھا، صریح شرک ہے۔
(۷) کتاب مذکور حصہ ۳ ص ۴۲:-
رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا معتقد قطعاً مشرک کافر ہے۔
(۸) کتاب مذکور حصہ ۳ ص ۷:-
اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔
(۹) فتوی دستخطی و مہری

سوال:- دو شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے، تیسرے نے کہا ر
وقوع کذب باری کا قائل ہوں۔ آیا یہ قائل مسلمان ہے یا کافر، یا بدعتی ہے یا اہل
باوجود قبول کرنے وقوع کذب باری کو۔

الجواب:- اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہ چاہیے۔ وقوع کذب کے
درست ہوگئے۔ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے۔ دیکھو حنفی شافعی پر طعن نہیں کر سکتا
لہٰذا ایسے ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے۔

(۱۰) براہین قاطعہ ص ۴:-

امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ
خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں؟ پس اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے۔ امکان کذب
خلف وعید کی فرع ہے۔

(۱۱) تقدیس القدیر ص ۷۸:-

جواز وقوعی میں بحث ہے۔

(۱۲) کتاب مذکور ص ۷۹:-

گفتگو جواز وقوعی میں ہے نہ جواز امکانی میں۔

ص ۴۴:-

بعض جواز وقوعی کا اثبات کرتے ہیں۔

ص ۱۹:-

مراد جواز سے دو یعنی ایک جواز وقوعی جس کے وقوع سے کوئی استحالہ لازم نہ آئے۔

(۱۳) کتاب مذکور ص ۲۱:-

کذب جنس ہے اور خلف وعید ایک نوع اس کی ہے۔

اور یہ میزان منطق داں بھی جانتا ہے کہ ثبوت نوع سے ثبوت جنس لازم
ب ہے۔ پس یہ فرمانا کہ جواز خلف وعید کے معتقد جواز کذب کے معتقد
طرفہ فقرہ ہے۔ کیا پہلے علما متکلمین کو کوئی ایسا گمان کرسکتا ہے کہ نوع کے
کے قائل ہو کر جنس کے عدم کے قائل نہ ہوں۔ پس ضروری ہے کہ وہ لوگ
از کذب کے قائل ہونگے، اور یہ وہی مضمون ہے کہ ابتداء براہین قاطعہ
ہے کہ خلف وعید میں علمائے متقدمین کا اختلاف ہوا ہے اور امکان خلف کی
کان کذب فرع ہے۔ یعنی کذب جنس ہے، اور خلف وعید نوع اس کی۔

(۱۴) تقدیس القدیر ص ۲۳:-

شرط نہ ہو تب بھی خداوند کریم خلف پر قادر ہے مثلاً توبہ نہ کرے تب بھی عفو مقدور
ہے۔

(۱۵) فتاویٰ گنگوہی حصہ ۳ ص ۳۱:-

خدا بندوں کو قدرت دے کر فارغ ہوگیا۔

(۱۶) کتاب مذکور حصہ ۱: ص ۵۱:-

خود آپ (یعنی نبی ﷺ) نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ کو بھائی کہو۔

(۱۷) براہین قاطعہ ص ۱۴۸:-

یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں
۔ معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا، اور خود یہ حرکت قبیحہ حرام و فسق ہے۔

(۱۸) کتاب مذکور ص ۱۴۸:-

بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے۔ وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں، ان کے
یہاں کوئی قید ہی نہیں، جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں۔

(۱۹) کتاب مذکور ص ۷۹ پر فاتحہ کی نسبت کہا:-

تشبیہ ہنود کا بھی اس میں (فاتحہ میں) مقرر ہے۔ کیونکہ تمام ہنود میں رسم ہے۔ ان کا یہ شعار ہے کہ طعام پر بید (وید) پڑھواتے ہیں۔ تحفۃ الہنود میں ہے کہ ہر ماہ جس تاریخ کو کوئی مرا اسی تاریخ کو ثواب پہنچاتے ہیں، اور اس کو ضرور جانتے ہیں۔ پنڈت اس کھانے پر بید پڑھتا ہے۔ انتہی۔ پس اگر اس کو رسم ہنود کہیں بہت بجا اور حق ہے۔

(۲۰) فتاوی حصہ ۲ ص ۱۲:-

رحمۃ للعٰلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلعم کی نہیں ہے۔ انبیا علما بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ اگر چہ جناب رسول اللہ ﷺ سب میں اعلیٰ ہیں، لہٰذا دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔

(۲۱) فتاوی گنگوہی ص ۸۳:-

حصہ اول جو یہ عقیدہ رکھے کہ خود بخود علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے، تو اندیشہ کفر کا ہے، امام نہ بنانا چاہیے، اگر چہ کافر کہنے سے بھی زبان روکے۔

(۲۲) براہین قاطعہ ص ۱۸: میں روضہ انور پر جو ہزاروں روپیے کی جھاڑ و فانوس میں اس مبارک روشنی کی متعلق لکھا:-

موجب ظلمت اور نار جہنم کی روشنی دکھانے والی ہے۔

(۲۳) کتاب مذکور ص ۲۲:-

ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا، آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی؟ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا: جب سے علمائے مدرسہ دیو بند سے ہمارا معاملہ ہوا، ہم کو یہ زبان آگئی۔

(۲۴) فتاوی گنگوہی حصہ ۳ ص ۱۰۱:-

...یف فرمائیں۔ جن کے اسماء حسب ذیل ہیں:-

[۲۵](۱) منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین

[۲۶](۲) ازکی الاہلال بابطال ما احدث الناس فی امر الہلال

[۶۸](۳) سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح

[۷۸](۴) الصافیۃ الموحیہ لحکم جلود الاضحیہ

[۸۸](۵) سبحان القدوس عن تقدیس نجس منکوس

[۱۰۴](۶) المنی والدرر لمن عمد منی آرڈر

[۱۰۸](۷) وصاف الرجیح فی بسملۃ التراویح

[۱۳۵](۸) القطوف الدانیہ لمن احسن الجماعۃ الثانیہ

[۱۳۷](۹) الرد الاشد البہی فی ہجر الجماعۃ علی الکنکہی

[۱۶۸](۱۰) انباء المصطفےٰ بحال سر واخفیٰ

[۱۹۴](۱۱) الجزء المہیا لغلمۃ کنہیا

[۲۰۷](۱۲) رامی زاغیان معروف بہ دفع زیغ زاغ

[۱۱۶](۱۳) اتیان الارواح لدیارہم بعد الرواح

[۲۲۱](۱۴) اہلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین

[۲۳۱](۱۵) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

[۲۳۲](۱۶) خلاصہ فوائد فتاوی

[۲۴۳](۱۷) مبین احکام وتصدیقات اعلام

[۲۴۶](۱۸) الفیوض الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ

[۲۵۳](۱۹) تمہید ایمان بآیات قرآن

[۹] رد تھانوی [٤۹]

یہ فرقہ مولوی اشرف علی تھانوی کی طرف منسوب ہے۔وہ تھانہ بھون ضلع ظفر نگر یوپی کے رہنے والے تھے۔مولوی صاحب بھی اذناب وذریات علمائے دیوبند سے ہیں۔لیکن حفظ الایمان نامی ایک چھوٹا سا رسالہ لکھنے کی وجہ سے آپ کی ذات بہت ہی مشہور اور ایک مستقل حیثیت کی سمجھی جانے لگی کہ ان کے اکابر نے بھی ایسی بات نہیں لکھی تھی۔

مولوی تھانوی صاحب نے حفظ الایمان میں لکھا ہے:-

آپ (حضور ﷺ) کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے، کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے، جو دوسرے سے مخفی ہو، تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کرلے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو من جملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے؟ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہوسکتا ہے؟ اور التزام نہ کیا جائے تو نبی، غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی ونقلی سے ثابت ہے۔ (حفظ الایمان، ص ۸، مطبوعہ بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ)

حفظ الایمان کی یہ عبارت ایسی صریح اور واضح ہے کہ خود تھانوی صاحب سے اس کے متعلق سوال ہوا تو ایسے قائل کو خارج از اسلام بتایا۔لیکن یہ ان کی

ڈھٹائی اور حیاداری ہے کہ وہ رسالہ چھپا ہوا ہے، چھپا ہوا نہیں ہے۔ پھر ہم صاف انکار کیا۔ بسط البنان میں سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

الجواب:- میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہ لکھا۔ لکھنا درکنا میرے قلب میں کبھی اس کا خطرہ بھی نہ گزرا۔ میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا۔ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے، یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً کہے، میں اس کو خارج ا اسلام سمجھتا ہوں۔ کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم کی۔

رسالہ امداد، صفر ۱۳۳۶ھ، ص ۳۵ پر ایک مرید کا خواب لکھا کہ:-

خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور [تھانوی صاحب] کا نام لیتا ہوں، اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں، اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں، دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں۔ لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی، تو حضور [تھانوی صاحب] کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں، اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے۔ اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی، زمین پر گر گیا، اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہ رہی۔ اتنے میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا۔ لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور ہی کا خیال تھا۔

بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا، تو ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے، اس واسطے کہ پھر ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ بایں خیال بندہ بیٹھ گیا، اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں، پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں، لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا۔ تو دوسرے روز بیداری رقت رہی۔ خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں، کہاں تک عرض کروں۔

تھانوی صاحب نے اس کا جواب لکھا:-

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔ ۲۴ رشوال ۱۳۳۵ھ

رسالۃ الامداد، ماہ صفر ۱۳۳۵ھ میں ہے:-

ایک صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر [تھانوی] کے گھر میں حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ میرا ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا۔ (کہ اس کم سن شاگردہ و مریدہ سے شادی ہوگی) اس مناسبت سے کہ جب حضور ﷺ نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے۔ (ص ۱۳)

اللہ اکبر! کوئی بھنگی چمار بھی ماں کی تعبیر جورو سے نہ کرے گا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے تھانوی صاحب کے رد میں نو کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

[۵۰] رد مولوی نذیر حسین [۶]

مولوی نذیر حسین صاحب اگرچہ دہلوی سے مشہور ہیں مگر در حقیقت بہاری ہیں۔ بہار کے ضلع مونگیر کے ایک موضع بلتھوا میں ۱۲۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں سورج گڑھا سے ۶/۵ میل کی مسافت پر ہے۔ (دیکھیے تراجم علمائے حدیث ہند: ص ۱۳۲)

یہ غالی قسم کے غیر مقلد تھے۔ تقلید امام اعظم رحمة الله علیه کے سخت مخالف تھے۔ مسائل کا جواب بھی کیف یشاء دیتے تھے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے ان کے رد میں چھ کتابیں تصنیف فرمائیں:

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے
بعض رسائل پر تبصرہ

الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیۃ

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی کتاب مستطاب الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ کی شرح (الفیوضات الملکیہ کے نام سے) تحریر فرمایا ہے۔ جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز ۱۳۲۳ھ میں حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا وتعظیما دوسری مرتبہ حاضر ہوئے، اور مدینہ طیبہ کی حاضری اصل مقصد قرار دیا، جس کی طرف قصیدہ مبارکہ 'حضور جان نور' میں اشارہ کیا ہے ؎

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے
اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

مکہ معظمہ پہنچ کر حضور کو معلوم ہوا کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی بھی آئے ہوئے ہیں اور اپنے مقصد کے مطابق کچھ فتوی یہاں کے علما سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جب اعلیٰ حضرت قبلہ کی تشریف آوری کی خبر انھیں معلوم ہوئی، تو بہت گھبرائے۔ سوچا کہ انہیں کے متعلق فتویٰ حاصل کیا جائے۔ انھیں کی موجودگی میں اس فتوی کا اثر بھی ان پر آسانی سے مرتب ہو جائے گا۔

سوچتے سوچتے حضرت ابوالذکا سراج الدین مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب اعظمی رامپوری ارشادی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ اعلام الاذکیا فی علم الغیب للانبیاء یاد آیا کہ انھوں نے اس میں تحریر فرمایا ہے:

وصلی اللہ علی من ہو الاول والاخر والظاہر و الباطن وہوبکل شیئ علیم ٥

آیت کریمہ جو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی حمد میں ہے، اس کو حضرت مولانا نے اس رسالہ میں نعت شریف قرار دیا ہے۔ گویا رسول اللہ ﷺ کو معاذ اللہ خدا بنا دیا ـــــ اور اس پر اعلیٰ حضرت قبلہ کی تقریظ وتصویب ہے۔ اسی بنا پر علماے مکہ معظمہ سے استفتا کیا اور یہ بھی کہا کہ مصنف تو نہیں، مگر مقرظ رسالہ یہیں موجود ہے۔ تا کہ ایسے شخص کا جو حکم شرعی ہو اس پر جاری بھی کر دیا جائے۔

خداوند عالم بہتر سے بہتر جزائے خیر دے اور کروٹ کروٹ انوار اور جنت کی خوشبوؤں میں حضرت مولانا شیخ صالح کمال صاحب مفتی حنفیہ کو رکھے، کہ انھوں نے فرمایا: پھر کسی دوسرے شخص سے استفتا کی ضرورت ہی کیا ہے؟ خود انھیں سے سوالات کیے جائیں، وہ جو جواب دیں، علما کی مجلس میں پیش کر کے اسے دیکھ لیا جائے۔

یہ بات ایسی معقول تھی کہ علی رغم الوہابیہ سب نے تسلیم کی۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں وہ استفتا پیش ہوا۔ اعلیٰ حضرت نے بے مراجعت کتاب فقط آٹھ گھنٹے میں عربی زبان میں نہایت مدلل ومفصل ایک مستقل کتاب مستطاب ان کے جواب میں تصنیف فرمایا اور اس کا تاریخی نام الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ رکھا۔

جب وہ رسالہ علمائے کرام کے سامنے، شریف مکہ کے سامنے پڑھا گیا، علمائے کرام متحیرانہ اس کو سن رہے تھے اور قوت دلیل پر عش عش کر رہے تھے کہ وہابیہ کے ایک وکیل نے بیچ میں بات کاٹ کر کچھ اعتراض کرنا چاہا۔ مولانا شیخ صالح کمال صاحب نے فرمایا: پہلے پورا رسالہ سن لو! ممکن ہے کہ تمہارے اس شبہ کا جواب آئندہ موجود ہو۔ پھر تضییع اوقات کا کیا فائدہ؟ چنانچہ ایسا ہی ثابت ہوا۔ چند ورق کے بعد بطور دفع دخل اس کا جواب مذکور تھا۔ جب پورا رسالہ پڑھا جا چکا، تو شریف مکہ نے فیصلہ کیا۔ اللہ یعطی وھولاء یمنعون ٥ یعنی اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب دیتا ہے مگر وہابی لوگ اس کو رد کرتے ہیں۔

جب ہندوستان، حضور اعلیٰ حضرت تشریف لائے، تو بہت ضخیم شرح اس کی تحریر فرمائی، اور اس کا نام الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیۃ تجویز فرمایا۔ اس میں ایک بحث یہ ہے، اتساع الصغیر للکبیر الکثیر اور اس ضمن میں اعلیٰ حضرت نے بہت سے واقعات مستند کتابوں سے ثبوت میں پیش فرمائے ہیں، جن کا ترجمہ کرنا ناظرین سوانح کے لیے میں مناسب خیال کرتا ہوں۔

(۱) انسان کی آنکھوں کی پتلی کیا ہے؟ ایک سیاہ نقطہ ہے، جس میں آسمان، آفتاب، پہاڑ، دریا، میدان سب کی صورتیں ایک آن میں چھپ جاتی ہیں۔ ظاہر ہے یہ انطباع بقدر اتساع ہے۔ تو اتنے بڑے آسمان کی صورت ایک نقطہ میں بقدر نقطہ ہوگی۔ اسی پر رائی کے دانہ وغیرہ کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ پھر یکے بعد دیگرے ان تمام چھوٹی چھوٹی لطیف وصغیر صورتوں کا چھپنا، اور ان کا اکٹھا ہونا۔ لطف یہ کہ آنکھ والا ایک ہی آن میں آسمان، آفتاب، پہاڑ، دریا،

یدان، رائی سب کو علیحدہ علیحدہ واضح طور پر تمیز کرتا ہے۔ جس میں اصلاً خفا ر پوشیدگی نہیں رہتی۔ ہر چیز اسی کے قد و جثہ کے مطابق دیکھتا ہے۔ ان چیزوں کے ہجوم و تراکم کی وجہ نہ التباس ہوتا ہے، نہ مقدار میں کوئی فرق ہوتا ہے۔

(۲) ایک چھوٹا بیج کہ ناخنوں کے برابر بھی نہیں اس سے عظیم الشان درخت نکلتا ہے۔ اس کا دَل مثلاً سو گز ہو، اور شاخیں صد در صد گز زمین پر سایہ فگن ہیں۔ اس میں ہزاروں شاخیں ہیں، اور ہر شاخ میں ہزاروں پتے ہیں۔ جیسے املی کا بیج، اس میں یہ سب چیزیں موجود ہیں ـــــــ تو اللہ نے جس کی آنکھیں کھول دی ہیں، وہ قبل ان چیزوں کے ظہور کے اس بیج میں تمام چیزوں کو دیکھتا ہے۔ حالانکہ ظاہر میں پورے اس بیج کو بھی نہیں دیکھتا۔ بلکہ نہ اس کا نصف دیکھتا ہے، نہ ربع، بلکہ صرف پوست کا نصف سطح ظاہر دیکھتا ہے، جو اس کے سامنے ہے۔ فَهَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمىٰ وَالْبَصِيْرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّوْرُ ٥

(۳) علامہ عبد الوہاب شعرانی اپنی کتاب الیواقیت والجواھر فی عقائد الاکابر میں فرماتے ہیں کہ دوات کے اندر جو روشنائی ہے۔ اہل کشف اس میں تمام ان حروف والفاظ کو دیکھتے ہیں جو اس سے لکھی جائیں گی۔ تو جس وقت لکھتے لکھتے، وہ روشنائی ختم ہو جائے اور جو کچھ اس سے لکھا گیا ہے، اہل کشف کے علم سے مقابل کیا جائے، تو نہ اس سے ایک حرف زائد ہوگا، نہ ایک لفظ کم۔

(۴) الابریز فی علوم سیدنا عبد العزیز میں ہے کہ میں نے

حضرت شیخ ﷺ سے سنا کہ جب جنین ماں کے پیٹ میں قرار پکڑتا ہے، تو عارف باللہ اسی وقت اس کو اس حال میں دیکھتا ہے، جہاں وہ اپنی آخر عمر تک پہنچے گا اور جو کچھ خیر وشر اس کو پہنچے گا اور سب اسی وقت دیکھتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص عارف کے دیکھنے کے مطابق تمام حالات قلم بند کر کے رکھ چھوڑے، اور روزمرہ کی زندگی میں جو باتیں اس کو پیش آتی جائیں، ان سب کو اس سے مقابلہ کرتا جائے تو سرمو ان دونوں میں تفاوت نہ ہوگا۔

(۵) صوفیہ کرام کا اجماع ہے کہ انسان تمامی مخلوقات کے اوصاف کا نسخہ جامعہ ہے۔ اور یہ عالم صغیر ہے۔ اور جو کچھ عالم کبیر میں ہے، سب اس میں موجود ہے۔ تو جو شخص اس کے باطن میں دیکھے، اور حق معرفت کر کے پہچانے، تو اس عالم صغیر میں وہ سب کچھ پائے گا، جو عالم کبیر میں ہے۔ یعنی صفحات وجود پر جو کچھ مرقوم ہے۔ قال تعالیٰ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۝ ابھی ہم انھیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود ان کے آپے میں یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے۔ (پ۲۵ ع۱)

(۶) تھوڑے سے زمانہ میں بہت بڑی عظیم وکثیر خبر دکھانے کی مثال حضور اقدس ﷺ کا معجزہ معراج شریف ہے کہ محض تھوڑی سے شب میں حضور اقدس ﷺ کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ، وہاں سے سماوات اعلیٰ، وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ، وہاں سے مقام مستویٰ، وہاں سے عرش اعلیٰ، وہاں سے منقطع الجہۃ این والمتیٰ تشریف لے گئے۔ پھر قریب ہوئے، اور بہت نزدیک ہوئے، دَنٰی فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى ۝ اور یہ ظاہر ہے کہ زمین سے آسمان دنیا کی مسافت پانچ سو سال کی راہ ہے۔ اور اسی طرح ہر آسمان سے دوسرے

آسمان تک کی مسافت اور ضخامت ہزار برس کی راہ ہوئی۔ تو آمد و رفت میں صرف آسمانوں ہی تک پہنچنے کے لیے چودہ ہزار برس چاہئے۔ اور ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ، وہاں سے مقام مستوی، وہاں سے عرش اعلیٰ کی مسافت تو سوائے خداوند کسے معلوم؟

البتہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک حدیث مروی، جسے امام ابوربیع نے شفاء الصدور میں مرفوعاً نقل فرمایا کہ پھر میں نور میں گیا تو ستر ہزار حجاب طے کئے، جن میں کوئی ایک حجاب دوسرے کے مشابہ نہیں۔ اور ہر حجاب میں ایک فرشتہ موکل تھا، جو دوسرے حجاب تک پہنچایا کرتا تھا۔ ہر حجاب کی موٹائی پانچ سو سال کی راہ تھی۔ اس کے بعد مجھے فرمایا گیا: تقدم یا محمد تو میں آگے بڑھا اور میرے ساتھ فرشتہ چلا۔ وہاں جا کر سبز رفرف حاضر کیا گیا۔ اور ایک روایت میں سات سو، ایک روایت میں اور ستر حجاب کا ذکر ہے۔ تو یہ کل ستر ہزار سات سو ستر حجاب ہوئے۔ اور ایک حجاب سے دوسرے حجاب کی مسیرۃ پانچ سو سال کی راہ ہے۔ تو آسمانوں کے ہضم کے اوپر سے عرش اعلیٰ تک کی مسافت آمد و رفت کی سات کروڑ سات لاکھ ستر ہزار سال کی راہ ہوئی۔

پھر یہ تشریف لے جانا محض مجرد ذهاب وایاب نہ تھا۔ بلکہ سماوات اور جو ان کے بیچ میں ہے ان کا مطالعہ ومشاہدہ اور کرسی اور جو اس میں ہے؛ اور عرش اور جو اس میں ہے؛ اور جنت اور جو کچھ اس میں ہے؛ اور دوزخ اور جو اس میں ہے، ان سب کا تفصیلی ملاحظہ تھا کہ جملہ حقائق ودقائق سے واقف ہوئے۔ اور یہ سب فقط شب کے ایک تھوڑے سے حصہ میں ہوا۔

(۷) بخاری شریف میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم ﷜ سے مروی کہ حضور اقدس ﷺ ہم میں ایک جگہ کھڑے ہوئے، تو ابتدائے آفرینش سے تمام امور کی خبر دے دی۔ اس وقت تک کہ جنتی اپنی منزلوں اور دوزخی لوگ اپنی منزلوں میں داخل ہوں گے۔ جس نے یاد رکھا، اس نے یاد رکھا؟ اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ عینی، علامہ قسطلانی، شارحین بخاری اور ملا علی قاری صاحب مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: یہ حدیث زبردست دلیل اس امر کی ہے کہ رسول ﷺ نے ایک مجلس میں جملہ مخلوقات کی تمام حالتوں کی خبر ابتدائے آفرینش سے فنا ہونے بلکہ قیامت کے دن اٹھائے جانے کے واقعات، سب بیان فرما دیئے۔ تو یہ اخبار مبدأ، معاش، معاد سب کو شامل ہے۔ اور تمام باتوں کو ایک جلسہ میں بیان فرما دینا، یہ بہت بڑا معجزہ، اور خارق عادت واقعہ ہے۔ اور دوسری حدیثوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

(۸) ترمذی شریف میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن رسول ﷺ باہر تشریف لائے، تو آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ اس کتاب کے بارے میں، جو دہنے ہاتھ میں تھی، فرمایا کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام جنتیوں کے نام ہیں۔ ان کے ماں باپ کے نام، ان کے قبیلے کے نام ہیں۔ پھر اخیر میں ٹوٹل کر دیا گیا ہے۔ تو نہ ایک شخص ہی اس میں زائد ہوگا، اور نہ کوئی اس سے کم ہوگا۔ اور جو کتاب بائیں ہاتھ میں تھی، اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اس میں جہنمیوں اور ان کے باپوں

اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں۔ اور آخر میں ٹوٹل کر دیا گیا ہے۔ تو نہ ایک شخص اس میں زائد ہوگا اور نہ ایک بھی کم ہوگا۔

سرسری نظر میں یہ بات کوئی بہت بڑی اہم نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو اس معجزہ اور جرم واسع کثیر کا ایک تنگ ظرف میں بند کر دینے کا حال معلوم ہوگا۔ گویا دریا کو کوزہ میں بند کر دینا اگر ہو سکتا ہے، تو اس کی ایک مثال یہ بھی ہے۔ اس لیے کہ ہم فرض کرتے ہیں کہ ایک کتاب مجلد ہے، جس میں پانچ سو ورق بڑے بڑے ہیں، اور ہر صفحے میں پچاس سطریں ہیں؛ اور ہر سطر میں دس جنتیوں کا نام اس طرح مرقوم ہے۔ ابوبکر بن قحافہ تیمی ـــــ عمر بن الخطاب عدوی ـــــ عثمان بن عفان اموی ـــــ علی بن ابی طالب ہاشمی ـــــ طلحہ بن عبید اللہ تیمی ـــــ زبیر بن عوام اسدی ـــــ عبد الرحمن بن عوف زہری ـــــ سعد بن ابی وقاص زہری ـــــ سعید بن زید وقاص زہری ـــــ سعید بن زید عدوی ـــــ ابوعبیدہ بن جراح فہری۔ تو اگر اس طرح پوری کتاب میں جنتیوں کے نام لکھے جائیں، تو اس مجلد ضخیم کبیر طویل عریض ثقیل میں فقط پانچ لاکھ آدمیوں کے نام آ جائیں گے۔

اور جنتی کتنے ہیں؟ اس کا کچھ اندازہ ان حدیثوں سے ہو سکتا ہے۔

صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی رسول ﷺ فرماتے ہیں۔ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی جنت میں بلا حساب و کتاب جائیں گے، جو لوگ نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں، نہ فال لیتے ہیں، اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں اتنا اور زائد ہے کہ ان کے منہ چودہویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

نیز اس میں سے حضرت عکاشہ بھی ہیں۔

صحیحین ہی کی روایت حضرت سہیل بن سعد سے مروی رسول ﷺ نے فرمایا کہ میری امت سے ستر ہزار یا ستر لاکھ آدمی ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے ہوں گے، وہ سب ایک ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے دمکتے ہوں گے۔

امام احمد و ترمذی نے ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری امت سے ستر ہزار لوگ بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ اور ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے۔ اور تین لپ اللہ کے لپوں سے۔ تو ان کا مجموعہ انچاس لاکھ ستر ہزار ہوتا ہے ـــــــ اور خدا کے تین لپوں میں کتنے آدمی آئیں گے؟ ان کا شمار تو خداوند عالم ہی کو معلوم ہے۔

مسند امام احمد اور حکیم ترمذی ابو یعلی دیلمی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راوی کہ ستر ہزار میری امت سے بلا حساب داخل ہوں گی، جن کے منہ چودھویں رات کے مانند ہوں گے اور ان سب کے قلوب ایک شخص کے قلب کی طرح۔ پھر میں نے اپنے رب سے زیادتی چاہی، تو اس نے زیادہ کیا کہ ہر آدمی کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے۔

تو یہ مجموعہ چار عرب نو کروڑ ہوگا۔ تو اگر فقط انہیں جنتیوں کے نام، جو بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے، اس طریقہ پر لکھے جائیں تو ان کے لیے آٹھ لاکھ نو ہزار مجلدات کی ضرورت ہوگی ـــــــ پھر تمام جنتیوں کے ناموں کے لیے کتنے مجلدات کی ضرورت ہوگی، اس کو کون بتا سکتا ہے؟

علامہ عبد الوہاب شعرانی کتاب مستطاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر کے مبحث بتیس میں فرماتے ہیں کہ مجھے میرے دینی بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان نیک بختوں کے [illegible]ق اطلاع بخشی۔ جو صلب سیدنا آدم علیہ السلام میں تھے۔ تو ان کی تعداد اس قدر ہے کہ اگر ان کو اعداد میں لکھنا چاہیں تو اکسٹھ عدد رقم اس کے لیے درکار ہوگی۔ پہلے پانچ صفر، پھر ایک کروڑ بیاسی لاکھ چھیانوے ہزار چھ سو پچاسی۔ پھر انیس صفر، پھر رقم بتیس ہزار نو سو سرسٹھ۔ پھر بیس صفر، ایک ہزار چار سو پچاسی لکھا جائے، تو جس کی شکل یہ ہوگی۔

۱۴۸۵..........................،۳۲۹۶۷..........................،۱۸۲۹۶۶۸۵.....

اتنے آدمی کے نام اس قاعدے سے لکھے جائیں، تو اس کے لیے اتنی ضخیم مجلدات کی ضرورت ہوگی، جن کو اعداد میں اس طرح لکھ سکتے ہیں۔ پہلے چھتیس لاکھ انسٹھ ہزار تین سو سینتیس۔ پھر ۱۹ صفر پھر پینسٹھ ہزار نو سو چونتیس۔ پھر اکیس صفر پھر دو سو ستانوے لکھا جائے، جس کی شکل یہ ہوگی۔

۲۹۷..........................،۶۵۹۳۴..........................،۳۶۵۹۳۳۷

اور رب العزت جل جلالہ نے حضور اکرم ﷺ کے لیے ان کو ایسی مجلد میں جمع فرما دیا تھا، جس کو ایک ہاتھ میں حضور اٹھائے ہوئے تھے۔ یہ تعداد تو سعداء اور نیک بختوں کی ہے۔

پھر کفار اور بدبختوں کی تعداد کون بتا سکتا ہے؟ اس لیے کہ وہ باختلاف الروایات سعید سو میں ایک، یا ہزار میں ایک، یا کالے بیل کے بدن میں سیاہ بالوں میں ایک آدھ سفید بال کی مثال ہیں۔ علمائے کرام نے ان روایات کی

تطبیق بہت دلچسپ دی ہے کہ سعید بنی آدم سے سو میں ایک ہیں۔ اور جب ان کے ساتھ یاجوج اور ماجوج کو بھی ملا لیجیے تو ہزار میں ایک، اور اگر جنوں کو بھی شامل کر لیا جائے، تو سیاہ بیل کے بدن میں سفید بال کی مثال ہیں۔

امام بخاری حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے راوی کہ قیامت کے دن سب سے پہلے آدم علیہ السلام بلائے جائیں گے، اور ان کی ذریت ان کو دکھائی جائے گی۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے باپ آدم علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا جائے گا کہ اپنی ذریت سے جہنم کا حصہ نکال دیجیے۔

عرض کریں گے: اے رب! کس قدر نکالوں؟

ارشاد ہوگا: ہر سو سے ننانوے۔

یہ سن کر صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب ننانوے دوزخ میں بھیج دیئے گئے تو باقی کیا رہے؟

حضور نے ارشاد فرمایا: کہ میری امت اور امتوں میں جیسے سیاہ بیل کے بدن میں سفید بال ہے۔

علامہ بغوی نے **معالم التنزیل** میں حضرت ابو سعید خدری ﷺ سے روایت کیا۔ اس میں حضرت آدم کے قول **ومابعث النار** کے جواب میں ہے۔ ہزار سے نو سو ننانوے۔

اس وقت لوگوں نے کہا کہ ہم میں وہ ایک کون ہوگا؟

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: نو سو ننانوے یاجوج ماجوج سے اور ایک تم میں سے۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن ابی مرویہ، بیہقی، حضرت ابو سعید خدری ﷺ سے روایت کرتے ہیں، جس میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ جب ارشاد ہوگا:

ہر ہزار سے نو سو ننانوے جہنم میں بھیجو۔

یہ سن کر بچے غم کے مارے بوڑھے ہو جائیں گے۔

تو جب عدد سعدا جن کا بیان اوپر گزرا، نو سو ننانوے میں ضرب دیا جائے، تو اشقیا کی تعداد اس قدر ہوگی۔ جن کو اس طرح لکھا جا سکتا ہے۔ پانچ صفر اٹھارہ ارب ستائیس کروڑ تراسی لاکھ اٹھاسی ہزار تین سو پندرہ۔ پھر سولہ صفر پھر تین کروڑ انتیس لاکھ چونتیس ہزار تینتیس۔ پھر سترہ صفر پھر چودہ لاکھ تراسی ہزار پانچ سو پندرہ، جس کی شکل یہ ہوگی۔

۱۴۸۳۵۱۵..................۳۲۹۳۴۰۳۳..................۱۸۲۷۸۳۸۸۳۱۵.....

پھر ان کے لیے کتنے مجلدات کی ضرورت ہوگی؟ اور سیاہ بیل کے بدن میں کتنے بال ہوں گے؟ اس کی تعبیر ایک سفید بال کے اندازے سے تو ممکن ہی نہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کو سُعدا کے عدد پر مطلع فرمایا، نہ کہ اشقیا کی تعداد پر۔

پھر اس کتاب کو بھی ایسی صغیر الحجم بنا دیا کہ حضور نے بے تکلف اپنے بائیں ہاتھ میں اٹھا لیا، اور لوگوں کے پاس اسی حال میں تشریف لائے کہ دونوں کتابیں حضور کے دونوں دست اقدس میں تھیں۔ تو یہ دونوں کتابیں جیسر جرم عظیم کبیر کو ظرف تنگ اور صغیر میں کرنے کی بہترین مثال ہے۔ **واللہ علیٰ کل شئ قدیر**۔

(۹) امام احمد و بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام سے قرآن یعنی زبور ہلکا کر دیا تھا۔ تو گھوڑا کسنے کے لیے حکم دیتے تو یہ پوری زبور شریف پڑھ لیتے، قبل اس کے کہ گھوڑا کسا جائے۔

اور بعض علما نے فرمایا کہ قرآن سے مراد توریت ہے۔ اس لیے کہ زبور کل ایک سو پچاس سورہ ہیں۔ سب مواعظ اور ثنا میں، اور احکام حلال و حرام وغیرہ یہ سب توریت سے لیتے تھے۔

تو اگر توریت مراد لیا جائے تو معجزہ اور بھی بڑا ہوگا۔ اس لیے کہ معالم التنزیل میں ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ توریت شریف نازل ہوا تو ستر اونٹ کا بوجھ تھا۔ ایک پارہ ایک سال میں پڑھا جاتا تھا، اس کو صرف چار شخصوں نے یاد کیا تھا۔ اور زبانی پڑھتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یوشع علیہ السلام، حضرت عزیز علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

(۱۰) ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ اس معجزہ داؤدی کی مثال اَتباعِ آقائے دو عالم محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی ظاہر ہوا۔ مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی کہ گھوڑا کس کر لایا جاتا، اور آپ ایک پاؤں رکاب میں رکھ کر قرآن شریف پڑھنا شروع کرتے، تو جب تک دوسرا قدم دوسرے رکاب میں رکھیں، نہایت ٹھہر ٹھہر کر، معنی مطلب سمجھ کر قرآن شریف ختم فرمایا کرتے۔

(۱۱) حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں انھیں کے متعلق دوسرا واقعہ ذکر فرمایا کہ ملتزم سے دروازہ خانہ کعبہ تک

پہنچنے میں پورا قرآن شریف ختم فرمادیا کرتے۔

(۱۲) امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے متعلق خبر پہونچی ہے وہ یہ کہ چار ختم دن میں فرماتے، اور چار ختم شب میں۔

(۱۳) علامہ عینی ''عمدۃ القاری شرح بخاری'' میں، امام نووی کا کلام نقل کر کے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک حافظ کو دیکھا کہ شب قدر کی وتر میں تین ختم قرآن کیا، ہر رکعت میں ایک ختم کیا۔

(۱۴) علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری شرح بخاری میں علامہ نووی کا کلام نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا کہ میں نے بیت المقدس میں ۸۶۷ھ میں حضرت ابو طاہر کو دیکھا، اور ان کے بارے میں سنا کہ وہ رات دن میں دس ختم سے زیادہ کرتے ہیں۔

(۱۵) علامہ قسطلانی ہی نے فرمایا کہ مجھ سے شیخ الاسلام برہان الدین بن ابی شریف ادام اللہ النفع بعلومہ نے ان ہی ابو طاہر کے متعلق فرمایا کہ وہ رات دن میں پندرہ ختم فرماتے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شیخ الاسلام برہان الدین نے اپنے متعلق یہ فرمایا ہو۔ جیسا کہ علامہ سیدی عبد الغنی نابلسی نے حدیقہ ندیہ میں حضرت شیخ الاسلام ہی کے بارے میں تحریر فرمایا۔

(۱۶) علامہ عبد الغنی نابلسی نے فرمایا کہ ارشاد میں ہے کہ نجم اصبہانی نے ایک یمنی شخص کو دیکھا کہ خانہ کعبہ کا طواف ایک مرتبہ یا سات مرتبہ کرنے میں پورا قرآن پاک ختم کرلیا، اور یہ بجز مدد ربانی و فیض رحمانی ناممکن ہے۔

(۱۷) نیز علامہ نابلسی نے فرمایا کہ مجھے بعض ثقات نے خبر دی کہ ہمارے شیخ عبد الوہاب شعراوی مغرب اور عشا کے درمیان دو ختم کرلیتے۔

(۱۸) سیدی علامہ جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس میں ر سعیدالدین فرغانی سے ناقل کہ میں نے شیخ طلحہ بن عبداللہ بن طلحہ تستری عراقی سے ۶۶۵ھ میں سنا کہ وہ شیخ عمادالدین احمد بن شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ میں اپنے والد ماجد کے ساتھ حج کو گیا ہوا تھا، اور میں طواف کر رہا تھا کہ ایک مغربی شخص کو دیکھا کہ وہ طواف کر رہے ہیں، اور لوگ ان سے برکت حاصل کر رہے ہیں۔ تو لوگوں نے ان سے میرے متعلق ذکر کیا کہ یہ شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی کے صاحب زادے ہیں۔ تو انھوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے سر کو بوسہ دیا، اور میرے لیے دعائے خیر کیا۔ تو ان کی دعا کی برکتیں میں اپنے میں برابر دیکھتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ ان کی دعا کی برکت مجھے آخرت میں بھی شامل حال ہو۔ میں نے لوگوں سے ان کے متعلق دریافت کیا۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ بزرگ حضرت موسیٰ سدرانی اکابر اصحاب سیدی ابومدین مغربی رضی اللہ عنہ ہیں۔

جب میں طواف بیت اللہ سے فارغ ہوا۔ تو حضرت والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے انھیں خبر دی کہ میں نے حضرت شیخ موسیٰ سدرانی کو دیکھا اور انھوں نے میرے لیے دعا کی۔ اس سے والد ماجد صاحب بہت خوش ہوئے۔ پھر لوگوں نے حضرت ابوموسیٰ کے اوصاف وکمالات بیان کرنا شروع کیا۔ اور ازاں جملہ یہ بھی کہا کہ وہ رات دن میں ستر ہزار قرآن ختم فرماتے ہیں۔ تو میرے والد صاحب خاموش رہے، انکار نہ کیا۔

(۱۹) حضرت شیخ الشیوخ کے صاحب زادے شیخ عمادالدین احمد نے کہا کہ میرے والد ماجد کے اکابر خلفا میں سے ایک شخص نے کہا، اور قسم کھا کر کہا۔

لوگ حضرت موسیٰ سدرانی کی یہ کرامت بیان کرتے ہیں، وہ سب سچے اور ٹھیک کہتے ہیں۔ لیکن میرے دل میں کچھ شبہ تھا۔ حسن اتفاق کہ میں شیخ موسیٰ سدرانی کو ایک شب طواف کرتے ہوئے پالیا، تو میں ان کے پیچھے ہولیا۔ تو میں نے دیکھا کہ انھوں نے رکن اسود کو بوسہ دیا، اور ابتدائے سورہ فاتحہ سے پڑھنا شروع کیا، اور وہ طواف میں عام لوگوں کی طرح چل رہے تھے۔ اور نہایت ہی ترتیل کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے جا رہے تھے، جسے میں ایک ایک حرف سمجھ رہا تھا۔ جب حجر سے کعبہ شریف تک پہنچے، جو چار قدم سے زائد نہیں، تو پورا قرآن شریف ختم کر لیا۔ جسے میں نے ایک ایک حرف کر کے سنا۔ تو والد ماجد نے اور تمام اصحاب نے اس کی تصدیق کی۔

(۲۰) امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سیدی علی مرصفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انھوں نے ایک رات دن میں تین لاکھ ساٹھ ہزار ختم قرآن شریف فرمایا۔ اور سیدی عبدالغنی نابلسی نے بھی حدیقہ ندیہ میں تحریر فرمایا کہ انھوں نے اپنے ایام سلوک میں تین لاکھ ساٹھ ہزار قرآن ختم فرمایا، ہر درجہ میں ہزار ختم۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ بلکہ ہر درجہ میں ہزار ختم سے زائد ہوا۔ اس لیے پانچوں نمازوں کے اوقات کا استثنا تو ضروری ہے۔

(۲۱) علامہ جامی قدس سرہ السامی حضرت شیخ عمادالدین سے تتمۂ روایت مذکور میں ناقل کہ لوگوں نے والد ماجد سے اس کو پوچھا کہ کس طرح اس قدر ختم قرآن فرماتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ یہ بسط زمان ہے،

جو اولیا اللہ کے لیے ہوتا ہے۔ یعنی تھوڑا سا وقت ان کے لیے بہت پھیلا جاتا ہے، جس میں بہت سا کام کر سکیں۔

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر سہروردی ﷺ نے اس واقعہ تصدیق کے لیے بیان فرمایا کہ شیخ الشیوخ ابن سکینہ ﷺ کا ایک سنار مرید تھا اس کے متعلق یہ خدمت تھی کہ ہر جمعہ کو صوفیا کی جانمازیں مسجد میں لے جا کر بچھا دیا کریں، اور جب نماز جمعہ ہو جایا کرے تو انھیں لے جا کر خانقاہ میں رکھ دیں۔ کسی ایک جمعہ میں انھوں نے سب جانمازوں کو جمع کیا، اور باندھا کہ جامع مسجد لے جائیں، اور ارادہ کیا کہ دجلہ پر پہونچ کر غسل کر لیں۔ چنانچہ گئے اور دجلہ پہونچ کر کپڑا اتارا، اور نہانے کے لیے دجلہ میں گھسے، اور غوطہ لگایا۔ جب سر اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دجلہ نہیں ہے، بلکہ یہ بالکل دوسری جگہ ہے۔ لوگوں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ مصر ہے۔ تو انھیں بہت تعجب ہوا۔ آخر پانی سے نکلے اور مصر شہر میں داخل ہوئے۔ جاتے جاتے ایک سونار کی دکان کے اوپر جا کر رکے، اور ان کے پاس وہی ایک کپڑا تھا، جس کو پہن کر نہانے کے لیے پانی میں گھسے تھے۔ جب اس دکان پر پہونچے، تو دکان دار نے فراست سے سمجھا کہ یہ بھی سنار ہے۔ اور کچھ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اچھا کاریگر ہے۔ اس کی آؤ بھگت کی، اور اپنے گھر لے گیا، اور اپنی لڑکی سے اس کا نکاح کر دیا۔ سات سال تک یہ شخص وہاں رہا۔ اس درمیان میں تین لڑکے ہوئے۔

ایک دن اتفاقاً نہانے کے لیے کسی تالاب پر گئے۔ کپڑے اتار کر ایک کپڑا باندھ کر پانی میں گھسے، اور غوطہ لگایا۔ اب جو سر اٹھاتے ہیں،

اپنے کو دجلہ میں پاتے ہیں۔ اسی جگہ جہاں سات سال قبل نہا رہے تھے، اور دیکھا کہ کپڑے سب اسی طرح ساحل پر رکھے ہوئے ہیں۔ ان کو پہنا، اور خانقاہ آئے تو دیکھتے ہیں کہ جانمازیں اسی طرح رکھی ہوئی ہیں۔ تو بعض دوستوں نے کہا جلدی کیجیے۔ لوگ جامع مسجد جا چکے۔ یہ جانمازوں کو لے کر جامع مسجد پہونچے۔ انھیں بچھایا، اور نماز پڑھی۔ پھر جانمازوں کو لے کر خانقاہ پہونچے، پھر مکان آئے، تو ان کی بیوی نے کہا کہ آپ کے دوست احباب کہاں ہیں، جن کی دعوت کی ہے؟ اور مچھلی تلنے کو کہا تھا، وہ تیار ہے۔ چنانچہ وہ لوگ حسب قرار داد آئے، اور مچھلی کھایا۔ پھر اپنے پیر و مرشد حضرت ابن سکینہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا، اور مصر میں سات سال رہنے اور تین اولاد ہونے کا ذکر کیا۔ تو شیخ نے حکم دیا کہ جاؤ، اور اپنی بیوی بچوں کو لے آؤ۔ یہ مصر گئے، اور ان سب کو لے آئے۔

جب شیخ نے دیکھا کہ جو کچھ کہہ رہا ہے، سچ ہے۔ تو پوچھا کیا تمہارے دل میں کچھ وسوسہ ہوا تھا؟ اس پر کہا کہ ہاں! میرے دل میں اس آیت کریمہ کے متعلق خلجان تھا۔ فِی یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ ۝ تو شیخ ابن سکینہ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ تمہارے اشکال کو دفع کیا، اور تمہارے ایمان کو صحیح رکھا۔ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے، اپنے بندوں سے جس کے لیے چاہے گا زمانہ وسیع کر دے گا۔ اور جس شخص کے لیے چاہے گا، تنگ کر دے گا۔ تو بہت بڑی مدت اس کے لیے چھوٹی کر دے گا۔

(۲۲) علامہ جامی قدس سرہ السامی نے ذکر کیا کہ اس کے قریب وہ واقعہ ہے جسے حضرت محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

فتوحات مکیہ میں ذکر فرمایا کہ جوہری نے اپنے گھر سے آٹا خمیر کیا ہوالیا، اور نانبائی کے یہاں پکوانے کو لے گیا۔ اور وہ جنبی تھا، تو دریائے نیل کے کنارے نہانے گیا۔ دریا میں گھسا، اور غوطہ لگایا، تو اپنے نفس سے غائب ہوگیا جس طرح انسان خواب میں دیکھتا ہے۔

اس نے دیکھا کہ وہ بغداد میں ہے۔ اس نے وہاں شادی کی۔ چھ سال اس بیوی کے ساتھ رہا، اور اس کی اولاد پیدا ہوئی۔ پھر اپنے نفس کی طرف پلٹا تو گھر آیا، اور اس واقعہ کو اپنی پہلی بیوی سے بیان کیا۔ جب کئی مہینہ اس کے گزر گئے تو اس کی دوسری بیوی بغداد سے آئی، اولاد اس کے ساتھ تھی، اس جوہری کا مکان پوچھ رہی تھی۔ جب اس کے مکان پر آئی اور اس شخص سے ملاقات ہوئی، تو دونوں نے ایک دوسرے کو پہچانا، اور اولاد نے بھی باپ کو پہچانا۔ اس بیوی نے اس عورت سے پوچھا کہ کتنے دن تم سے شادی کو ہوئے؟ اس نے کہا کہ چھ سال۔

(۲۳) کتاب مستطاب سبع سنابل شریف حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی میں حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی سے منقول ہے کہ ایک شب مجھ کو مجھ سے لے لیا گیا، تو مجھ پر بہت بڑے لمبے واردات وارد ہوئے۔ پھر جس وقت میں آپے میں لوٹایا گیا، تو میرے وضو کا پانی بھی خشک نہ ہوا تھا۔

(۲۴) سبع سنابل شریف ہی میں دوسرا واقعہ انھیں سے منقول ہے۔ فرماتے ہیں کہ میرے مریدوں میں سے ایک شخص ہے کہ ایک گھنٹہ میں سو مرتبہ قرآن شریف پڑھتا ہے، جس کا ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ اور ممتاز ہوتا ہے۔

(۲۵) اسی میں تیسرا واقعہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے مرید کا ب کہ وہ دجلہ غسل کرنے کے لیے گئے۔ کپڑا اتارا، پانی میں گھسے، غوطہ لگایا۔ ب سر اٹھایا، تو اپنے کو ہندوستان میں پایا۔ وہاں شادی کی، اور کئی سال ے۔ اولاد پیدا ہوئی۔ پھر کسی دن وہاں ایک پانی میں غوطہ لگایا، تو اپنے آپ و دجلہ میں پایا، کپڑے ویسے ہی رکھے ہوئے تھے۔ کپڑے پہن کر خانقاہ آئے، اور پیر بھائیوں کو دیکھا کہ وہ سب اسی نماز کے لیے وضو کر رہے ہیں۔

جب یہ واقعہ سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سے بیان کیا، تو انھوں نے ایک آدمی ہندوستان بھیجا، اور اس کے اہل وعیال کو وہیں بلالیا۔

(۲۶) اسی مبارک کتاب میں سلطان ہند ہمایوں بادشاہ کے عہد کا ایک واقعہ عجیب دلچسپ ذکر کیا کہ شہر شمس آباد میں ایک سیمیاوی، علم سیمیا کا ماہر تھا۔ لوگوں کو عجائبات دکھایا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک شیخ احمد فرملی اور شیخ احمد معروف بہ استاذ، جو اکابر علما سے تھے۔ اس کے یہاں تشریف لے گئے، اور خواہش ظاہر کی کہ ہم دونوں کو عجائبات دکھاؤ۔ اس نے ان دونوں کو بٹھایا، اور گھانس کا ایک جھونپڑا بنایا، اور اس جھونپڑی کو مکان کے ایک گوشہ میں کھڑا کردیا، اور علامہ احمد فرملی سے کہا کہ آپ اس کے اندر تشریف لے جائیں۔ انھوں نے جیسے ہی اس جھونپڑے میں قدم رکھا، ان کے ذہن سے یہ بات جاتی رہی کہ ہم دونوں یہاں عجائبات دیکھنے آئے ہیں۔ اور ان کے دل میں یہ بات آئی کہ ہم اپنے گھر سے گجرات جارہے ہیں۔ مراحل اور منازل قطع کرکے بعد مدت گجرات پہونچے۔ وہاں ایک باغ دیکھا اس میں سے کچھ پھل توڑے۔ دیکھا کہ مالی شور مچارہا ہے، اور کہہ رہا ہے۔ یہ سلطانی باغ ہے، اس میں سے

آپ نے کس طرح بے اجازت پھل توڑا؟ پھر ان کو پکڑ کر بادشاہ کے حضور پیش کیا، اور شکایت کی۔

جب سلطان ہمایوں نے شیخ احمد فرملی کو دیکھا، تو فراست سے سمجھا کہ یہ معززین سے ہیں۔ مالی کو بہت ڈانٹا، اور شیخ احمد فرملی سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں، کہاں مکان ہے، کہاں جا رہے ہیں؟

انھوں نے جواب دیا۔ سلطان ہند! میرا نام احمد فرملی ہے، مکان شہر قنوج ہے۔ یہاں اس لیے حاضر ہوں کہ سرکار میں کوئی نوکری مل جائے۔

ہمایوں بادشاہ نے کہا: مرحبا! میں نے اسے منظور کیا، دو گھوڑے دیے، ایک مکان، اور کھانے پینے کا سب سامان دیا۔ شیخ احمد فرملی وہاں رہنے لگے، وہیں شادی کی، اولادیں پیدا ہوئیں۔ بادشاہ کے پاس رہنے لگے۔ جب سلطان شکار یا گیند کھیلنے جاتا، تو ان کو اپنے ساتھ لے جاتا۔ یہاں تک کہ پچاس سال ان کو بادشاہ کی خدمت میں رہتے ہوئے ہو گئے، اور بڑے بوڑھے ہو گئے۔ اتفاقاً انھوں نے ایک جھونپڑا دیکھا، اس میں گھسے، اور چند قدم چلے۔ اس جھونپڑے سے نکلے تو شیخ احمد عرف استاد کو دیکھا۔ ان سے معانقہ کیا، اور پوچھا آپ گجرات کب تشریف لائے؟ استاذ نے کہا: آپ کیا کہتے ہیں، یہاں گجرات کہاں؟ یہ تو شمس آباد ہے۔ ہم دونوں سیمیاوی کے گھر آئے ہیں، اور ابھی آپ اس جھونپڑی میں داخل ہو کر نکلے ہیں۔ اس وقت شیخ احمد فرملی کو آنا، اور اس سے عجائبات کا سوال کرنا سب یاد آ گیا۔ پھر اپنے آپ کو دیکھا تو ابھی نوجوان ہیں۔ شیخ احمد استاذ سے تمام وہ واقعہ بیان کیا، اور عمر بھر اس سے تعجب کرتے رہے۔

(۱۰۰) ابریز شریف میں ہے۔ مصنف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا۔ جو دریا میں اترا، تھوڑی دیر کے بعد نکلا۔ تو اس کے ساتھی نے کہا: بہت دیر کیا، یہاں تک کہ مجھے فوت ہو جانے کا خوف ہوا۔ اس نے کہا کہ میں مصر سے آیا ہوں، اور مصر میں اتنے اتنے مہینہ رہا، وہاں شادی کی، میرے بچے وہاں ہیں۔

اس نے کہا کہ یہ کیوں کر ممکن ہے؟ جو وقت دونوں پر گزرا، وہ فقط ایک گھنٹہ ہے۔ تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک ہی وقت ایک شخص کے لیے ایک گھنٹہ ہو، اور دوسرے کے لیے کئی مہینے ہوں؟ اس لیے کہ آفتاب جس سے گھنٹہ اور مہینہ ہوتا ہے، دونوں کا ایک ہی ہے۔ اور یہ مشکل ترین بات ہے، جو مجھے کرامات اولیا سے پہونچی ہے۔ اس لیے کہ طی زمان طے مکان کی طرح نہیں ہے۔ اس لیے کہ طی زمان میں وہ محذور ہے، جو طی مکان میں نہیں۔ حالانکہ حکایت مذکورہ متعدد شخصوں نے ذکر کیا ہے۔

اس کے جواب میں حضرت شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بات سے عاجز نہیں۔ اللہ قادر ہے کہ صاحب حکایت کے لیے ایک زمانہ بنا دے، اور دوسرے لوگوں کے لیے دوسرا زمانہ کرے۔ تو اس قسم کے واقعات کا ہونا کچھ بعید نہیں۔

پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں نے اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب بات دیکھی۔ میں نے چاشت کے وقت ایک شخص کو دیکھا کہ اس وقت تک اس کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اور جب میں ظہر کے وقت وہاں پہونچا، تو دیکھا کہ اس شخص کا انتقال ہو گیا، اور اس کا بیٹا اس کی صف میں اس کی جگہ بیٹھا ہوا ہے،

اورلڑکا بالغ ہے۔تو چاشت کے وقت اس کے باپ کی شادی نہیں ہوئی تھی، اس کے بعد شادی کی،لڑکا پیدا ہوا، بالغ ہوا، اور یہ سب ظہر کے قبل قبل ہوگیا۔ تو میں نے حضرت سے پوچھا کہ یہ جن تھا یا انسان؟ فرمایا: نہ جن نہ انسان۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے عالم غیر متناہی ہیں۔ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو الگ واقعہ نہیں لکھا۔اس لیے کہ مدت حمل وبلوغ اختلاف جنس کی وجہ سے مختلف ہوتے ہیں۔جیسا کہ حیوانات میں مشاہدہ ہے۔تو جب وہ دوسری جنس ہیں، تو معلوم نہیں کہ ان کے حمل وبلوغ کا زمانہ کیا معتاد ہے؟ ممکن ہے حمل، ولادت، بلوغ، ان کے یہاں سب ایک ساتھ ہو۔جیسا کہ احادیث میں جنّیوں کے حق میں وارد ہے۔ واللہ اعلم

(۲۸) مصنف ابریز فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نے فرمایا: میری والدہ کے انتقال کے بعد گیارہ سال تک عجیب وغریب واقعات کا ظہور رہا۔ایک سال ایسا ہوا کہ جو باتیں میرے ساتھ ہونے والی ہیں، اپنے موت تک، ان سب باتوں کو میں نے دیکھ لیا۔تو جن مشائخ کرام سے ملاقات کرنا ہے، ان سب کو دیکھا۔جس عورت سے شادی ہونا تھی، اس کو دیکھا۔اتنی مدت گزری کہ میرا لڑکا عمر پیدا ہوا، اور میں نے ساتویں دن اس کے عقیقہ کے لیے جانور ذبح کیا۔پھر اس کے بعد جو باتیں ہونے والی ہیں، سب کچھ دیکھا۔یہاں تک کہ میری لڑکی فاطمہ پیدا ہوئی۔اور جو کچھ فتوحات اس کی ولادت کے بعد ہونے والی ہیں، میں نے ان سب کو دیکھا۔اور وہ تمام باتیں جو ہونے والی ہیں، سب کو میں نے دیکھا۔ایک بات بھی پوشیدہ اور غائب نہ رہی۔

ں طرح وہ سب کچھ جو میری عمر بھر میں ہونا ہے، ان سب کو میں نے دیکھا۔ ور یہ سب ایک مختصر ساعت میں ہوا۔اور میں سویا ہوا نہ تھا کہ کہا جائے کہ یہ اب کی باتیں ہیں۔

(۲۹) حضرت سیدی عبد الوہاب شعرانی کتاب الیواقیت والجواہر ں فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو ایک مہینہ سے کم میں تالیف کیا۔اور اس کے لیے فتوحات مکیہ اس کے مباحث کی تعداد میں دیکھا۔یعنی ہر بحث کے لیے کتاب شروع سے اخیر تک مطالعہ کرتا تھا، تا کہ اس باب کے مناسب مضمون وعبارت نقل کرسکوں، اور لوگوں نے اسے میری کرامت میں شمار کیا ہے۔اس لیے کہ فتوحات شریف کی دس جلدیں ضخیم موٹی ہیں۔ اور میں ہر روز ڈھائی مرتبہ کتاب مذکور دیکھا کرتا تھا، تو اس حساب سے میں روزانہ پچیس جلدیں دیکھتا تھا۔

میں نے کرامت کی بحث میں بیان کیا ہے کہ صاحب کرامت پر یہی واجب ہے کہ اپنی کرامت پر ایمان لائے، جس طرح اس پر ضروری ہے کہ جب کوئی کرامت کسی غیر کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو اس کی تصدیق کرے۔اس لیے اس کرامت پر سب سے پہلے میں ایمان لاتا ہوں۔ والحمد للہ اولاً وآخراً۔

[۷] نفی الفیٔ عمن بنورہ اضاء کل شیئ [۱]

پروپیگنڈا کی تعریف یورپ والے یہ کرتے ہیں کہ ''آدمی غلط بات کو اس طرح اور اس قدر کثرت سے بیان کرے کہ خود بیان کرنے والا اور سننے والوں کو بھی اس کی صداقت کا یقین ہو جائے''۔

چنانچہ مشہور ہے کہ ایک رئیس نے ایک گھوڑا بہت ہی قیمت کا خریدا، جو نہایت ہی حسین اور خوبصورت ہاتھ پاؤں کا بہت اچھا تھا۔ لیکن ایک خاص عیب اس میں یہ تھا کہ جہاں گاڑی میں جوتا گیا، بیٹھ گیا۔ دو قدم چلنے کا نام نہ لیتا۔ ہزار ہا ترکیبیں کی، مگر کسی طرح وہ صحیح نہ ہوا۔ آخر بدرجہ مجبوری اس نے ایک سوار کو بلا کر کہا کہ ''میں چاہتا ہوں کہ اس گھوڑے کو علیحدہ کر دوں، اس میں یہ نقص ہے۔ تم بڑے بڑے لوگوں میں اس کی تعریفیں کرو کہ کوئی خریدار ٹھہر جائے'' اس نے کہا کہ مجھے کیا ملے گا؟ رئیس صاحب نے کہا کہ ''تمہیں دو سو روپیہ انعام دوں گا''۔

چنانچہ اس شخص نے اس کا پروپیگنڈا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ایک دن متعدد روسا اس کو دیکھنے، اور خریدنے کے لیے آ گئے۔ دیکھنے میں تو ماشاء اللہ چشم بد دور، ایک ہی تھا۔ دیکھنے کے ساتھ لوگ ہزار جان سے عاشق ہو گئے، اور ہر ایک نے خریداری کی ٹھان لی کہ جو کچھ بھی قیمت دینی پڑے، مگر ایسے گھوڑے کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے۔ اس پر سونے پر سہاگہ اس سوار دلال کی لچھے دار تقریر ہوئی، ایسے ایسے فضائل و صفات گھوڑے کے بیان کیے، کہ ہر شخص یہی سمجھنے لگا کہ میری خوش قسمتی ہے کہ ایسا گھوڑا مجھے مل جائے۔

جس وقت وہ لچھے دار، زوردار تقریر محاسن و کمالات کے کر رہا تھا، وہ ئیس صاحب بھی اس مجمع میں بیٹھے ہوئے سن رہے تھے۔ سنتے سنتے اس قدر تاثر ہوئے کہ اس دلال کو بلا کر چپکے سے کہا ''میں ایسے گھوڑے کو بیچنا نہیں پاہتا، تم کسی ڈھب سے ان سب کو رخصت کر دو''

اس نے کہا کہ 'جناب والا! اگر گھوڑا بک جائے گا، تو مجھے دو سو روپے ملیں گے۔ آپ نہیں بیچیں گے تو میں اتنے دنوں سے جو کدوکاوش کر رہا ہوں مجھے کیا فائدہ؟'' رئیس صاحب نے بکمال مسرت فرمایا کہ 'دو سو روپے میں اپنے پاس سے تم کو دیتا ہوں، لو۔ یہ کہا اور دو سو روپے دلال کے حوالے کیے۔

چنانچہ اس شخص نے باحسن وجوہ سب کو ٹال دیا اور ہر شخص سے یہ خواہش ظاہر کیا کہ رئیس صاحب کی خواہش ہے کہ یہ گھوڑا آپ کو دیں، مگر اس وقت اور حضرات بھی ہیں، ان کی دل شکنی ہو گی۔ بہتر ہے کہ کل تنہا آپ تشریف لے آئیں، اور اس کے متعلق بات چیت طے کر لیں۔

جب وہ دلال اور وہ لوگ چلے گئے، تو رئیس صاحب جو گھوڑے کی تعریف سن کر سب سے زیادہ گرویدہ اور عاشق و شیدا ہو چکے تھے، گھوڑے کو گاڑی میں جتوایا۔ اور جیسے ہی سوار ہوئے کہ وہ گھوڑا حسب عادت بیٹھ گیا۔ رئیس صاحب بہت پریشان ہوئے کہ اس دلال نے اس گھوڑے کی ایسی تعریف کی کہ اگر چاہے تو ران سواری کے لیے بھی مناسب ہے، اور چاہے تو گاڑی پینڈ و فٹن میں جوتیے، اتنا عمدہ چلتا ہے کہ آپ عش عش کر جائیں گے۔ اور یہ تو حسب عادت بیٹھ گیا۔

فوراً اس دلال کو بلوایا، اور اس سے شکایت کی۔ اس نے جواب دیا کہ اگر میں

ایسی تعریفیں نہ کرتا، تو وہ سب لوگ اس درجہ گرویدہ کیونکر ہوتے۔ اگر میں ا
حال کہہ دیتا، تو کس کو سُنتے نے کانا ہے کہ اپنا روپیہ پھینکتا۔ الغرض وہ
صاحب اپنی حماقت پر سخت نادم ہوئے، اور خاموش ہو گئے۔

یہ پروپیگنڈا انگریزوں سے بنگالیوں نے سیکھا، ان سے عام ہنود
ان سے کانگریسی مسلمانوں، اور ان سے دیوبندی مولویوں نے۔ یہ اگ
اگرچہ تلمیذ التلامذہ ہیں۔ مگر اس قدر ترقی کیا کہ استاذ الاساتذہ ہو گئے۔ ان
لوگوں کا پروپیگنڈا تو دنیوی امور، سیاسی باتوں میں ہوا کرتا تھا، یہ لوگ دینی
باتوں میں پروپیگنڈا کرنے سے نہ چوکے۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جس علم وفضل کے آدمی ہیں، دنیا واقف
ہے۔ اور ان کی تصنیفات خصوصاً فتاوی رشیدیہ ان کی کمیت معلومات
وکیفیت محصولات پر روشن دلیل ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت کی تصنیفات کے ذکر
میں بعض بعض فتاوی اور تحریرات گنگوہی صاحب کی موازنہ کے لیے نقل کی
جائیں گی، ان سے واضح ہوگا۔ لیکن مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی نے
تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۳۴، ۳۵ پر آپ کے علم وفضل کا جو پروپیگنڈا کیا
ہے، انھیں کے لفظوں میں ملاحظہ ہو۔

> معقول کے ہر فن میں پوری دست گاہ پا کر لاثانی، اور منقول کے ہر علم
> میں کامل رسوخ حاصل فرما کر بے نظیر عالم بنے...... خلاصہ یہ ہے کہ
> صحاح ستہ کے علاوہ معقول میں منطق وفلسفہ ادب وہیئت وریاضی اور
> منقول میں تفسیر واصول وفقہ ومعانی وغیرہا کی اکثر کتابیں آپ نے
> مولانا الشیخ مملوک العلی صاحب سے پڑھیں، اور صحاح ستہ قریب
> قریب کل حرفاً حرفاً حضرت عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے

جا۔ دہلی میں بزمانہ طالب علمی جتنا بھی آپ کو قیام کرنا پڑا، اس کی
ت کو دیکھیے کہ بمشکل چار سال ہوتی ہے، اور اس مبلغ علم واستعداد کو
ملاحظہ فرمایئے، جس کا مخالفین کو بھی اعتراف کیے بغیر چارہ نہیں۔
اون پر نظر ڈال کر بہت ہی تعجب ہوتا ہے کہ اتنے تھوڑے ایام میں
مندر کیونکر پلایا گیا۔

و پیگنڈا تو دوسروں کے دلوں میں گنگوہی صاحب کا علمی وقار جمانے کو
ا تھا۔ مگر کمال پروپیگنڈا ابھی یہ ہے کہ خود بھی اس کو حق سمجھنے لگے۔ چنانچہ
الرشیدیہ کے اسی حصہ میں آپ نے شبہات وشکوک قرآنیہ وحدیثیہ
کے جوابات اور پچاس فتوی بھی نمونۃً درج کیا ہے۔ اور ان کی دیکھا
ں اوروں نے بھی۔ اس 'لاثانی معقولی اور بے نظیر منقولی' کے فتاوی تین
ں میں شائع کیا ہے۔ مجھے بھی ایک مرتبہ فتاوی رشیدیہ حصہ اول کے
العہ کا موقع ملا۔ جیسے ہی ورق لوٹا ہے ص ۱۷ پر ایک استفتا مع جواب نظر
جو افادہ ناظرین کے لیے درج کیا جاتا ہے:-

> **سوال:-** سایہ مبارک رسول اللہ ﷺ کا پڑتا تھا یا نہیں۔ اور جو
> ترمذی نے نوادر الاصول میں عبد الملک بن عبد اللہ بن وحید سے
> انھوں نے ذکوان سے کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہیں پڑتا تھا، سند اس
> حدیث کی صحیح ہے، یا ضعیف، یا موضوع، ارقام فرمائیں۔
>
> **الجواب:-** یہ روایت صحاح کتب میں نہیں اور نوادر کی روایت کا
> بندہ کو حال معلوم نہیں کہ کیسی ہے؟ نوادر الاصول حکیم ترمذی کی ہے، نہ
> ابو عیسیٰ ترمذی کی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مجھے اس جواب کو دیکھ کر جس درجہ حیرت ہوتی ہے، اس سے زیادہ ذہاب علم

وقلت علما پر حسرت ہوتی ہے۔

ع : آدمیاں گم شدند ملک خدا خر گرفت

کا نقشہ نظر آتا ہے۔ سوال و جواب کے موازنہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مُجیب صاحب سے علم میں سوا تو سائل ہی معلوم ہوتا ہے۔

اولاً:- اس کو معلوم ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا سایہ نہ تھا۔

ثانیاً:- وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یہ دعوی بے دلیل نہیں، بلکہ احادیث سے ثابت ہے

ثالثاً:- وہ حدیث ذکوان سے مروی ہے۔

رابعاً:- اس حدیث کو حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے۔

خامساً:- جس کتاب میں روایت کیا، اس کا نام نوادر الاصول ہے۔

سادساً:- سائل کو یہ بھی معلوم ہے کہ حدیث بلاغ یا تعلیقات سے نہیں ہے بلکہ مسند ہے۔ محدث نے مع اسناد کے ذکر کیا ہے۔

وہ فقط اتنی بات دریافت کرتا ہے کہ اس کی سند کیسی ہے؟

لیکن مجیب صاحب نے اور وہ بھی کیسے مجیب؟ معقول میں لاثانی، منقول میں بے نظیر۔ جن کے مبلغ علم اور استعداد کے نہ صرف تلامذہ و موافقین ہی قائل ہیں، بلکہ چشم بددور مخالفین بھی معترف ہیں اور اعتراف کریں نہیں تو کیا کریں؟ کہ اس کے سوا چارہ ہی نہیں۔ ان کی قابلیت میں، لاثانی استعداد میں، بے نظیر ہونا، تو گویا آفتاب سے بھی اظہر و ابین ہے۔ تو اس کا انکار آفتاب نصف النہار بے سحاب کا انکار کرنا ہے۔ جواب میں تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

اول: یہ روایت صحاح کتب میں نہیں۔

بجا و درست علی الراس والعین۔ لیکن سائل نے کب اس کا دعوی کیا تھا، یا اس کو

پوچھا تھا کہ روایت صحاح کتب میں ہے یا نہیں، یا کب اس کے متعلق سوال کیا تھا؟

دوم: نوادر کا حال بندہ کو معلوم نہیں۔

واقعی لاثانی معقولی، بے نظیر منقولی کی شان یہی ہونی بھی چاہیے۔ اگر انہوں نے نوادر کو بھی جان لیا، تو لاثانی اور بے نظیری کیا ہوئی؟ یہ تو عام علما بھی جانتے ہیں۔

سوم: نوادر الاصول حکیم ترمذی کی ہے، نہ ابوعیسی ترمذی کی۔

دریں چہ شک۔ لیکن اس افادۂ عالیہ کا فائدہ کیا؟ کب سائل نے لکھا تھا کہ ابوعیسی ترمذی صاحب سنن ترمذی و کتاب العلل وغیرہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے، جو اس گہر افشانی کی ضرورت پڑی۔ اس جواب سے جو الجھن طالب تحقیق کو ہو سکتی ہے ظاہر ہے۔ کیا گول جواب ہے کہ نہ مسئلہ ہی کی تحقیق ہو سکتی ہے، نہ روایت ہی کی توثیق۔

حسن اتفاق سے اسی زمانہ میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مأۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا رسالہ مبارکہ نفی الفی عمن بنورہ اضاء کل شیئ مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا، جس میں اس مسئلہ کی بر وجہ کمال تحقیق فرمائی ہے۔ جزاہ المولیٰ تعالیٰ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء۔

یہ رسالہ ۱۲۹۶ھ کی تصنیف ہے۔ جس کی تصنیف کو اکہتر سال ہو چکے ہیں۔ یہ رسالہ باردوم رضوی پریس بریلی میں بفرمائش جناب مولوی تقدس علی خان صاحب قادری رضوی بریلوی باہتمام جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خان

صاحب قادری رضوی نبیرہ اعلیٰ حضرت، چھ ورق یعنی ۱۲ صفحے پر چھپا ہے۔ پہلا صفحہ ٹائٹل پیج ہے۔ اور دوسرے صفحہ سے رسالہ شروع ہوا ہے۔ ابتدا میں ایک خطبۂ بدیعہ ہے۔ جس کے الفاظ کریمہ یہ ہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم الحمد للّٰہ الذی خلق قبل الاشیاء نور نبینا من نورہ ÷ وفتق الانوار جمیعا من لمعات ظہورہ ÷ فھو صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نور الانوار ÷ وممد جمیع الشموس والاقمار ÷ سماہ ربہ فی کتابہ الکریم نورا وسراجا منیرا فلولا انارتہ لما استنارت شمس ÷ ولا تبین یوم من امس ÷ ولا تعین وقت للخمس ÷ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی المستنیرین بنورہ المحفوظین عن الطمس ÷ جعلنا اللّٰہ تعالیٰ منھم فی الدنیا ویوم لا یسمع الاھمس۔

اس خطبۂ بلیغہ کے بعد ایک سطر کا سوال ہے۔

کیا فرماتے ہیں علما اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے سایہ تھا یا نہیں؟ بینوا توجروا

اس کا جواب اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا:-

بے شک اس مہر سپہر اصطفا، ماہ منیر اجتبا ﷺ کے لیے سایہ نہ تھا۔ اور یہ امر احادیث واقوال علمائے کرام سے ثابت، اور اکابر ائمہ، اجلہ فاضلین ومقتدان کاملین کہ آج کل کے مدعیان خام کار کوان کی شاگردی بلکہ کلام سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں۔ خلفاً عن سلف دائماً اپنی تصانیف میں اس کی تصریح کرتے آئے۔ اور مفتی عقل وقاضی نقل نے باہم اتفاق کر کے اس کی تاسیس تشیید کی۔

...بعد اعلیٰ حضرت نے حسب ذیل سولہ اکابر علما کا نام تحریر فرمایا، جنھوں ...نی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کے لیے سایہ نہ ہونے کی تصریح فرمائی:-

(۱) حافظ رزین محدث
(۲) علامہ ابن سبع صاحب شفاء الصدور
(۳) امام علامہ قاضی عیاض صاحب کتاب الشفا فی تعریف حقوق المصطفی
(۴) امام عارف باللہ سیدی جلال الملۃ والدین محمد بلخی رومی قدس سرہ
(۵) علامہ حسین بن محمد دیار بکری
(۶) صاحب سیرت شامی
(۷) مصنف سیرت حلبی
(۸) امام علامہ جلال الملۃ والدین سیوطی
(۹) امام شمس الدین ابو الفرج ابن جوزی محدث صاحب الوفاء
(۱۰) علامہ شہاب الدین خفاجی صاحب نسیم الریاض
(۱۱) امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب اللدنیہ ومنح محمدیہ
(۱۲) فاضل اجل محمد زرقانی مالکی شارح مواہب اللدنیہ
(۱۳) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی
(۱۴) جناب شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی
(۱۵) بحر العلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی
(۱۶) شیخ الحدیث مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی وغیرہم

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اس کے بعد ان کتابوں کی عبارتیں تحریر فرمائی، جن میں رسول اللہ ﷺ
کے سایہ نہ ہونے کی تصریح ہے۔ مثلاً حکیم ترمذی کی روایت ذکوان
سے ——— حافظ علامہ ابن جوزی محدث

اور حضرت عبد اللہ بن مبارک کی روایت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی
اللہ تعالیٰ عنہما سے ——— امام جلال الملۃ والدین سیوطی کی کتاب
خصائص کبریٰ و انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب ——— علامہ
قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب شفاء شریف ——— علامہ شہاب الحق
والدین خفاجی کی کتاب نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض ———
حضرت مولوی معنوی قدس سرہ کی 'مثنوی شریف' دفتر پنجم ——— مولانا بحر
العلوم کی 'شرح مثنوی شریف' ——— علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی کی
مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ ——— علامہ شامی کی سیرت ——— علامہ حلبی
کی سیرت ——— علامہ زرقانی کی شرح مواہب لدنیہ ——— علامہ حسین بن
محمد دیار بکری کی کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس ﷺ ——— نور
الابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار ——— امام نسفی کی تفسیر
مدارک ——— امام ابن حجر مکی کی افضل القریٰ ——— علامہ سلیمان جمل کی
فتوحات احمدیہ شرح ھمزیہ ——— فاضل محمد ابن فہیمہ کی اسعاف
الراغبین فی سیرت المصطفیٰ واھل بیتہ الطاھرین ——— صاحب
مجمع البحار کی مجمع البحار ——— شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی کی
مدارج النبوۃ ——— جناب شیخ مجدد الف ثانی کی 'مکتوبات' جلد سوم مکتوب
یک صد و بست و دوم ——— مولانا شاہ عبد العزیز صاحب شیخ الحدیث دہلوی کی

عزیزی سورہ والضحیٰ کی عبارتوں سے اس مسئلہ پر استدلال فرمایا۔
اور نمونہ علامہ زرقانی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرح مواھب
کی ایک عبارت پر اکتفا کرتا ہوں۔

(ولم یکن لہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر) لانہ
کان نورا کما قال ابن سبع وقال رزین لغلبۃ انوارہ قیل حکمۃ ذالک
صیانۃ عن ان یطأ کافر علی ظلہ [رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان] ابی
السمان الزیات المدنی اوابی عمرو المدنی مولیٰ عائشہ رضی اللّٰہ
تعالیٰ عنہا وکل منہما ثقۃ من التابعین فھو مرسل لکن روی ابن
المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما لم
یکن للنبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط
الا غلب ضوئہ ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوئہ
ضوء السراج (وقال ابن سبع کان صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نورا
فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظھر لہ ظل) لان النور لا ظل
لہ (وقال غیرہ ویشھد لہ قولہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی
دعائہ) لما سئل اللّٰہ تعالیٰ ان یجعل فی جمیع اعضائہ وجھاتہ نورا
ختم بقولہ (واجعلنی نورا) والنور لا ظل لہ وبہ یتم الاستشھاد اھ

یعنی حضور اقدس ﷺ کا آفتاب اور ماہتاب میں سایہ نہ پڑتا تھا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ
حضور نور ہیں، جیسا کہ ابن سبع نے کہا۔ اور حافظ رزین محدث فرماتے ہیں۔ سبب اس کا یہ
تھا کہ حضور کا نور ساطع تمام انوار عالم پر غالب تھا۔ اور بعض علما نے کہا کہ حکمت اس کی
رسول اللہ ﷺ کو بچانا ہے، اس سے کہ کسی کافر کا پاؤں ان کے سایہ پر پڑے۔ اس حدیث کو

حکیم ترمذی نے ذکوان ابو السمان زیات مدنی یا ابو عمرو مدنی غلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ اور یہ دونوں، ثقہ، طبقہ تابعین سے ہیں۔ تو یہ حدیث مرسل ہوئی۔ اور عبد اللہ ابن مبارک اور حافظ علامہ ابن جوزی محدث نے حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے سایہ نہ تھا، اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے، مگر یہ کہ ان کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آ گیا۔ اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیا میں مگر یہ کہ حضور کی تابش نور نے اس کی چمک کو دبا لیا۔ اور ابن سبع نے کہا کہ حضور اقدس ﷺ نور تھے، تو جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے، آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا۔ اس لیے کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا ہے۔ اور دوسرے علما نے فرمایا کہ اس کی شاہد وہ حدیث ہے کہ حضور نے اپنی دعا میں عرض کیا، جب کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ تمام اعضاء اور شش جہات کو نور کر دے۔ تو اس دعا کو آپ نے ان لفظوں پر ختم فرمایا۔ ''اور مجھ کو سراپا نور کر دے'' اور نور کا سایہ نہیں ہوتا، اور اسی وجہ سے استشہاد تمام ہوتا ہے۔ اھ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں کہ:

فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ استدلال امام ابن سبع کا حضور کے سراپا نور ہونے سے جس پر بعض علما سابقین نے حدیث واجعلنی نوراً سے استشہاد اور علمائے لاحقین اسے اپنے کلمات میں بنظر احتجاج یاد کیا۔ ہمارے مدعا پر دلالت واضحہ ہے۔

دلیل شکل اول بدیہی الانتاج دو مقدموں سے مرکب۔

'صغریٰ' یہ کہ 'رسول اللہ ﷺ نور ہیں' ـــــــ اور

'کبریٰ' یہ کہ 'نور کے لیے سایہ نہیں'۔

حیات اعلیٰ حضرت

جو ان دونوں مقدموں کو تسلیم کرے گا۔ نتیجہ یعنی ـــــــ 'رسول اللہ ﷺ کے لیے سایہ نہ تھا' ـــــــ آپ ہی پائے گا۔

مگر دونوں مقدموں میں کوئی مقدمہ ایسا نہیں، جس میں مسلمان ذی عقل کو گنجائش گفتگو ہو۔

'کبریٰ' تو ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور مشاہدہ بصر و شہادت وبصیرت سے ثابت۔ سایہ اس جسم کا پڑے گا جو کثیف ہو، اور انوار کو اپنے ماوراء سے حاجب۔ نور کا سایہ پڑے، تو تنویر کون کرے؟ اس لیے دیکھو کہ آفتاب کے لیے سایہ نہیں۔

اور 'صغریٰ' یعنی حضور والا ﷺ کا نور ہونا۔ مسلمانوں کا تو ایمان ہے، حاجت بیان حجت نہیں۔ مگر تبکیت معاندین کے لیے اس قدر اشارہ ضرور کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (سورہ احزاب آیت ۴۵/۴۶)

یعنی اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوش خبری دینے والا، ڈر سنانے والا، اور خدا کی طرف بلانے والا، اور چراغ چمکتا۔

یہاں 'سراج' سے مراد چراغ ہے، یا ماہ، یا مہر، سب صورتیں ممکن ہیں۔

اس کے بعد حضور کا نور ہونا قرآن شریف کی آیات کریمہ واحادیث بخاری و مسلم واحادیث ابن عباس وابو ہریرہ وربیع بنت مسعود اور ابو قرصافہ کی ماں اور خالہ اور حضور اقدس ﷺ کی والدہ ماجدہ سے ثابت فرمایا۔ پھر علامہ فاسی کی کتاب مستطاب مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات سے عبارت نقل فرمایا۔

کان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم یضیئ البیت المظلم من نوره ۔ نبی ﷺ کے نور سے خانہ تاریک روشن ہو جاتا۔

اس عبارت کی نقل کے بعد فرماتے ہیں:

اب نہیں معلوم کہ حضور کے لیے سایہ ثابت نہ ہونے میں کلام کرنے والا آپ کے نور ہونے کا انکار کرے گا، یا انوار کے لیے سایہ مانے گا؟

پھر حضور کی بشریت کی وجہ سے اپنے اوپر قیاس کا رد بدلائل فرما کر ارشاد فرمایا:

الا ان محمّدا بشر لا کالبشر هو یاقوت بین الحجر صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وعلی آله وصحبه اجمعین وبارک وسلم۔

اخیر رسالہ میں فرماتے ہیں:-

ہم پر بلاغ مبین تھا اس سے فراغت پائی۔ اور جو ابھی تیرے دل میں کوئی شک وشبہ ہمارے کسی دعوے یا دلیل پر، یا کسی اجمال کی تفصیل، درکار ہو تو فقیر کا رسالہ مسمّٰی بہ قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام علیه وعلی آله الصلاة والسلام جسے فقیر نے بعد ورود اس سوال کے تالیف کیا، مطالعہ کرے۔ انشاء اللّٰہ تعالیٰ بیان شافی پائے گا، اور مرشد کافی۔ ہم نے اس رسالہ میں اس مسئلہ کی غایت تحقیق ذکر کی ہے سو صلی اللّٰہ تعالیٰ علی سیدنا ومولٰنا محمد وآله واصحبه واطهاره وانصاره واتباعه اجمعین الی یوم الدین آمین والحمد للّٰہ رب العالمین ☆

کتبه عبده المذنب احمد رضا عفی عنه بمحمد ن المصطفیٰ ﷺ

[۱۴] انفس الفکر فی قربان البقر[۲]

استاذ الاساتذہ جناب مولانا مولوی حاجی حافظ محمد عبدالحی بن مولانا محمد عبدالحلیم صاحب لکھنوی، نہ صرف لکھنو یا یوپی بلکہ ہندوستان کے افاضل علما سے ہیں۔ ۱۲۶۴ھ اخیر عشرہ ذی قعدہ میں شہر باندا میں عالم وجود میں آئے، جب کہ آپ کے والد صاحب رحمہ اللہ علیہ وہاں مدرس تھے۔ پانچ سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا۔ اور دس سال کی عمر میں حافظ قرآن مجید ہو گئے۔ اور اسی درمیان میں خوشنویسی سیکھا۔ اور بعض کتابیں فارسی کی بھی پڑھ لیں۔ جب عمر شریف ۱۱ رسال کی ہوئی تو علوم عربیہ پڑھنا شروع کیا، اور سترہ سال کی مدت میں تمامی کتب درسیہ سے فراغت حاصل کر لی۔ آپ نے جملہ کتابیں علوم وفنون کی اپنے والد ماجد صاحب ہی سے پڑھیں۔ بجز بعض کتب علم ہیئت، کہ اسے مولانا محمد نعمت اللہ مرحوم متوفی ۱۲۹۰ھ سے حاصل کیا، اور سترہ ہی برس کی سن سے تصنیف وتالیف میں مشغول ہوئے۔ یہاں تک کہ ۱۲۹۳ھ یعنی زمانہ تصنیف وتالیف برسالہ تاریخیہ مسمّٰی بہ الفوائدالبهیه فی تراجم الحنفیه اور اس کا حاشیہ مسمّٰی بہ التعلیقات السنیه علی الفوئد البهیہ تک جب کہ حضرت ممدوح کی عمر ۲۹ رسال کی تھی، منقول معقول من جملہ تصانیف چوالیس کتابیں تھیں۔ جن میں اکثر ناتمام تھیں۔ ان کے ناموں کی تفصیل رسالہ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر سے معلوم ہو سکتی ہے۔

مولانا موصوف دو مرتبہ حج وزیارت سے مشرف ہوئے۔ پہلی مرتبہ اپنے والد ماجد صاحب مرحوم ومغفور کے ساتھ ۱۲۷۹ھ میں ماہ رجب میں حیدرآباد

سے روانہ ہوکر بمبئی پہنچے، اور وہاں سے بذریعہ کشتی ماہ شعبان میں روانہ ہوکر اخیر عشرہ رمضان شریف میں مکہ مکرمہ پہنچے۔ حج کے بعد اخیر ذی الحجہ میں مدینہ طیبہ روانہ ہوئے، اور دوسری محرم ۱۲۸۰ھ کو مدینہ کی حاضری نصیب ہوئی۔ اور آٹھ دن قیام کرکے عاشورہ محرم کے دن وہاں سے مکہ مکرمہ واپس ہوکر ۱۰ر صفر تک ٹھہرے رہے۔ پھر وہاں سے روانہ ہوکر جدہ پہنچے، اور پھر کشتی پر سوار ہوکر ربیع الاول شریف کے عشرہ وسطی میں بمبئی اور اوائل جمادی الاولی میں حیدرآباد داخل ہوئے۔ اور دوسری مرتبہ ۱۲۹۲ھ ۱۵ر شوال کو حیدرآباد سے روانہ ہوکر بمبئی پہنچے۔ وہاں سے ۲۱ر شوال کو بذریعہ جہاز روانہ ہوکر ۵ر ذی قعدہ کو جدہ، اور ۱۰ر ذی قعدہ کو مکہ معظمہ پہنچے۔

میں قیام کرکے جدہ تشریف لائے، اور ۸ر صفر کو جہاز پر سوار ہوئے، اور بخیر وعافیت ۲۱ر صفر کو بمبئی داخل ہوئے۔ بمبئی سے روانہ ہوکر ۵ر ربیع الاول شریف کو وطن مالوف لکھنو پہنچے۔

اگرچہ آپ جامع علوم وفنون تھے، مگر تعلیم وتدریس کی طرف اعتنائے تام فرمایا۔ اور تصنیفات میں درسی کتابوں کی شروح وحواشی بہت زیادہ کتابیں تحریر فرمائیں۔ یہ احسان آپ کا طلبہ ومدرسین پر ہے کہ آپ کے زمانہ کے طلبہ اور بعد کے مدرسین کسی طرح اس احسان سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتے۔ جس کتاب کی شرح یا حاشیہ لکھتے، غایت توجہ اور متعدد کتابوں کی مدد سے اس کو پانی کردیتے۔ جیسے التعلیق الممجد حاشیہ موطا امام محمد ـــــ وعمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ ـــــ اور حاشیہ ہدایہ وغیرہ سے ظاہر ہے۔

آپ اپنے وقت میں مرجع الفتاوی بھی تھے۔ دور دراز مقامات سے استفتاءات

تے، اور آپ ان کے جوابات تحریر فرماتے تھے۔ جن کا مجموعہ ۲۶×۲۰/۸ پر تین حصوں میں طبع ہوا ہے۔ (جلد اول مع فہرست ۴۰۰ صفحات، جلد دوم مع فہرست ...حات، جلد سوم مع فہرست واشتہار ۱۹۰ صفحات مجموعہ ۷۰۹ صفحات)۔ اگرچہ اس میں کافی دوسرے علما کے فتاوی وتصدیقات کا ہے۔ کہ کسی عالم نے کوئی فتوی لکھا، دوسرے علمانے تصدیقات لکھیں، آخر میں آپ کے پاس صحیح وتصدیق کے لیے آیا۔ آپ نے الجواب صحیح یا صح الجواب لکھ کر دستخط کردیا، وہ پورا فتوی تصدیقات آپ کے فتاوی میں درج ہوکر اشاعت پذیر ہوگیا۔

جس طرح بعینہ یہی حالت فتاوی رشیدیہ کی بھی ہے کہ دوسروں کے فتاوے بکثرت اس میں داخل ہیں۔ اس زمانہ میں اور علما کے فتاوی کا بھی یہی طریقہ رہا۔ چنانچہ فتاوی نذیریہ مولوی نذیر حسین صاحب سورج گڈھی بہاری ثم الدہلوی کے فتاوی کا بھی یہی ڈھنگ ہے۔

اس سے منزہ اگر ہے تو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا فتاوی مسمیٰ بہ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ کہ باوجود بڑی تقطیع یعنی ہدایہ و ترمذی شریف کی تقطیع پر ۱۲ جلد میں ہونے اور ہر جلد تقریباً نو سو صفحات پر مشتمل ہونے کے بھی ایک فتوی کسی دوسرے کا داخل کرکے حجم نہیں بڑھایا گیا ہے۔ بلکہ جملہ فتاوی فقط اعلیٰ حضرت امام اہل سنت ہی کے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

الغرض اگرچہ آپ (مولانا عبدالحی) کے مجموعہ فتاوی ہر سہ جلد میں بہت سے سوالوں کے جوابات اور عامۃ المسلمین کے لیے کافی افادات ہیں۔ لیکن جو کامیابی اور مقبولیت ایک مدرس اور شارح ومحشی کتب درسیہ کی حیثیت سے آپ کو ہوئی،

مفتی ومصنف کتب دینیہ ہونے کی حیثیت سے نہیں رہی۔ اور ایسا بہت ہی کم ہوا ہے کہ ایک شخص جامع علوم وفنون ہو، مدرس بھی ہو، مصنف بھی۔ شارح بھی ہو، محشی بھی۔ محدث بھی ہو، فقیہ بھی۔ واعظ بھی ہو، مفتی بھی۔

علما کے لیے ایک بہت بڑی صفت زبان قلم پر قابو رکھنا ہے۔ جو شخص جس پایہ کا ہو اس کے لیے ویسا ہی لفظ استعمال کرے۔ نہ چھوٹے کو بڑھا کر بڑوں میں ملادے۔ نہ بڑوں کے لیے، چھوٹوں کے لیے جو لفظ مناسب ہے استعمال کرے۔ اور یہ بات ابتداء مولانا عبدالحی صاحب میں تھی۔ اسی لیے دیگر علمائے معاصرین متدینین کو ان سے سخت شکایت تھی۔ مثلاً

[۱] موطا امام محمد کے حاشیہ میں ایک جگہ لکھا:-

وھھنا وھم اٰخر لصاحب ھذاالکتاب

اللہ اکبر! امام محمد، جن کی روایت پر تمام حنفی مذہب کا دارومدار، جن کی شاگردی پر امام شافعی، امام احمد بن حنبل کو فخر تھا، ان کا وہم یہ حضرت دکھائیں۔

[۲] اسی طرح ایک جگہ لکھا:-

واستدلوالابی حنیفة بوجوہ کلھا واھیة

[۳] حاشیہ ہدایہ میں:-

وان ماتت فیھا آدمی او شاة

پر افادہ فرمایا۔

الظاھر انہ عطف علی شاة فیلزم تانیث الفعل مع تذکیر فاعلہ .....

وہ تو خدا کا شکر ہے کہ باوجود حافظ ہونے کے یہ آیہ کریمہ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ اس وقت پیش نظر نہ رہی، ورنہ اس پر بھی اعتراض کر بیٹھتے، اور فرماتے۔

الظاھر انہ عطف علی قوم فیلزم تانیث الفعل مع تذکیر فاعلہ .....

[۴] حاشیہ شرح وقایہ میں بحث اشارۂ سبابہ وقت تشہد میں فرمایا۔

فتقلید المشائخ الذین افتوا بالکراھة مخالفا لفعل النبی ﷺ ولاقوال امامنا وتلامذتہ لا سیما بعد وضوح الحق وسطوع الصدق لا یلیق بشان الخ

[۵] امام طحاوی حنفی رحمة اللہ علیہ جن کی جلالت شان شمس وامس کی طرح ظاہر، اور حنفیوں پر دینی خدمت اور تقویت مذہب کا احسان باہر، ان کے متعلق فوائد بہیہ کے حاشیہ ص ۱۰ پر فرمایا:-

قد سلک فیہ مسلک الانصاف وتجنب عن طریق الاعتصاب فی بعض المواضع قد عزل النظر فیھا عن التحقیق وسلک مسلک الجدل والخلاف غیر الانیق ..

[۶] اسی طرح باوجود ادعائے حنفیت قلم میں آزادی تھی۔ جمعہ کے لیے حنفیہ کے یہاں جو جو شرطیں ہیں، کتب حنفیہ ان سے گونج رہی ہیں۔ مگر فاضل لکھنوی کے نزدیک کوئی شرط نہیں تھی۔ جیسے اور پنج وقتہ نمازیں فرض ہیں، ایسا ہی جمعہ بھی، بغیر شروط کے فرض ہے۔ جس جگہ جو چاہے پڑھے۔ فقط دو خطبے اس میں زائد ہیں، وبس۔

مجموعہ فتاوی جلد دوم ص ۷۸ میں ہے:-

نماز جمعہ مثل نماز پنج گانہ کے فرض ہے، جو شرطیں ان میں ہیں، وہ
اس میں ہیں فقط دو خطبوں کی زیادتی ہے۔ شہر ہو یا دیہات ہر جگہ
بلا شرط شہر و بادشاہ ونائب اس کے، بغیر کراہت صحیح ہے۔ الخ

یہ جواب اگر چہ محمد عبد العزیز کا لکھا ہوا ہے۔ اور مولوی نذیر حسین صاحب اور دیگر غیر مقلد مولویوں کی تصدیق وتصویب ہے۔ لیکن سب سے اخیر میں آ[illegible] کی رجسٹری ہے۔

صح الجواب واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

[۷] اسی طرح صلاۃ جہریہ میں امام کے پیچھے مقتدی کو قراءت کرنا سکتات امام میں، جس سے استماع میں خلل نہ ہو، مستحسن لکھا۔

حاشیہ شرح وقایہ میں ہے:-

وعلیٰ هذا فلا يستنكر استحسانها في الجهرية ايضا اثناء سكتات الامام بشرط ان لا يخل بالاستماع ....

یہ دونوں مسئلے فاضل لکھنوی کے چاروں ائمہ کے خلاف ہیں۔

[۸] پھر لطف یہ کہ جس طرح بعض بعض تحقیقات خاصہ مخالف مذہب سنی ہیں، اسی طرح بعض بعض تدقیقات موافق مسلک وہابیہ بھی ہیں۔ مثلاً

یاشیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ سنیوں میں بلا نکیر دائر وسائر ہے۔ رسالہ ھدیہ مجددیہ کے حاشیہ میں بذکر حوالہ خواجگان خواجہ بزرگوار حضرت بہاء الدین نقشبندی قدس سرہ مولوی وکیل احمد صاحب سکندر پوری نے لکھا ہے کہ:

وصیت کردہ بودند کہ پیش جنازہ ما ایں بیت خوانند ؎

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو ÷ شیئاً للہ از جمال روئے تو

[illegible] فتاوی (مولانا عبد الحی) میں ہے۔

ازیں چنین وظیفہ احتراز لازم وواجب۔ اولاً: ازیں جہت کہ ایں وظیفہ متضمن شیئاً للہ ست وبعض فقہا از ہمیں لفظ حکم کفر کردہ اند۔ ثانیاً: ازیں جہت کہ ایں وظیفہ متضمن ست نداء اموات از امکنہ بعیدہ وشرعاً ثابت نیست کہ اولیا را قدرتے ہست کہ از امکنہ بعیدہ ندا را بشنوند۔ الخ

[۹] اسی طرح دوسرا مسئلہ مولوی صاحب موصوف کا مخالف اہل سنت [illegible]ات ومطابق وہابیہ یہ ہے کہ قیام جو بوقت بیان ذکر ولادت شریف مجلس [illegible] میں کیا جاتا ہے، اس کو بدعت سیئہ ومکروہ لکھا ہے۔

مجموعۃ الفتاوی ہی میں ہے:-

قیام جو بوقت بیان ولادت نبویہ ﷺ کیا جاتا ہے اس کی کوئی اصل معتد بہ شرعاً نہیں ہے اور یہ گمان کہ یہ قیام تعظیم نبوی ہے فاسد ہے۔

[۱۰] تعجب خیز یہ امر ہے کہ صاحب ھدایہ کی تغلیط فرماتے ہیں۔ امام طحاوی پر طعن کرتے ہیں۔ مگر ابن تیمیہ جیسے بدمذہب مطعونِ علما، جس کے شاکی [illegible]مائے اہل سنت وجماعت ہیں۔ علامہ ابن حجر مکی جوھر منظم میں تحریر [illegible]ماتے ہیں:-

قلت من هو ابن تيميه حتى ينظر اليه او يعول في شئ من امور الدين عليه وقد تصدى شيخ الاسلام عالم الانام المجمع على جلالته واجتهاده وصلاحه وورعه وامامته التقي السبكي قدس الله روحه ونور ضريحه للرد عليه في تصنيف مستقل۔

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رسالہ مکاتیب میں فرماتے ہیں:-

کلام ابن تیمیه فی منهاج السنه وغیره من الکتب موحش
فی بعض المواضع لاسیما فی تفریط حق اهل البیت وفی منع
النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وفی انکار الغوث و الا
والابدال وتحقیر الصوفیه وامثال ذالک وهذه المواضع منه
موجودة عندی وقد تصدی لرد کلامه فی زمانه جها بذة علما
الشام والعرب ومصر.....

اس ابن تیمیہ کے متعلق فوائد بہیہ کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

تفقه وتمهر وتقدم وصنف ودرس وافتی وفاق الاقران وصا
عجبا فی سرعة الاستحضار وقوة الجنان والتوسع فی المعقو
والمنقول والاطلاع علی مذاهب السلف والخلف

مولانا کی آزادی اور خیالِ اجتہادی صرف فروع وجزئیات فقہیہ ہی تک منحصر نہیں تھی، بلکہ عقائد میں اجتہاد سے کام لیتے تھے۔ اور اہل سنت کے خلاف تحریر فرمایا کرتے تھے۔(۱)

[۱۱] اللہ تعالیٰ کو تمام اہل سنت، جہت و مکان سے پاک جانتے ہیں۔ آپ نے باتباع ابن تیمیہ اللہ جل شانہ کے لیے جہت ثابت کردی تھی۔ اور اس کو بزور زبان صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین کا مذہب قرار دیا تھا۔

رسالہ ابراز الغی صفحہ ۳۶ میں ہے:-

انی ماوافقت ابن تیمیه فی الاستواء الا لانه قد وافق فیه جماعات الصحابة والتابعین والائمة المجتهدین الخ

حالانکہ علمائے اسلام اہل سنت و جماعت، ہمیشہ اپنی کتابوں میں اس کا رد

(۱): وہابیوں نے مولانا مرحوم کی کتابوں میں جابجا تحریف والحاق کردیا ہے ورنہ موصوف اگرچہ ابتداءً مسائل فرعیہ میں آزادرو تھے مگر عقیدۃً سنی ہی تھے، اور بعد میں تو مسائل فرعیہ میں بھی آزادروی ختم ہوچکی تھی ۱۲ رضوی

آئے۔

امام حاشیہ شرح عقائد نسفی میں ہے۔

قوله لا یتمکن فی مکان انما ذکر قوله فی مکان تصریحا
بعموم النفی رادا علی المجسمة القائلین بالمکان العلوی
ومن عنه کل مکان الخ

[۱۲] دوسرا عقیدہ خلاف اہل سنت و جماعت یہ ہے کہ آپ نے حضور اقدس ﷺ کے سوا اور چھ خاتم نبوت حضور اقدس ﷺ کی ختم نبوت میں شریک لکھ دیے۔ لکھا ہے:-

> اب سمجھنا چاہیے کہ لفظ نبی کنبیکم سے اگرچہ ایک ایک خاتم النبیین ﷺ ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہے۔ لیکن اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔ الخ (مجموعۃ الفتاوی جلد اول ص ۱۱۰)۔
>
> آرے اس قدر میں دونوں شریک ہیں کہ ہمارے نبی خاتم الانبیا اس طبقہ کے ہوئے، اور طبقات باقیہ کے خاتم، اپنے اپنے طبقات کے ہوئے۔ (ایضاً ص ۱۱۱)

اسی طرح اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔ وہ تو خدا کو اچھا کرنا تھا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب قنوجی شوہر والیہ ریاست بھوپال شاہ جہاں بیگم سے مولانا کی چل گئی۔ فریقین کی طرف سے ایک دوسرے کی مخالفت اور رد میں رسائل لکھے گئے۔ مولانا کو اپنے علم وفضل پر تقویت تھی، تو نواب صاحب علم وفضل کے علاوہ علما، فضلا، خدم وحشم حوالی موالی بھی اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ خوب خوب رسائل بازیاں فریقین کی طرف سے ہوئیں۔ اس سے ایک بہت بڑا

مذہبی فائدہ ہوا کہ حضرت مولانا عبدالحی صاحب اپنی آزادی واجتہادی سے متنفر ہو کر جادۂ اعتدال پر آگئے۔ چنانچہ فتاوی کی تیسری جلد میں اکثر اپنے پہلے خیالات کے خلاف اور اہل سنت کے مطابق تحریر فرمایا ہے۔

یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

بہر حال مولانا جس پایہ کے مدرس اور شارح ومحشی کتب درسیہ تھے، ا مرتبے کے فقیہ نہ تھے۔ اسی لیے سوالوں کے جوابات میں فقاہت سے کام لیتے۔ اکثر پاؤں تلے کا جواب اٹھا کر لکھ دیتے۔ مگر خاندانی عالم ہونے کے علا طبیعت حق پسند واقع ہوئی تھی، اسی لیے متنبہ کرنے سے فوراً متنبہ ہو جاتے۔ چنانچہ شوال ۱۲۹۸ھ میں ہنود نے چند سوالات کا ایک استفتا قائم کر کے مختلف شہروں سے مختلف علما کے پاس بھیجا۔

مولانا موصوف کے پاس مرزا پور سے آیا۔ جو مجموعۃ الفتاوی جلد د صفحہ ۱۲۱ پر درج ہے۔ صورت سوال یہ ہے:

کیا فرماتے ہیں علمائے مذہب حنفیہ اس بارہ میں کہ:

[۱] گاؤکشی کوئی ایسا امر ہے، جس کے نہ کرنے سے کوئی شخص دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے؟

[۲] اگر کوئی شخص معتقد اباحت ذبح ہو مگر کوئی گائے اس نے ذبح نہ کی ہو یا گاؤ کا گوشت نہ کھایا ہو ہر چند کہ اکل اس کا جائز جانتا ہے تو اس کے اسلام میں فرق نہ آئیگا اور وہ کامل مسلمان رہے گا؟

[۳] گاؤکشی کوئی واجب فعل ہے کہ جس کا تارک گنہگار ہوتا ہے؟

[۴] یا اگر کوئی شخص گاؤکشی نہ کرے صرف اباحت ذبح کا دل سے معتقد ہو تو وہ گنہگار نہ ہوگا؟

[۵] جہاں بلا وجہ اس فعل کے ارتکاب سے ثوران فتنہ وفساد ہو اور مورث ضرر اہل اسلام ہو اور کوئی فائدہ اس فعل پر مرتب نہ ہو اور عمل داری اہل اسلام بھی نہ ہو تو وہاں بلا وجہ اگر اس فعل سے کوئی باز رہے تو جائز ہے یا کہ بلا سبب ایسی حالت میں بقصد اثارت فتنہ وفساد ارتکاب اس فعل کا واجب ہے؟

اس سوال کے تیور خود ہی بتا رہے ہیں کہ یہ کسی ہندو کا ساختہ پرداختہ ہے۔ مرزا پور سے مولوی اسمٰعیل کے نام سے سوال آیا ہے۔ مگر طرز سوال کہ یہ 'بقر' یا 'قربانی گاؤ' نہیں لکھتا بلکہ ہر جگہ 'گاؤکشی' لکھتا ہے۔ لیکن مولوی صاحب نے سیدھا سادہ جواب تحریر فرمادیا:-

ھو المصوب: گاؤکشی واجب نہیں۔ تارک اس کا گنہگار نہ ہوگا۔ اور جو شخص معتقد اباحت ہو اور گوشت اس کا نہ کھاتا ہو، اور ذبح نہ کرتا ہو، اس کے اسلام میں فرق نہ آئیگا۔ ہاں جو گاؤ کو معظم سمجھ کر ذبح نہ کرتا ہو یا اس کے ذبح کو برا سمجھتا ہو اس کے اسلام میں فتور ہوگا۔ اور بقصد اثارت فتنہ گاؤکشی نہیں چاہیے۔ بلکہ ایسے مقام پر کہ جہاں فتنہ کا ظن غالب ہو باوجود سلامت اعتقاد کے احتراز اولیٰ ہے۔

پھر ایک سوال کہ:

قربانی اونٹ کی بہتر ہے یا گاؤ کی؟

اس کا جواب دیا۔

"ھو المصوب: اونٹ کی بہتر ہے۔ واللہ اعلم حررہ الراجی

عفوربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی۔

اس جواب پر بعض حضرات نے متنبہ کیا، اور ایک سوال کیا، جس سے تو[ضیح] کلام کی رہنمائی تھی۔ فوراً متنبہ ہوئے، اور اس سوال کے جواب میں تحریر فرمایا

گائے ذبح کرنا شرعاً اگرچہ مباح فعل ہے واجب نہیں مگر ایسا مباح نہیں کہ کسی زمانہ خاص یا کسی بلدہ خاص میں اس کا رواج ہو، یا دوسرے زمانہ یا دوسرے بلدہ میں نہ ہو۔ بلکہ یہ ایک طریقہ قدیمہ ہے زمان آنحضرت ﷺ و جملہ سلف صالحین سے تمام بلاد و امصار میں۔ اور اس کی اباحت پر اجماع و اتفاق ہے تمام اہل اسلام کا۔ ایسے امر شرعی ماثور قدیم سے اگر ہنود روکیں، اور بنظر تعصب مذہبی منع کریں، تو مسلمانوں کو اس سے باز رہنا نہیں درست ہے۔ بلکہ ہر گاہ ہنود ایک امر شرعی قدیم کی ابطال میں کوشش کریں، اہل اسلام پر واجب ہے کہ اس کے ابقاء و اجراء میں سعی کریں۔ اور اگر ہنود کے کہنے سے اس فعل کو چھوڑ دیں گے، تو گنہ گار ہونگے۔ اور مقصود اس جملہ میں جو جواب سابق میں مرقوم ہے، یہ ہے کہ بقصد برانگیختہ کرنے فتنہ و فساد کے گاو کشی نہ چاہئے۔ مثلاً جہاں عمل داری ہنود کی ہووے، اور گائے وہاں ذبح نہ ہوتی ہو، وہاں مسلمان بقصد مردم آزاری خواہ مخواہ گائے ذبح کریں، یا عید اضحیٰ میں کسی ہندو کے مکان کے قریب جا کے بایں خیال ذبح کریں کہ فتنہ قائم ہو، ایسی صورتوں کا ارتکاب نہ چاہئے۔ بلکہ ایسی حالت میں ترک اولیٰ ہے۔ اور بلاد ہندوستان وغیرہ جہاں ہمیشہ سے گائے ذبح ہوتی ہو، اور مقصود اہل اسلام اس سے فتنہ انگیزی نہیں ہے، بلکہ ابقائے شریعت قدیمہ ہے۔ ایسی حالت میں اگر ہنود منع کریں، تو ترک اس کا اولیٰ نہیں۔ بلکہ اس کی ابقا میں سعی واجب و لازم ہے۔ واللہ اعلم

[اتف]اق وقت دیکھیے کہ یہی سوال اسی زمانہ میں مرادآباد سے اعلیٰ حضرت امام [اہلسن]ت کے پاس پہنچا۔ آپ نے طرز سوال ہی سے بھانپ لیا کہ ایسا سوال [کس] کا ہو سکتا ہے، اور کس غرض سے کیا جا سکتا ہے؟ آپ اس زمانہ میں اپنے [...]ں موضع 'کرتولی' میں تشریف فرما تھے، وہیں سوال پہنچا۔ آپ نے جواب [میں] ایک مستقل رسالہ مسمّٰی بہ انفس الفکر فی قربان البقر تصنیف فرمائی۔ حمد [و نع]ت کے بعد لکھا:-

اصل مسئلہ کے جواب سے پہلے دو امر ذہن نشیں کرنا لازم۔

اول: یہ کہ ہماری شریعت مطہرہ اعلیٰ درجہ حکمت و متانت و مراعات دقائق مصلحت [...]ں ہے۔ اور جو حکم عرف و مصالح پر مبنی ہوتا ہے، انہیں چیزوں کے ساتھ دائر رہتا ہے۔ اور [ا]مصار و امصار میں ان کے تبدل سے تبدل ہو جاتا ہے۔ مثلاً زمان برکت نشان حضور سرور [ع]الم ﷺ میں بوجہ کثرت خیر و نایابی فتنہ، و شدت تقویٰ، و قوت خوف خدا، عورتوں پر (چہرے [کا]) ستر واجب تھا نہ حجاب۔ اور زنان مسلمین پنج گانہ مساجد میں جماعتوں کے لیے حاضر [ہ]وتیں۔ پھر حضور ﷺ کے بعد جب رنگ زمانہ کا متغیر ہوا، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: 'رسول اللہ ﷺ ہمارے زمانہ کی عورتوں کو ملاحظہ فرماتے، تو انہیں مساجد میں جانے سے ممانعت کرتے، جیسے بنی اسرائیل نے اپنی عورتوں کو منع کر دیا تھا'۔

جب زمانہ رسالت سے اور بعد ہوا، ائمہ دین نے جوان عورتوں کو ممانعت فرما دی۔ جب اور فساد پھیلا، علما نے جوان، و غیر جوان، کسی کے لیے اجازت نہ کی۔ حالانکہ صحیح حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: ''جب تم میں کسی کی عورت مسجد جانے کی اجازت مانگے تو اسے منع نہ کرے''۔ پھر ان ائمہ و علما کے احکام ہر گز حکم اقدس کے خلاف

نہ ٹھہرے، بلکہ عین مطابق مقصود شرع قرار پائے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ حاملانِ شریعت ا
حکمائے امت نے حکم حجاب اور چہرہ چھپانا کہ صدر اول میں واجب نہ تھا، واجب کر دیا

دوم: محرمات وواجبات، ہماری شریعت میں دو قسم ہیں۔

ایک لعینہ یعنی جس کی نفس ذات میں مقتضی ایجاب وتحریم موجود ہے۔ جیسے عباد
خدا کی فرضیت، اور بت پرستی کی حرمت۔

دوسری لغیرہ یعنی وہ کہ امور خارجیہ کا لحاظ ان کے ایجاب وتحریم کا اقتضا کرتا ہے۔
جیسے تعلم صرف ونحو کا وجوب، کہ ہمارے رب تبارک تعالیٰ کی کتاب اور ہمارے نبی کریم ﷺ
کا کلام زبان عربی میں ہے، اور اس کا فہم بے اس علم کے متعذر۔ لہٰذا واجب کیا گیا۔ اور
افیون و بھنگ وغیرہا مسکرات کی حرمت، کہ اس کا پینا ایک ایسی نعمت یعنی عقل کو زائل کر
دیتا ہے، جو ہر خیر کی جالب اور ہر فتنہ وشر سے بچانے والی ہے۔

اسی طرح بوجہ عرف وقرار داد امصار و بلاد، جس مباح کا فعل، عزت وشوکت اسلام پر
دلالت کرے، اور اسے چھوڑ دینے میں اسلام کی توہین، اور کفر کا غلبہ سمجھا جائے، قواعد
شرعیہ بالیقین اس سے باز رہنے کی تحریم کرتے ہیں۔

جب یہ امور منقح ہوئے تو اصل مسئلہ کا جواب لیجیے۔

گاؤکشی اگرچہ بالتخصیص اپنی ذات کے لحاظ سے واجب نہیں، نہ اس کا تارک باوجود
اعتقاد اباحت بنظر نفسِ ذاتِ فعل، گنہ گار۔ نہ ہماری شریعت میں کسی خاص شئی کا کھانا
بالتعیین فرض۔ مگر ان وجوہ سے صرف اس قدر ثابت کہ گاؤکشی جاری رکھنا واجب لعینہ اور
اس کا ترک حرام لعینہ نہیں۔ لیکن ہمارے مذہبی احکام صرف اسی قسم کے واجبات ومحرمات
میں منحصر نہیں۔ بلکہ جیسا ان واجبات کا کرنا اور ان محرمات سے بچنا ضروری حتمی ہے۔ یوں ہی

بات ومحرمات لغیرہا میں بھی امتثال واجتناب اشد ضروری۔ اور ان سے بالجبر باز رکھنے
بے شک ہماری مذہبی توہین ہے۔ جسے حکام وقت بھی روا نہیں رکھ سکتے۔

سائل لفظ 'ترک' لکھتا ہے، یہ صرف مغالطہ اور دھوکا ہے۔ اس نے 'ترک' اور 'کف'
ق نہ کیا۔ کسی فعل کا نہ کرنا اور بات ہے، اور اس سے بالقصد باز رہنا اور بات ہے۔

ہم اہل اسلام کی، ابتدائے عہد سے بڑی غذا جس کی طرف ہماری طبیعتیں اصل
خلقت میں راغب، اور اس میں ہمارے لیے ہزاروں منافع۔ اس سے ہمارے خالق
بارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں جابجا ہم پر منت رکھی، گوشت ہے۔ اور بے شک بکری کا
گوشت دواماً ہمارے ہر امیر وفقیر کو دستیاب نہیں ہوسکتا۔ خصوصاً مسلمانان ہندوستان کہ
ان میں ثروت بہت کم، اور افلاس غالب ہے۔ غریبوں کی گذر بے گوشت گاؤ کے نہیں۔
معہذا گائے کی کھال وغیرہ سے جو ہزارہا قسم کے منافع ملتے، اور ان منفعتوں میں ہنود بھی
ہمارے شریک ہوتے ہیں۔ اور چند اقوام کی تجارتیں اور ان کے رزق کے سامان اسی گاؤ
کشی کا نتیجہ ہیں۔ تو سائل کا یہ قول کہ کوئی فائدہ اس فعل پر مرتب نہ ہو، محض تصور غلط ہے۔
معہذا ہمارے مذہب میں اس کا جواز، اور ہنود کے یہاں ممانعت، ایک پلہ میں نہیں۔
ہماری اصل شریعت میں اس کا جواز موجود۔

قرآن مجید میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ
گائے ذبح کرو۔ (سورہ بقرہ ۶۷)

اور ہنود کے اصل مذہب میں کہیں اس کی ممانعت نہیں، بلکہ کتب ہنود گواہی دیتی ہیں
کہ پیشوایانِ ہنود بھی گائے کا مزا چکھنے سے محروم نہ گئے۔

باقی رہا سائل کا یہ کہنا کہ: "اس فعل کے ارتکاب سے ثوران فتنہ وفساد ہو"

ہم کہتے ہیں۔ جن مواضع میں مثل بازار و شارع عام وغیرہا گاؤ کشی کی قانوناً مما[نعت]
ہے، وہاں جو مسلمان گائے ذبح کرے گا، البتہ اثارت فتنہ وفساد اس کی طرف منسو[ب]
ہوسکتی ہے، اور وہ قانوناً مجرم قرار پائے گا۔ اور جہاں قانوناً ممانعت نہیں، وہاں اگر ثوران
فتنہ وفساد ہوگا، تو لاجرم ہنود کی جانب سے ہوگا، اور جرم انھیں کا ہوگا۔ کہ جہاں ذبح کرنے
کی اجازت ہے، وہاں بھی ذبح نہیں کرنے دیتے۔

بالجملہ خلاصہ جواب یہ ہے کہ بازار و شارع عام میں جہاں قانوناً ممانعت ہے، براہ
جہالت ذبح گاؤ کا مرتکب ہونا بے شک مسلمان کو توہین وذلت کے لیے پیش کرنا ہے کہ شرعاً
حرام ہے۔ اور اس کے سوا جہاں ممانعت نہیں، وہاں سے بھی باز رہنا، اور ہنود کی بے جا
ہٹ بجا رکھنے کے لیے بالکلیہ اس رسم کو اٹھا دینا، ہرگز جائز نہیں۔ بلکہ انھیں مضرات ومذلات کا
باعث ہے۔ جن کا ذکر ہم اول کر آئے ہیں، جنھیں شرع مطہر ہرگز روا نہیں فرماتی، اور نہ کوئی
ذی انصاف حاکم پسند کر سکے۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی ﷺ

[۳] اقامة القيامة على طاعن القيام لنبي تهامه

[بعض] لوگوں کا خیال ہے کہ مذہب اہل سنت وجماعت اور مذہب وہابیت
[میں] اصل فرق ایک ہی ہے، اور مسائل کا اختلاف اسی پر متفرع ہے۔ اہل سنت
[محب]ت اللہ ورسول واولیائے کرام کی محبت میں مست وسرشار ہیں، اسی لیے
[جو تحری]ر وتقریر، قول وفعل جو کچھ ہوتا ہے سب سے تعظیم وتکریم ثابت ہوتی ہے۔ اور
[وہ]ابیت کا پورا فوٹو یہ شعر ہے ؎

[خ]ری با انبیا برداشتند ÷ اولیا را ہم چوں خود پنداشتند

اسی لیے ہر تعظیم وتکریم کی بات میں روڑے اٹکاتے رہتے ہیں۔ شرک
[و] بدعت کا سہارا ان کو ایسا مل گیا ہے، کہ ہر بات کو کھینچ کر شرک وبدعت بنا دیتے
[ہ]یں۔ اس وقت میرے پیش نظر فتاوی رشیدیہ کی تینوں جلدیں، اور اعلیٰ
[ح]ضرت امام اہل سنت کا رسالہ مبارکہ اقامة القیامہ ہے۔ اور مقصود مجلس میلاد
شریف اور قیام کی تحقیق ہے۔ وہابیہ خصوصاً دیوبندیوں نے شرک وکفر کے مٹانے
کے لیے شاید اس کا دسواں حصہ بھی جد وجہد نہ کیا ہوگا، جس درجہ ذکر رسول مجلس
میلاد شریف وقیام کے خلاف جہاد کرنے میں قوت آزمائی کی ہے۔ بلکہ شرک
کے ساتھ تو یہ وسعت اخلاق کہ

شرک کلی مشکک ہے، اسکے افراد کبیرہ اور صغیرہ بلکہ مباح تک بھی ہیں۔

(لطائف رشیدیہ ص ۱۶)۔

جب شرک مباح ہی ہوا، تو جی چاہا تو مسلمان رہے، یا خواہش ہوئی تو مشرک
ہوگئے کہ مباح کا کرنا، نہ کرنا، دونوں اختیار میں ہوتا ہے۔ بخلاف مجلس میلاد

کے کہ یہ کسی صورت سے جائز نہیں، اگر چہ روایت صحیحہ ہی سے مولود شریف پڑھا جائے۔

۲ الفتاوی رشیدیہ حصہ دوم مطبع قاسمی صفحہ ۱۳۱ پر ہے:-

سوال :- محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں، اور لاف وگزاف اور روایات موضوعہ وکاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

الجواب:- ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔

سبحان تیری قدرت! عداوت رسول کی حد بھی ہے۔

نیز اسی حصہ کے صفحہ ۹۲ پر ایک سوال ہے۔

انعقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایات صحیحہ درست ہے یا نہیں؟

اس کا جواب دیا۔

انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔

نیز حصہ سوم مطبع آرمی پریس دہلی ص ۱۱۲ پر ایک سوال ہے:-

جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے، اور تقسیم شیرینی ہو، شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

اس کا جواب لکھا۔

کسی عرس اور مولود شریف میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود شریف درست نہیں"

یہ پیوندی جواب بھی قابل ملاحظہ ہے۔ سوال میں صرف عرس تھا اور وہ بھی جس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے۔ جواب میں مولود بھی بڑھا دیا۔

نیز فتاوی رشیدیہ حصہ اول مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی ص ۴۸ پر

سوال ہے۔

مولود میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو، آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟

اس کا جواب لکھا:

عقد مجلس مولود اگر چہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو، مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے، لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں۔

نیز حصہ دوم ص ۱۶۳ پر ایک سوال ہے:

سوم چہلم وغیرہ کی مجلسیں بہ تخصیص دن کے منع ہے، یا بالکل ہی نہ کرنا چاہئے۔ اور اس مجلس میں جانا چاہئے، یا نہیں؟

اس کا جواب یہ لکھا:

مجالس مروجہ زمانہ ھذا میلاد وعرس وسوم وچہلم بالکل ہی ترک کرنا چاہیے۔

کھل گیا کہ اس ذکر خیر ہی سے عداوت ہے، اور اس کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اور بعض جگہ عذر بے معنی لکھ دیتے ہیں، وہ محض برائے نام ہاتھی کے دانت دکھانے کے ہیں۔ ورنہ اگر درحقیقت وہی سبب ناجوازی ہوتا، تو جہاں پایا جاتا، حکم ممانعت ہوتا۔ جیسے شراب کے لیے سکر کہ جس چیز میں سکر ہوگا، وہ چیز حرام ہوگی ـــــ حالانکہ دوسری جگہ وہ سبب موجود، مگر حکم ممانعت مفقود ہے۔ مثلاً حصہ اول میں وجہ ناجوازی اہتمام وتداعی بتایا۔ اگر واقعی یہ سبب نادرست ہونے کا ہے، تو چاہیے کہ مدرسہ دیوبند وسہارنپور ودیگر مدارس وہابیہ کے سالانہ جلسے دستار بندی کے بھی نادرست ہوں۔ کیوں کہ ان میں اہتمام اور تداعی اس سے بہت زیادہ ہوتا ہے، جس قدر لوگ مجلس مولود شریف میں اہتمام کرتے ہیں۔ مگر

کیا کسی دیوبندی مولوی خواہ مولوی رشید احمد صاحب، یا اور کسی نے ان جلسوں
روکا؟ ان کی ممانعت کا فتوی دیا؟ نہیں دیا تو کیوں؟ جب کہ سبب ممانعت
اہتمام وتداعی موجود ہے۔

فتاوی رشیدیہ حصہ دوم ص ۸۴ پر ایک سوال کے جواب میں ہے۔

یہ محفل چونکہ زمانہ فخر عالم علیہ السلام میں اور زمانہ صحابہ اور زمانہ
تابعین اور تبع تابعین اور زمانہ مجتہدین میں نہ تھی لہذا یہ مجلس
بدعت ضلالت ہے۔

معلوم ہوا کہ جو چیز خیر القرون میں نہ ہو وہ بدعت وضلالت ہوتی ہے۔ مگر
بہت چیزوں کے لیے یہ تسلیم ہے کہ خیر القرون میں نہیں، پھر بھی بدعت ضلالہ نہیں
کہتے۔ مثلاً

فتاوی رشیدیہ حصہ اول ۱۰ پر ہے۔

سوال:۔ صوفیہ کرام کے یہاں جو اکثر اشغال اور اذکار مثل
رگ کیماس کا پکڑنا، اور ذکر ارہ اور حلقہ بر قبور نہیں بلکہ ویسی ہی، اور حبس
دم وغیرہ جو قرون ثلثہ سے ثابت نہیں بدعت ہے یا نہیں؟

اس کا جواب مجلس میلاد کے جواب کے طریقے پر بعینہ یہی ہونا
چاہئے ——— یہ اذکار واشغال چونکہ زمانہ فخر عالم علیہ السلام میں اور زمانہ صحابہ اور زمانہ
تابعین اور تبع تابعین اور زمانہ مجتہدین نہ تھے۔ لہذا یہ اذکار واشغال بدعت ضلالت ہیں۔

مگر اس میں مشیخیت آ ہی ختم ہو جاتی تھی، اس لیے اس کا جواب لکھا:

جواب:۔ اشغال صوفیہ بطور معالجہ کے ہیں۔ سب کی اصل نصوص
سے ثابت۔ جیسا اصل علاج ثابت ہے، مگر شربت بنفشہ حدیث صریح
سے ثابت نہیں۔ ایسا ہی سب اذکار کی اصل ہیئت ثابت ہے۔

یا اس اصول مجلس میلاد شریف کا جواب نہیں ہوسکتا تھا؟ کہ مجلس میلاد
ذکر خدا ورسول ہے۔ اور اس کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔
ے کرنا چاہیے۔

اسی حصہ کے ص ۱۱ پر تیسواں سوال ہے۔

کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلثہ سے ثابت
ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں؟

جو جواب مجلس مولود شریف کا دیا بعینہٖ، اس سوال کا بھی جواب ہوسکتا ہے
صیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرنا، قرون ثلثہ میں نہ تھا۔ بلکہ بخاری شریف
قرون ثلثہ میں نہ لکھی گئی۔ اس لیے اس کی جمع وترتیب اور اس کا ختم سب بدعت
لات ہے۔

مگر اس کا جواب لکھا۔

قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں تھی مگر اس کا ختم درست ہے۔

معلوم ہوا کہ قرون ثلثہ میں نہ ہونا بدعت ضلالت کا سبب صرف مجلس مولود
لیے ہے، کہ ذکر رسول کو روکا جائے۔ ورنہ بخاری کا ختم بھی بدعت
تا۔ بلکہ حدیث شریف میں قرآن شریف کے سوا احادیث لکھنے کی ممانعت
ارد ہے، اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے بخاری کی جمع وترتیب ہی کو بدعت ضلالت
ادم ومخالف سنت بتاتے۔ مگر یہ ساری بدعت مجلس مولود کے لیے ہے ؂

کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
تیرا ہی دل نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

کبھی کسی ہیات کذائی کا عذر گڑھتے ہیں کہ ذکر رسول تو خیر القرون میں تھا،

مگراس ہیات کذائی کے ساتھ نہ تھا۔اس لیے بدعت ضلالت ہے۔یہ مذ
محض ننگ ہے۔

فتاوی رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۸ پرایک سوال ہے۔

اس صورت کی مساجد اور مدارس اور طرز تعلیم قرون ثلثہ میں نہیں تھا بلکہ
محض نئی صورت ہے تو اس کا بدعت نہ ہونا کیا سبب؟

خدا اگر حیا دیتا تو ان کے اصول پر جواب صاف تھا، کہ مساجد و مدارس کی
صورت اور طرز تعلیم موجود قرون ثلثہ میں نہ تھا۔اس لیے بدعت ضلالت ہے۔

مگراس کا جواب لکھا کہ:

مسجد کی کوئی صورت شرع میں مقرر نہیں، جیسی چاہے، بنائے۔علیٰ ھٰذا
مدرسہ کی کوئی صورت معین نہیں، مکان ہو، اس کا ثبوت حدیث سے
ہے۔اور کسی صورت خاصہ کو ضرور جاننا بدعت ہوگا۔

حالانکہ ہر آنکھ والا دیکھ کر جان سکتا ہے کہ مساجد تمام ایک ہی ہیأت وصورت کی بنتی ہیں۔اور مجلس مولود شریف کی ہرگز کوئی ہیأت نہیں۔مگر مجلس مولود شریف کو تو ہیأت کذائی کا الزام لگا کر بدعت وضلالت قرار دیا۔اور جس کی ہیات کذائی پر تعامل بلاد وامصار، وہ جائز رہی۔اس لیے کہ مکان ہے۔اسی طرح قیام میلاد کی ممانعت اور اس کی مخالفت پر ساری قوت علمی صرف کردی جاتی ہے۔

فتاوی رشیدیہ حصہ اول ص ۳۹، ۳۸ پر ہے۔

اور قیام بھی بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے۔

نیز ص ۱۲ پر ہے۔

وقت میلاد شریف کے کھڑا ہونا قرون ثلثہ میں کہیں ثابت نہیں ہوتا۔

...یہی حجت اس کے بدعت غیر اصل ہونے کو کافی ہے۔

...علم اور علم کا سارا نچوڑ ان بزرگ کا ہے، جن کی صفت میں تذکرۃ الرشید
...۸۷ پر مولوی عاشق الٰہی صاحب یوں نغمہ سرا ہیں۔

...ت اللہ شاہ ولی اللہ دہلوی کے سلسلہ روحانی کا سچا جانشین، جس وقت
...ند خلافت کا صدر نشین ہوا، حق تعالیٰ کے غیبی فرشتوں نے منادی
پھیردی، اور اطراف ہند برہما وسندھ، یورپ وبنگال، پچھم وپنجاب،
مدراس ودکن، برار وممالک متوسط کابل وافغانستان کے بلاد متفرقہ میں
ایک کھل بل مچ گئی۔گروہا گروہ طلبہ گنگوہ میں آنے لگے۔آپ کے
پاس پندرہ بیس سے لے کر ستر اسی تک کا ہر برس مجمع ہوتا تھا۔اور یہ کوئی
دو چار سال تک کا تدریسی تجربہ نہیں، بلکہ ۱۲۶۵ھ سے لے کر ۱۳۱۴ھ
کے شروع تک جس کی مدت ایک کم پچاس سال ہوتی ہے، علمی
خدمتوں کا ذخیرہ ہے۔

پھر ص ۸۹ پر آپ کے جملہ کمالات کا خلاصہ ان لفظوں میں بیان کیا ہے:

آپ کی قوت اجتہاد، قابلیت استنباط، خوبی تطبیق وارتباط، جودت ذہن،
اتقان وعدالت، حافظہ وثقاہت، تقدس وتبحر، تقاری وسلاست بیانی
فراست وہمہ دانی، حلم ورفق، لطف وشفقت، خندہ روی وکرم گستری،
مسکین نوازی اور طلبہ کی گستاخ وبے جا حرکات پر صبر وتحمل، غرض جواد
اتھی، وہ حق بینی کے بارآور درخت کا پھل، اور بخاری وقت ہونے کی
حیثیت سے تحدیث کے سدابہار گلاب کا پھول تھی۔

ص ۹۰ پر طلبہ کے ساتھ اخلاق اور ایک چیز کو بار بار سمجھانے کا ایک واقعہ
...ہاں لکھا ہے:-

ایک مرتبہ درس ہورہا تھا قاری قرأت کررہا تھا کہ کسی مقام پر عطارہ کا

لفظ آیا، چونکہ قرأت کرنے والا لفظ کے معنے سمجھے ہوئے اور مادہ اشتقاق یعنی عطر جانے ہوئے تھا، اس لیے بے تکان پڑھتا چلا گیا۔ برابر میں ایک طالب علم ولایتی بیٹھا ہوا تھا جو اس لفظ کے معنی نہ سمجھا اس نے بے چارے قرأت کنندہ ہم جماعت طالب علم کے زور سے کہنی ماری، اور کہا ٹھہرو، ہم نہیں سمجھا۔ اور حضرت کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا۔ عطارہ معنی چہ؟ آپ نے فرمایا: زوجہ عطر فرشندہ۔ حضرت کی زبان سے جواب کا ختم ہونا تھا کہ قاری نے پھر قرأت شروع کردی۔ بے چارہ ولایتی اب بھی نہ سمجھا، دوبارہ پھر کہنی ماری، اور حضرت سے دریافت کیا۔ مولانا عطارہ معنی چہ؟ ہم نہیں سمجھا۔ آپ نے فرمایا: عطر فروش کی بیوی۔ پھر قاری نے قرأت شروع کی۔ تیسری مرتبہ پھر ولایتی نے کہنی ماری، اور تیز نظر سے دیکھ کر کہا۔ ٹھہرو، ہم نہیں سمجھا عطارہ کا معنی۔ اس مرتبہ حضرت امام ربانی نے اونچی آواز سے جواب دیا 'عطر بیچنے والا کا جورو' اس وقت ولایتی خوش ہوا اور کہا ہاں سمجھا۔ ہاں بھائی چلو۔

میں 'تذکرۃ الرشید' کا ایک دن یہ صفحہ دیکھ رہا تھا کہ میرے ایک دوست تشریف لائے، اور اس جگہ دیکھنے لگے۔ بولے کہ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ولایتی جس کی مادری زبان فارسی ہے، وہ 'زوجہ عطر فروشندہ' نہیں سمجھا اور 'عطر بیچنے والے کا جورو' سمجھ گیا۔ میں نے کہا: اتنے بڑے مولوی نے لکھا، اور وہ بھی اپنے استاد اور پیر کے متعلق، اس میں شک کرنے کی کیا گنجائش؟ رہی مادری زبان، تو اگر اس کی مادری زبان میں سمجھایا جاتا تو وہ ضرور سمجھ جاتا۔ اس کے یہاں تو 'زوجہ عطر فروش' بولا جاتا ہوگا وہ تو 'زوجہ عطر فروشندہ' سن کر گھبرایا ہوگا، کہ اسم فاعل پر پھر یہ ڈبل علامت کیسی؟ جس طرح قتیل نے ایران میں ایک شخص کو

۔ ڑے پر آتے ہوئے دیکھ کر کمال فارسی کا ثبوت دینے کے لیے کہا کہ 'شخصے بر پ سوار می آید'۔ ان لوگوں کو حیرت ہوئی، اور منھ تکنے لگے۔ جب کسی ایرانی ے نے کہا، 'سوارے می آید'۔ وہ لوگ مسرور ہوگئے۔

خیر! بہر کیف بات بہت دور جا پہنچی۔ اصل غرض تھی کہ ان کے یہاں قیام ا کسی دلیل سے ثابت نہیں، اس لیے بدعت ہے۔ حالانکہ مدارس اسلامیہ کا نی طالب علم جانتا ہے کہ جب آیہ کریمہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿ نازل ی۔ جبریل امین نے عرض کیا: یارسول اللہ! خدائے تعالیٰ بعد سلام فرماتا ہے: ے میرے پیارے! تم جانتے ہو میں نے کس طرح تمہارا ذکر بلند کیا؟ ارشاد اللّٰه اعلم ' اللہ بہتر جانتا ہے۔ جبریل امین نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ملتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک فکانما ذکرنی ۞ میں نے تمہارے اپنا ذکر قرار دیا ہے، تو جس نے تمہارا تذکرہ کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ر کے تین طریقے قرآن شریف میں ذکر فرمائے ہیں۔ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ ﴿ یعنی اولوا الالباب، عقل والے، وہ لوگ ں، جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر، اور لیٹ کر۔

اور ظاہر ہے کہ لیٹ کر ذِکر دو ہی وقت ہے۔ یا تو انسان بیمار ہو، یا وہ اذکار سونے کے وقت پڑھے جاتے ہیں۔ باقی حالتوں میں ذِکر کی دو ہی صورت ہے۔ قیاماً وقعوداً ــــــ ہوسکتا ہے کہ مولود شریف یعنی ذِکر رسول کہ ذِکر الٰہی ہے، پورا کا پورا کھڑے ہو کر پڑھا جائے۔ لیکن اس وقت صرف قیاماً پر عمل ہوگا، قعوداً پر عمل نہ ہوگا ــــــ اور یہ بھی ممکن ہے کہ صرف بیٹھ کر ہی تمام ذِکر کیا جائے، ایک منٹ کے لیے قیام نہ کیا جائے۔ مگر اس صورت میں صرف قعوداً

پرعمل ہوگا، قیاما پرعمل نہ ہوگا۔ اورمقصود دونوں عمل ہے۔ اس لیے بیٹھ کر پڑ
ہیں۔ اورتھوڑی دیر کے لیے کھڑے ہوکر صلاۃ وسلام عرض کرتے ہیں۔ تا
قیاما قعودا دونوں پرعمل ہو۔

بات بہت صاف اور واضح ہے۔ لیکن وہی حضرات نے اس صاف ا
سیدھی بات کوایک چیستاں اور معمہ بنارکھا ہے۔ اس لیے علمائے کرام اہل سنـ
اپنے اپنے زمانوں میں مسئلہ مولود شریف وقیام پر روشنی ڈالتے آئے، اور کتابیں
تصنیف کرتے رہے۔

اعلیٰ حضرت کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ نقی علی خان صاحب قدس سرہ
نے بھی ایک ضخیم رسالہ بنام **اذاقة الآثام لمانعي عمل المولد والقيام** تصنیف
فرمایا۔ جس پر اعلیٰ حضرت نے ایک نہایت ہی نفیس حاشیہ بنام **رشاقة الكلام
في حواشي اذاقة الآثام** تحریر فرمایا۔ جس پر کلام بعد کو آئے گا۔ اور خاص مسئلہ
قیام میلاد میں زیر تبصرہ رسالہ **اقامة القيامة على طاعن القيام لنبي
تهامه** تصنیف فرمایا۔

یہ رسالہ ۴۶ صفحات کا ہے۔ رام پور سے ۱۲۹۹ھ میں ایک استفتاء آیا تھا،
جس میں بہت سے سوالات تھے۔ اورانھیں سوالات کثیرہ کے ضمن میں ایک سوال
یہ بھی تھا کہ:

> مجلس میلاد میں قیام وقت ذکر ولادت حضور خیر الانام علیہ افضل
> الصلاۃ والسلام کیسا ہے؟ بعض لوگ اس قیام سے انکار بحت
> رکھتے ہیں، اوراسے بدیں وجہ کہ قرون ثلثہ میں نہ تھا، بدعت سیئہ وحرام
> سمجھتے، اور کہتے ہیں۔ ہمیں صحابہ وتابعین کی سند چاہئے، ورنہ ہم نہیں

> مانتے۔ ان کے ان اقوال کا کیا حال ہے؟ بینوا توجروا۔

اعلیٰ حضرت نے اس کے جواب میں پہلے حمد ونعت تحریر فرمایا، جو براعت
ال پر مشتمل ہے۔ پھر تحریر فرمایا کہ:

۔۔مقام واجب الاعلام ہیں۔

ا:۔ اس قیام مبارک کا اپنے طور پر کتب وفتاوی علما قدست اسرارھم
لم بیان کرنا، جس سے بعونہ تعالیٰ موافقین کے لیے ایضاح حق وازاحت
ں ہو، اور منصب فتوی اپنے حق کو واصل ہو۔

نیا:۔ اس مغالطہ کا جواب دینا جو بالفاظ متقاربہ تمام اصاغر واکابر مانعین
ں رائج کہ یہ فعل قرون ثلثہ میں نہ تھا، تو بدعت ضلالت ہوا۔ اس میں کچھ خوبی
تی تو وہی کرتے۔ اس فعل اوراس کے امثال امور نزاعیہ میں حضرات منکرین
ں نایت سعی اسی قدر ہے۔ جس کی بنا پر اہل سنت وسواد اعظم ملت وہزاراں
شریعت وطریقت کو معاذ اللہ بدعتی، گمراہ ٹھہراتے ہیں، اور مطلقاً خوف خدا
ں روز جزا دل میں نہیں لاتے۔

مقام اول:۔ اللہ عزوجل نے شریعت غرا، بیضا، زہرا، عامہ، تامہ، کاملہ،
املہ اتاری۔ اور بحمدہ تعالیٰ ہمارے لیے ہمارا دین کامل فرمادیا۔ اوراس کے کرم
اپنے حبیب اکرم حضور پرنور سید عالم ﷺ کے صدقہ میں اپنی نعمت ہم پر تمام
مادی۔

قال اللہ تعالیٰ: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي
رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۚ (سورہ مائدہ، آیت ۳) آج میں نے تمھارے لیے تمہارا
ں کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند فرمایا۔

الحمدللہ! ہماری شریعت مطہرہ کا کوئی حکم قرآن عظیم سے باہر نہیں۔ ا
مئین فاروق اعظم ﷺ فرماتے ہیں۔ حسبنا کتاب اللّٰہ ٥ ہمیں قرآن
ہے۔ مگر قرآن عظیم کا پورا سمجھنا، اور ہر جزئیہ کا صریح حکم اس سے نکال لینا،
نامقدور ہے۔ اس لیے قرآن عظیم نے دو مبارک قانون ہمیں عطا فرمائے۔

اول: مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ٥ؕ (۔۔
آیت ۷) جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لو اور جس سے منع کریں باز رہو۔ خذو صیغہ ا
کا ہے۔ اور امر وجوب کے لیے ہے۔ تو پہلی قسم واجبات شرعیہ ہوئی ـــــ ا
فانتھوا نہی ہے۔ اور نہی منع فرمانا ہے۔ یہ دوسری قسم ممنوعات شرعیہ ہوئی۔

حاصل یہ کہ اگرچہ قرآن مجید میں سب کچھ ہے مگر امت اسے بے نبی
سمجھائے نہیں سمجھ سکتی۔ ولہٰذا فرمایا: وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ ٥ؕ (سورۂ نحل، آیت ۴۴) اے محبوب! ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ تم لوگوں
کے لیے بیان فرما دو جو کچھ ان کی طرف اترا ہے۔

دوم: فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ٥ؕ (سورۂ انبیاء، آیت ۷) علم
والوں سے پوچھو جو تمہیں نہ معلوم ہو۔

حوادث غیر متناہی ہیں۔ احادیث میں ہر جزئیہ کے لیے نام بنام تصریح اگر
فرمائی بھی جاتی، ان کا حفظ وضبط نامقدور ہوتا۔ پھر جو مدارج عالیہ مجتہدان امت
کے لیے ان کے اجتہاد پر رکھے گئے، وہ نہ ملتے۔ نیز اختلاف ائمہ کی رحمت
ووسعت نصیب نہ ہوتی۔ لہٰذا حدیث نے بھی جزئیات معدودہ سے کلیات حاویہ
مسائل نامحدودہ کی طرف اشعار فرمایا۔ اس کی تفصیل وتفریع وتاصیل مجتہدین
کرام نے فرمائی۔ اور احاطہ تصریح نامتناہی کے تعذر نے یہاں بھی حاجت ایضاح

...صل مجمل وتقیید مرسل باقی تھی، جو قرناً فقرناً طبقۃً فطبقۃً مشائخ کرام
...اسلام کرتے چلے آئے۔ ہر زمانہ کے حوادث تازہ کے احکام اس زمانہ
... کرام، حاملان فقہ، حامیان اسلام نے بیان فرمائے۔ اور یہ سب اپنی
...ں کی طرف راجع ہوئے، اور ہوتے رہیں گے۔ عن النبی ﷺ
...ال طائفة من امتی ظاهرين على الحق حتى يأتي امر الله
... البخاری صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ میری امت کا ایک
...ماب کے ساتھ حق پر رہے گا یہاں تک کہ حکم الٰہی آئے۔

...س کسی عالم نے اپنے سے پہلے زمانے کے کسی کلام کے اجمال کی تفصیل
...ہے، وہ اسی نور سے ہے، جو صاحب شریعت ﷺ سے اسے ملا ہے۔ تو حقیقۃ
...ں میں رسول اللہ ﷺ ہی کا احسان امت پر ہے کہ علما کو یہ استعداد
...طا فرمائی، جس سے انہوں نے مجمل کلام کی تفصیل کی۔ یوں ہی ہر طبقہ ائمہ کا
...الوں پر احسان ہے۔ اب یہیں دیکھیے کہ کتب ظاہر الروایہ اور نوادر ائمہ
...میں۔ پھر کتب نوازل وواقعات تصنیف فرمائی گئیں۔ پھر متون وشروح وحواشی
...تاوی وقتاً فوقتاً تصنیف ہوتے رہے۔ اور ہر آئندہ طبقہ نے گزشتہ پر اضافے
...ے، اور مقبول ہوتے رہے۔ کہ سب اسی اجمال قرآن وسنت کی تفصیل ہے۔

...نصاب الاحتساب، وفتاوی عالمگیریہ زمانہ سلطان عالمگیر انار اللّٰہ
...مالی برهانه کی تصنیف ہیں۔ ان میں بہت ان جزئیات کی تصریح ملے گی، جو
...تب سابقہ میں نہیں کہ وہ جب تک واقع ہی نہ ہوئے تھے۔ اگر کوئی شخص ان کی
...بت کہے کہ صحابہ وتابعین سے اس کی تصریح دکھاؤ، خاص امام اعظم وصاحبین کا
...ص لاؤ، تو وہ یا احمق ومجنون ہے، یا گمراہ مفتون۔ پھر عالمگیری کے بہت بعد اب

قریب زمانہ کی کتابیں: فتاوی اسعدیہ، وفتاوی حامدیہ، وطحطاوی علی الدر، وطحطاوی علی مراقی الفلاح، وعقود الدریہ، ورد المحتار، ورسائل شامی وغیرھا کتب معتمدہ ہیں کہ تمام حنفی دنیا میں ان پر اعتماد ہے۔

دو اول کے سوا، یہ سب تیرہویں صدی کی تصنیف ہیں۔ مانعین بھی ان سے سندیں لاتے ہیں۔ ان میں صدہا وہ بیان ملیں گے، جو پہلے نہ تھے۔ اور مانعین کے یہاں تو فتاوی شاہ عبدالعزیز صاحب، بلکہ ماۃ مسائل واربعین تک پر اعتماد ہو رہا ہے۔ کیا 'ماۃ مسائل' و'اربعین' کے سب جزئیات کی تصریح صحابہ و تابعین وائمہ تو بہت بالا ہیں، عالمگیری ورد المحتار تک کہیں دکھا سکتے ہیں؟

اب ان کے بعد ریل، تار برقی، نوٹ، منی آرڈر، فونوگراف وغیرہ وغیرہ ایجاد ہوئے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ صحابہ و تابعین یا امام ابوحنیفہ یا نہ سہی، ہدایہ ودر مختار، یا یہی نہ سہی، عالمگیری وطحطاوی ورد المحتار، یا سب جانے دو، شاہ عبدالعزیز صاحب کے فتاوے میں دکھاؤ۔ تو اسے مجنون سے بہتر اور کیا لفظ کہا جا سکتا ہے؟۔

خطبہ میں ذکر عمین شریفین حادث ہے۔ مگر جب سے حادث ہے، علما نے اس کے مندوب ہونے کی تصریح فرمائی۔

درمختار میں ہے: یندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین...

اذان کے بعد حضور ﷺ پر صلاۃ وسلام عرض کرنا جس طرح حرمین طیبین میں رائج ہے۔

درمختار میں فرمایا: التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ

[illegible] مائۃ واحدی وثمانین فی عشاء لیلۃ للاثنین ثم یوم الجمعۃ بعد [illegible] سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیھا مرتین فھو [illegible] حسنۃ ...

[illegible]تب میں اس کے صدہا نظائر ملیں گے۔ اُس وقت کے علمائے دین [illegible]ین سے ان کے جزئیہ کی تصریح مل سکتی ہے؟

[illegible]مجلس میلاد مبارک وقیام کو جاری ہوئے بھی صدہا سال ہوئے۔ مگر صحابہ [illegible]ین وائمہ مجتہدین کے کلام میں ان کے نام کی تصریح مانگنی، اسی جنون پہنچی [illegible]ی۔ ان پر انھیں علمائے کرام کی تصریحات سے استناد ہوگا، جن کے زمانہ میں [illegible]ن کا وجود تھا۔ جیسے مجلس مبارک کے لیے امام حافظ الشان ابن حجر [illegible]عقلانی، وامام خاتم الحفاظ جلال الدین السیوطی، وامام احمد خطیب قسطلانی [illegible]م اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ، جن کے نام وکلام کی تصریح بارہا کر دی گئی۔ [illegible]یوں ہیں مسئلہ قیام میں ان علمائے کرام کی سند لی جائے گی، جن کا ذکر شریف [illegible]ا ہے۔ وباللہ التوفیق - بحمد اللہ تعالیٰ موافقین اہل حق وانصاف [illegible]ین کے لیے یہ کافی ہوگا۔ رہا مخالفین کا انکار، ان کی کیا پرواہ؟ وہ اور ہی کسے مانتے ہیں کہ ان علمائے کرام کو مانیں۔ مولیٰ عزوجل توفیق دے۔ تو یہاں [illegible]صف غیر متعصب کے لیے اسی قدر کافی کہ:

یہ فعل مبارک یعنی قیام وقت ذکر ولادت حضور خیر الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ والسلام صدہا سال سے بلاد اسلامیہ میں رائج ومعمول، [illegible]ر اکابر ائمہ دین میں مقرر ومقبول۔ شرع میں اس سے منع مفقود، اور بے منع شرع [illegible]ن مردود۔ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ وانما الحرام ما حرم اللہ وماسکت

عنه فهو عفو من الله. علی الخصوص حرمین طیبین مکہ معظمہ ومدینہ منورہ صلی الله تعالیٰ علی منورهما وبارک وسلم کہ مبدء ومرجع دین وایمان ہیں۔ وہاں اکابر علما ومفتیان مذاہب اربعہ، مدتہا مدت سے اس فعل کے فاعل وعامل وقائل ہیں۔ ائمہ معتمدین نے اسے حرام نہ فرمایا۔ بلکہ بلاشبہ مستحسن ومستحب ٹھہرایا۔

علامہ جلیل الشان علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیرت مبارکہ انسان العیون میں تصریح فرمائی کہ یہ قیام بدعت حسنہ ہے، ارشاد فرماتے ہیں۔

قد وجد القیام عند ذکر اسمه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من عالم الامة ومقتدی الائمة دینا وورعا تقی الدین السبکی رحمة الله تعالیٰ علیه وتابعه علی ذالک مشائخ الاسلام فی عصره فقد حکی بعضهم ان الامام السبکی اجتمع عنده جمع کثیر من علماء عصره فانشد فیه قول الصرصری فی مدحه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ؎

قلیل لمدح المصطفیٰ الخط بالذهب
علی فضة من خط احسن من کتب
وان ینهض للاشراف عند سماعه
قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب

فعند ذالک قام الامام السبکی وجمیع من فی المجلس فحصل انس کثیر بذالک المجلس وکفی بذالک فی الاقتداء .. بے شک وقت ذکر نام پاک حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام قیام کرنا، امام تقی الملۃ والدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پایا گیا، جو اس امت مرحومہ کے عالم اور دین وتقوی میں اماموں کے امام ہیں۔ اور

ان کے معاصرین ائمہ شیخ الاسلام ابو نصر عبد الوہاب ابن ابی الحسن تقی الملۃ والدین سبکی نے طبقات میں نقل فرمایا کہ امام سبکی کے حضور ایک جماعت کثیر اس زمانہ کے علما کی مجتمع ہوئی، اس میں کسی نے امام صرصری کے یہ اشعار نعت حضور سید الابرار ﷺ میں پڑھے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مصطفیٰ ﷺ کے لیے یہ بھی تھوڑا ہے کہ جو سب سے اچھا خوشنویس ہو اس کے ہاتھ سے چاندی کے ورق پر سونے کے پانی سے لکھی جائے۔ اور جو لوگ شرف دینی رکھتے ہیں، وہ ان کی نعت سن کر صف بستہ یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائیں۔ ان اشعار کے سنتے ہی حضرت امام سبکی وجملہ علمائے حاضرین مجلس مبارک نے قیام فرمایا اور اس کی وجہ سے اس مجلس میں نہایت انس حاصل ہوا۔ علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، اسی قدر پیروی کے لیے کفایت کرتا ہے۔ اھ۔

اسی طرح اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے گیارہ علمائے کرام اور عارف باللہ سند مولانا جعفر برزنجی قدس سرہ العزیز کی کتاب عقد الجوهر فی مولد النبی الازهر ——— فاضل اجل سیدی جعفر بن اسمٰعیل علوی مدنی کی کتاب شرح الکوکب علی عقد الجوهر ——— فقیہ محدث مولانا عثمان بن حسن دمیاطی جو رسالہ اثبات قیام میں دلائل ذکر کر کے فرماتے ہیں۔

فاستفید من مجموع ما ذکرنا استحباب القیام له صلی الله تعالیٰ وسلم یعنی ان سب دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکر ولادت شریفہ کے وقت قیام مستحب ہے کہ اس میں ان ﷺ کی تعظیم ہے۔

پھر ارشاد فرمایا: قد اجتمعت الامة المحمدیة من اهل السنة والجماعة علیٰ استحسان القیام المذکور وقد قال صلی الله تعالیٰ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالة بے شک امت مصطفیٰ ﷺ سے اہل سنت وجماعت کا اجماع واتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے۔ اور بے شک نبی ﷺ فرماتے ہیں: 'میری امت

گرامی پر جمع نہیں ہوتی'۔۔۔۔۔ امام علامہ مدانقی، علامہ زید کے رسالہ میلاد ۔۔۔۔۔ خاتمۃ المحدثین زین الحرم، عین الکرم، مولانا سید احمد زین دحلان مکی قدس سرہ الملکی کی کتاب مستطاب الدر السنیہ فی الرد علی الوھابیہ ۔۔۔۔۔ شیخ مشائخنا، خاتمۃ المحققین، امام العلما، سید المدرسین، مفتی الحنفیہ بمکۃ المحمیہ سیدنا علامہ جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی کے فتاوے ۔۔۔۔۔ اورعلامہ انباری کی کتاب مورد الظمآن کی عبارتیں ثبوت قیام وقت ذکر ولادت رسول ﷺ میں نقل فرمائیں، جن میں سے تین عبارتیں بطور نمونہ اس جگہ نقل کی گئیں۔

اس کے بعد گیارہ فتاوے علمائے کرام کے ثبوتِ قیام میلاد شریف میں نقل فرمایا۔

اول: فتوی مولانا جمال عمر حنفی، جس پر مولانا صدیق بن عبدالرحمن کمال حنفی، اورعلامہ الوری علم الہدی مولانا سید سند زین دحلان شافعی نے بھی موافقت فرمائی۔

دوسرا: فتوی مولانا حسین بن ابراہیم مکی مالکی مفتی مالکیہ کا۔

تیسرا: فتوی مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی مفتی حنابلہ کا ذکر فرمایا۔ جس میں فرماتے ہیں: نعم یجب القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم اذ یحضر روحانیتہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم فعند ذالک یجب التعظیم والقیام ہاں ذکر ولادت حضور اقدس ﷺ کے وقت قیام ضرور ہے کہ روح اقدس ﷺ جلوہ فرما ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم وقیام لازم ہوا۔

چوتھا: فتوی مفتی حنفیہ مولانا عبداللہ بن محمد حنفی کا۔

پانچواں: فتوی شیخ مشائخنا مولانا الامام سراج العلما عبداللہ سراج مکی مفتی ... کا۔

چھٹا: فتوی عمر بن ابی بکر شافعی کا۔

ساتواں: فتوی علمائے حرمین محترمین، جس پر مفتی مکہ معظمہ مولانا محمد بن حسین ... حنفی، اور رئیس العلما شیخ المدرسین مولانا جمال حنفی، اور مفتی مالکیہ مولانا ... ین بن ابراہیم مکی، اور سید المحققین مولانا احمد بن زین شافعی، اور مدرس مسجد ... یہ مولانا محمد بن محمد عرب شافعی، اور مولانا عبدالکریم بن عبدالحکیم حنفی مدنی، اور ... جلیل مولانا عبدالجبار حنبلی بصری نزیل مدینہ منورہ، اور مولانا ابراہیم بن محمد ... یار حسینی شافعی مدنی کی مہریں ہیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: اصل فتوی مزین بخطوط ومواہیر علما ممدوحین فقیر نے ... چشم خود دیکھا۔ اور مدتوں فقیر کے پاس رہا، جس میں کثیر مسائل متنازع فیہا پر بحث فرمائی ... ب، اور بدلائل باہرہ مذہب وہابیت کو سراسر مردود و باطل ٹھہرایا ہے۔

آٹھواں: فتوی حضرات علمائے مدینہ منورہ کا، آخر روضۃ النعیم میں طبع ہوا ہے۔ اس فتوی پر مولانا عبدالجبار، اور ابراہیم بن خیار وغیرہما تیس علمائے کرام کی مہریں ہیں۔

نواں: فتوی علمائے مکہ معظمہ، جس میں میلاد وقیام کا استحباب علمائے سلف سے نقل کر کے فرماتے ہیں: فالمنکر لھذا مبتدع بدعۃ سیئۃ مذمومۃ لانکارہ علی شیٔ حسن عند اللہ والمسلمین۔ یعنی پس مجلس میلاد وقیام کا منکر بدعتی ہے، اور اس منکر کی بدعت سیۂ مذمومہ ہے کہ اس نے ایسی چیز پر انکار کیا جو خدا و اہل اسلام کے نزدیک نیک تھی۔

اس فتویٰ پر حضرت سید العلما احمد دحلان مفتی شافعیہ، وجناب مستطاب وبرکتنا سراج الفضلا مولانا عبدالرحمٰن سراج مفتی حنفیہ، مولانا حسن مفتی حنا... ومولانا محمد شرقی مفتی مالکیہ، وغیرہم پینتالیس علما کی مہریں ہیں۔

دسواں: فتویٰ علمائے جدہ میں، مجیب اول مولانا باصر بن علی بن احمد مخلس میاں... اوراس میں قیام وتعیین یوم وتزئین مکان واستعمال خوشبو وقرأت قرآن واظہار سرور واطعام طعام کی نسبت فرماتے ہیں: بهذه الصورة المجموعة من الاشياء المذكورة بدعة حسنة مستحبة شرعاً لا ينكرها الامن في قلبه شعبة من شعب النفاق والبغض له صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وكيف يسوغ له ذالك مع قوله تعالىٰ: وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ جس مجلس میں یہ سب باتیں کی جائیں وہ شرعاً بدعت حسنہ مستحبہ ہے۔ جس کا انکار نہ کرے گا مگر وہ جس کے دل میں نفاق کی شاخوں سے ایک شاخ اور نبی ﷺ کی عداوت ہے۔ اور یہ انکار اسے کیوں کر روا ہوگا حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے 'جو خدا کے شعائروں کی تعظیم کرے، تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے'۔

اس پر مولانا عیاض بن جعفر صدیق، مولانا احمد فتاح، مولانا محمد بن سلیمان، مولانا احمد جلیس، مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی تصدیقات وتحریرات ہیں۔ ونص عبارة مولانا احمد جليس هكذا "الحمد لله وكفى والصلاة على المصطفى نعم ذكر ولادة النبي ﷺ ومعجزاته وحليته والحضور لسماعه وتزيين المكان ورش ماء الورد والبخور بالعود وتعيين اليوم والقيامة عند ذكر ولادته ﷺ واطعام الطعام وتقسيم التمر وقراء شئ من القرآن كلها مستحبة بلا شك وريب

... تعالىٰ اعلم بالغيب۔ خدا کو حمد ہے اور وہ کافی ہے اور مصطفیٰ ﷺ پر درود۔ ہاں ... حلیہ شریفہ نبی ﷺ کا ذکر کرنا، اور اس کے سننے کو حاضر ہونا، اور مکان سجانا، اور ... چھڑکنا، اور اگر بتی سلگانا، اور دن مقرر کرنا، اور ولادت نبی ﷺ کے وقت قیام کرنا، ... کھلانا، اور چھوہارے بانٹنا، اور قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھنا، بلاشک وشبہ مستحب

مولانا محمد صالح نے لکھا: امة النبي صلى الله تعالىٰ وسلم من ...ب والمصر والشام والروم والاندلس وجميع بلاد الاسلام مجتمع ...مق على استحبابه واستحسانه ۔ یعنی نبی ﷺ کی امت عرب ومصر وشام وروم ... تمام بلاد اسلام سے اس کے استحباب واستحسان پر اجماع واتفاق کیے ہوئے ہیں۔

گیارہواں فتویٰ: علمائے جدہ کا ہے جس میں مولانا یحییٰ بن اکرم تحریر ...ماتے ہیں: الف في ذالك العلما وحثوا على فعله فقالوا لاينكرها الا مبتدع فعلى حاكم الشريعة ان يعزروه .. یعنی علما نے اس بارے میں کتابیں تالیف فرمائیں اور اس فعل پر رغبت دی اور فرمایا اس کا انکار نہ کرے گا مگر بدعتی ... حاکم شرع پر اس کی تعزیر لازم۔

اس فتویٰ پر مولانا علی شامی بن عبداللہ، مولانا علی طحان، مولانا محمد بن داؤد بن عبدالرحمٰن، مولانا محمد بن عبداللہ، مولانا احمد بن محمد خلیل، مولانا عبدالرحمٰن بن علی حضرمی کی تصحیحات وتصدیقات ہیں۔

اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں: بالجملہ سردست اس قدر کتب وفتاویٰ وافعال واقوال علما وائمہ سے اس قیام مبارک کے استحسان واستحباب کی سند صریح حاضر ہے۔ جس میں سو سے زائد ائمہ وعلما کی تحقیق وتصدیق روشن وظاہر۔ اور رسالہ غایۃ المرام میں علمائے ہند

کے بھی فتوے چھپے ہیں، جن پر پچاس سے زیادہ مہر و دستخط ہیں۔

اب منصف انصاف کرے۔ آیا اس قدر علمائے مکہ معظمہ، ومدینہ منورہ، و…
حدیدہ، وروم، وشام، ومصر، ودمیاط، ویمن، وزبید، وبصرہ وحضرموت، وحلب، و…
وبرزنج، وبرغ، وکرد، وداغستان، واندلس، وہند کا اتفاق قابل قبول ارباب عقول نہ…
یا معاذ اللہ! یہ عمائد شریعت صدہا سال سے آج تک سب کے سب مبتدع وبد مذہب
ایک بدعت ضلالت سیئہ کو مستحب ومستحسن ماننے والے ٹھہریں گے؟

تعصب نہ کیجیے تو ہم ایک تدبیر بتائیں۔ ذرا اپنے دل کو خیالات ایں وآں سے ر…
دیجیے۔ اور آنکھیں بند کر کے گردن جھکا کر یوں دل میں مراقبہ کیجیے کہ گویا یہ سیکڑوں ا…
سب کے سب ایک وقت میں زندہ موجود ہیں، اور اپنے اپنے مراتب عالیہ کے ساتھ ای…
مکان عالیشان میں جمع ہوئے ہیں۔ اور ان کے حضور مسئلہ قیام پیش ہوا ہے۔ اور ان سب
عمائد نے یک زباں ہو کر بآواز بلند فرمایا ہے: بیشک مستحب ہے۔ بے شک مستحب ہے۔ …
کون ہے جو اسے منع کرتا ہے، ذرا ہمارے سامنے آئے ـــــ اس وقت ان کی شوکت
وجبروت کو خیال کیجیے، اور مشت چند مانعین ہندوستان میں ایک ایک کا منہ چراغ لے کر
دیکھیے کہ ان میں سے کوئی بھی اس عالیشان مجمع میں جا کر ان کے حضور اپنی زبان کھول سکتا
ہے۔ اور یوں تو ؎

چو شیراں برفتند از مرغزار ÷ زند روبہ لنگ لاف شکار

جسے چاہے کہہ دیجیے وہ کیا تھے، ہم ان کی کب مانتے ہیں، انکا قول کیا حجت ہو سکتا
ہے؟ نعوذ باللہ منہ۔

مقام دوم:- اس مقام کی شرح وتفصیل مقتضی نہایت اطناب وتطویل۔
معہذا ہمارے علمائے عرب وعجم بحمد اللہ تعالیٰ اس سے فارغ ہو چکے کہ کوئی دقیقہ

…ں ابطال باطل کا اٹھا نہ رکھا۔ علی الخصوص حضرت حامی السنن ماحی الفتن
… اقائی والدی روح اللہ روحہ نے کتاب مستطاب اصول الرشاد
… مبانی الفساد میں وہ تحقیقات بدیعہ وتدقیقات منیعہ ارشاد فرمائیں، جن
… ان شاء اللہ تعالیٰ حق کے لیے نہیں، مگر غایت انجلا وبیان، اور باطل کو
… نہیں، مگر موت بے امان۔ والحمد للہ رب العالمین۔ لہٰذا فقیر یہاں
… مالی نکتوں پر بسبیل اشارہ وایما اکتفا کرتا ہے۔

نکتہ اول:- اصل اشیا میں اباحت ہے۔ یعنی جس چیز کی ممانعت شرع
… سے ثابت، اور اس کی برائی پر دلیل شرعی ناطق، وہی تو مذموم وممنوع
… باقی سب چیزیں جائز ومباح رہیں گی۔ خاص ان کا ذکر جواز قرآن
…یث میں منصوص ہو، یا ان کا کچھ ذکر نہ آیا ہو۔

تو جو شخص جس فعل کو ناجائز یا حرام یا مکروہ کہے، اس پر واجب کہ اپنے دعوی پر دلیل
قائم کرے ـــــ اور جائز ومباح کہنے والے کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں۔ کہ
ممانعت پر کوئی دلیل نہ ہونا ہی جواز کی دلیل کافی ہے۔

جامع ترمذی، وسنن ابن ماجہ، ومستدرک حاکم میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے
…ی حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: **الحلال ما احل اللہ فی کتابہ
… الحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو عفا** یعنی حلال وہ ہے
… خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا۔ اور حرام وہ ہے، جسے خدا نے اپنی کتاب میں حرام
…کیا۔ اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ اللہ کی طرف سے معاف ہے۔ یعنی اس کے فعل پر
…کچھ مواخذہ نہیں۔

ملا علی قاری مرقات میں فرماتے ہیں: فیہ ان الاصل فی الاشیاء

الاباحة اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اصل سب چیزوں میں مباح ہونا ہے۔

لطف یہ کہ مولوی نذیر حسین صاحب سورج گڑھی دہلوی نے بھی فتوا
مصدقہ مہری تخطی میں تصریح کی کہ:

> او مدہوش، بےعقل! خدا اور رسول کا جائز نہ کہنا اور بات ہے، اور ناجائز کہنا اور بات، یہ تو بتاؤ کہ تم جو ناجائز کہتے ہو خدا اور رسول نے ناجائز کہاں کہا ہے؟ منہ

نکتہ دوم:- عموم واطلاق سے استدلال زمانہ صحابہ کرام ﷺ سے آج تک علما میں شائع وذائع ہے۔ یعنی جب ایک بات کو شرع نے محمود فرمایا، تو جہاں اور جس وقت اور جس طرح وہ بات واقع ہوگی، ہمیشہ محمود رہے گی۔ تاوقتیکہ کسی صورت خاصہ کی ممانعت خاص شرع سے نہ آجائے۔ مسلم الثبوت میں ہے: **شاع وذاع احتجاجهم سلفا وخلفا بالعموما ت من غير نكير..**

یہاں تک کہ خود فتوائے مصدقہ مولوی نذیر حسین صاحب میں ہے۔

> جب عام ومطلق چھوڑا تو یقینا اپنے عموم واطلاق پر رہے گا عموم واطلاق سے استدلال برابر زمانہ صحابہ کرام سے آج تک بلا نکیر رائج ہے۔

اب سنیے! ذکر الٰہی کی خوبی شرع سے مطلقا ثابت۔ قال اللہ تعالیٰ: **وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا** ۝ خدا کو بہت یاد کرو۔

اور نبی کریم ﷺ بلکہ تمام انبیاء واولیاء اللہ علیہم الصلاۃ والسلام کی یاد عین خدا کی یاد ہے کہ ان کی یاد تو اسی لیے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، یہ اللہ کے ولی ہیں۔ معہذا نبی کریم ﷺ کی یاد مجالس ومحافل میں یونہی ہوتی ہے کہ

ں تبارک وتعالیٰ نے انھیں یہ مراتب بخشے، یہ کمال عطا فرمایا——— ا سے نعت سمجھ لو، یعنی آقا ﷺ ایسے ہیں، جنھیں حق تعالیٰ نے ایسے ب دیے۔ اس وقت یہ کلام آیہ کریمہ: **وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ** ۝ کے ہوگا——— چاہے حمد سمجھ لو، یعنی ہمارا مالک ایسا ہے جس نے اپنے لو یہ رتبے بخشے۔ اس وقت یہ کلام آیہ کریمہ: **سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى** آیہ کریمہ: **هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى** ۝ کے طور پر ہو جائے

ق سبحانہ وتعالیٰ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے فرماتا ہے: عنا لک ذکرک ۝ اور بلند کیا ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر۔ امام قاضی عیاض شفا ف میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر سیدی ابن عطا سے یوں نقل فرماتے ہیں: ک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی یعنی میں نے تمہیں اپنی یاد میں ایک یاد کیا تو جو تمہارا ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا۔

بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ مصطفیٰ ﷺ کی یاد بعینہ خدا کی یاد ۔ پس بحکم اطلاق جس جس طریقہ سے ان کی یاد کی جائے گی، حسن ومحمود ہی ے گی۔ اور مجلس میلاد وصلاۃ بعد الاذان وغیرہا کسی خاص طریقے کے لیے ت مطلق کے سوا کسی نئے ثبوت کی ہرگز حاجت نہ ہوگی۔ ہاں! جو کوئی ان ق کو ممنوع کہے، وہ ان کی خاص ممانعت ثابت کرے۔

اسی طرح نعمت الٰہیہ کے بیان واظہار کا ہمیں مطلقا حکم دیا گیا۔ قال تعالیٰ اما بنعمۃ ربک فحدث ۝——— اور ولادت اقدس ﷺ تمام نعمتوں کی اصل ے، تو اس کے خوب بیان واظہار کا نص قطعی قرآن سے ہمیں حکم ہوا۔

علیٰ ہذا القیاس نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر مسلمان کا ایمان ہے۔اور اس کی خوبی قرآن عظیم سے ثابت۔ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ تابعین وتبع تابعین تو درکنار خود قرآن عظیم سے مجلس وقیام کی خوبی ثابت ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

نکتہ سوم: ہم پوچھتے ہیں تمہارے نزدیک کسی فعل کے لیے رخصت یا ممانعت ماننا، اس پر موقوف کہ قرآن وحدیث میں خاص اس کا نام لے کر جائز کہا ہو، یا منع کیا ہو۔ یا اس کی کچھ حاجت نہیں، بلکہ کسی عام یا مطلق مامور بہ یا عام یا مطلق منہی عنہ کے تحت میں داخل ہونا کفایت کرتا ہے۔

بر تقدیر اول تم پر فرض ہوا کہ بالخصوص مجلس وقیام مجلس کے نام قرآن وحدیث سے حکم ممانعت دکھاؤ۔

بر تقدیر ثانی کیا وجہ کہ ہم سے خصوصیت کے ساتھ ثبوت مانگتے ہو، اور بآنکہ یہ افعال اطلاقاتِ ذکر وتحدیث نعمت وتعظیم وتوقیر نبی کے تحت میں داخل ہیں، جائز نہیں مانتے۔

نکتہ چہارم: حضرات مانعین سب کے سب اس مرض میں گرفتار کہ قرن وزمانہ کو حاکم شرع بنایا ہے۔ جوئی بات کہ قرآن وحدیث میں بایں ہیئت کذائی کہیں اس کا ذکر نہیں، جب فلاں زمانہ میں ہو تو کچھ بری نہیں، اور فلاں زمانے میں ہو تو ضلالت وگمرہی۔ حالانکہ شرعاً وعقلاً کسی طرح زمانہ کو احکام شرع یا کسی فعل کی تحسین وتقبیح پر قابو نہیں۔ نیک بات کسی وقت میں ہو نیک ہے۔ اور برا کام کسی زمانہ میں ہو، برا ہے۔ آخر بلوائے مصر، وواقعہ کربلا، وحادثہ حرہ، وبدعات خوارج، وشناعات روافض، وخباثات نواصب،

معتزلہ وغیرہا امور شنیعہ، زمانہ صحابہ وتابعین میں حادث ہوئے، معاذ اللہ وہ نیک نہیں ٹھہر سکتے۔ اور بنائے تصنیف کتب، وتدوین علوم، ورد ...ن، وتعلیم وتعلم نحو وصرف، وطرق اذکار، وصور اشغال اولیائے سلاسل اسرارھم وغیرہا امور حسنہ، ان کے بعد شائع ہوئے، مگر عیاذاً باللہ ...ے بد نہیں قرار پا سکتے۔ بلکہ اس کا مدار نفس فعل کے حسن وقبح پہ ہے۔ ...کام کی خوبی صراحۃً یا اشارۃً قرآن وحدیث سے ثابت، وہ بے شک حسن ...چاہے کہیں واقع ہو۔ اور جس کام کی برائی تصریحاً یا تلویحاً وارد، وہ بے شک ...ٹھہرے گا، خواہ کسی وقت میں حادث ہو۔

...علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں:-

والبدعة ان كانت مما تندرج تحت مستحسن فهى حسنة وان ...ت تندرج تحت مستقبح فهى مستقبحة والا فمن قسم المباح ..

...یعنی بدعت اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے وہ ...ی ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی برائی شرع سے ثابت ہے وہ بری ...اور جو دونوں میں سے کسی کے نیچے نہ داخل ہو تو وہ قسم مباح سے ہے۔

اسی طرح صدہا اکابر نے تصریح فرمائی۔

اب مجلس قیام وغیرہما امور متنازع فیہا کی نسبت تمہارا یہ کہنا کہ زمانہ ...ابہ وتابعین میں نہ تھے، لہٰذا ممنوع ہیں، محض باطل ہو گیا۔

نکتہ پنجم: بڑی مستند، ان حضرات کی حدیث: خیر القرون قرنی ...، اس میں بحمد اللہ ان کے مطلب کی بو بھی نہیں۔ حدیث میں تو صرف اس ...ارشاد ہوا کہ میرا زمانہ سب سے بہتر ہے، پھر دوسرا، پھر تیسرا۔ اس کے بعد

جھوٹ، خیانت، اور تن پروری اور خواہی نہ خواہی گواہی دینے کا شوق لوگوں
شائع ہو جائے گا۔

اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ ان زمانوں کے بعد جو کچھ حادث ہوگا اگر کسی اصل شرعی یا عام مطلق مامور بہ کے تحت میں داخل ہو، شنیع و مذموم ٹھہرے گا۔ جو اس کے ثبوت کا دعویٰ رکھتا ہو، بیان کرے کہ حدیث کے کون سے ا کا یہ مطلب ہے۔

نکتہ ششم: اگر کسی زمانہ کی تعریف اور اس کے مابعد کا نقصا احادیث میں مذکور ہونا، اسی کو مستلزم ہو کہ اس زمانہ کے محدثات خیر ٹھہریں، ا مابعد کے شر تو اکثر صحابہ و تابعین سے بھی ہاتھ اٹھا رکھیے۔ اخرج ابو نعیم ا رسول اللہ ﷺ قال اذا اتیٰ علیٰ ابی بکر اجلہ وعمر اجلہ وعثما اجلہ فان استطعت ان تموت فمت ٥ یعنی حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں جب انتقال کر جائیں ابو بکر و عمر و عثمان تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ مر جائے تو مر جانا۔ اب تمہارے طور پر چاہیے کہ زمانہ پاک حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم بلکہ صرف زمانہ شیخین (کہ طبرانی ا روایت کی وارد" اذا مات عمر فان استطعت ان تموت فمت جب عمر مر جائے تو اگر مر سکے تو مر جانا) رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک خیر رہے۔ پھر جو کچھ حادث ہوا، اگرچہ عین خلافت حقہ راشدہ امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم میں، وہ معاذ اللہ سب شر و قبیح و مذموم و بدعت ضلالت قرار پائے۔ خدا ایسی بری سمجھ سے اپنی پناہ میں رکھے۔

نکتہ ہفتم: اگر کسی زمانہ کی تعریف حدیث میں آنا اس کا موجب ہو کہ اس کے محدثات خیر قرار پائیں، تو بسم اللہ وہ حدیث ملاحظہ ہو کہ امام ترمذی نے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، اور شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث نے اشعۃ اللمعات میں بنظر کثرت طرق اس کی صحت پر حکم دیا کہ
ماتے ہیں۔

مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ یعنی میری امت کی
مثل ہے جیسے مینہ، کہ نہیں کہہ سکتے اس کا اگلا بہتر ہے، یا پچھلا۔

شیخ محقق لکھتے ہیں: کنایہ است از بودن ہمہ امت خیر چنانکہ مطر ہمہ نافع ست
لیجیے اب کدھر گئی ان قرون کی تخصیص؟ اور کیوں نہ خیر ٹھہریں گے وہ امور،
جو عرفاً مابعد میں بلحاظ اصول و عموم و اطلاق شائع ہوئے؟۔

نکتہ ہشتم: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے محاورات و مکالمات کو دیکھیے تو وہ خود
صاف صاف ارشاد فرما رہے ہیں کہ کچھ ہمارے زمانہ میں ہونے نہ ہونے پر
خیریت و شریت نہیں۔ دیکھیے بہت نئی باتیں کہ زمانہ پاک حضور ﷺ میں نہ
تھیں، ان کے زمانہ میں پیدا ہوئیں، اور وہ انھیں برا کہتے، اور نہایت تشدد و انکار
فرماتے۔ اور بہت تازہ باتیں کہ حادث ہوئیں ان کو بدعت و محدثات مان کر خود
کرتے، اور لوگوں کو اجازت دیتے، اور خیر و حسن بتاتے۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تراویح کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں: نعمۃ
البدعۃ ھذہ کیا اچھی بدعت ہے یہ۔ اور سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے
صاحبزادے کو نماز میں بسم اللہ بآواز پڑھتے سنکر فرمایا: ای بنی محدث ایاك
والحدث اے میرے بیٹے یہ نو پیدا بات ہے بچ نئی باتوں سے۔ فاروق اعظم نے بدعت
مان کر حسن کہا۔ اور عبد اللہ بن مغفل نے اس فعل کو کہ ان کے زمانہ میں واقع ہوا
بدعت سیئہ مذمومہ ٹھہرایا۔

تو معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے نزدیک بھی ان کے زمانہ میں ہونے نہ ہو
پر مدار نہ تھا، بلکہ نفس فعل کو دیکھتے۔ اگر اس میں کوئی محذور شرعی نہ ہوتا، اجاز
دیتے، ورنہ منع فرمادیتے۔ اور یہی طریقہ بعینہ زمانہ تابعین وتبع تابعین میں
رائج رہا۔ تو باتفاق صحابہ وتابعین وتبع تابعین قاعدہ شرعیہ وہی قرار پایا کہ حسن
حسن ہے، اگر چہ نیا ہو۔ اور قبیح قبیح ہے، اگر چہ پرانا ہو۔ پھر ان کے بعد یہ اصل
کیوں کر بدل سکتی ہے۔

نکتہ نہم: یہ اعتراض کہ پیشوائے دین نے تو فعل کیا ہی نہیں، ہم کیونکر
کریں۔ زمانہ صحابہ میں پیش ہو کر رد ہو چکا۔ اور بفرمان جلیل حضرت سیدنا ابوبکر
صدیق ﷛ وسیدنا فاروق اعظم وغیرہما صحابہ کرام ﷡ قرار پا چکا کہ بات، فی
نفسہ نیک ہونا چاہیے، اگر چہ پیشوائے دین نے نہ کی۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ جب جنگ یمامہ میں بہت حفاظ قرآن شہید
ہوئے، تو حضرت فاروق اعظم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر یونہی لڑائیوں میں حافظ شہید ہوتے گئے،
تو بہت قرآن جاتا رہے گا۔ میری رائے ہے کہ آپ قرآن مجید کے جمع کرنے
اور ایک جگہ لکھنے کا حکم دیں۔ صدیق اکبر ﷛ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تو یہ
کام کیا ہی نہیں، تم کیوں کر کرو گے؟ فاروق اعظم ﷛ نے جواب دیا: اگر چہ
حضور اقدس ﷺ نے نہ کیا۔ مگر خدا کی قسم! کام تو خیر ہے۔ صدیق اکبر ﷛
فرماتے ہیں: پھر عمر ﷛ مجھ سے اس معاملہ میں بحث کرتے رہے، یہاں تک کہ
خدا تعالیٰ نے میرا سینہ اس امر کے لیے کھول دیا، اور میری رائے عمر کی رائے
کے موافق ہوگئی۔ پھر حضرت صدیق اکبر ﷛ نے جناب زید بن ثابت ﷛ کو

قرآن کا حکم دیا۔ انھیں بھی وہی شبہہ گذرا، اور عرض کی: بھلا آپ ایسی
...وں کر کرتے ہیں، جو حضور اقدس ﷺ نے نہ کی؟ صدیق اکبر ﷛ نے
...اب دیا کہ خدا کی قسم بات تو بھلائی کی ہے۔ پھر دونوں صاحبوں میں بحث
...ی، یہاںتک کہ ان کی رائے بھی شیخین کی رائے کے ساتھ موافق ہوئی،
...وں نے قرآن عظیم جمع کیا۔

...یکھو! جب زید بن ثابت نے صدیق اکبر، اور صدیق اکبر نے فاروق
...م پر اعتراض کیا، تو ان حضرات نے یہ جواب نہ دیا کہ نئی بات نکالنے کی
...ت نہ ہوتا تو پچھلے زمانہ میں ہوگا، ہم صحابہ ہیں، ہمارا زمانہ خیر القرون سے
بلکہ یہی جواب فرمایا کہ اگر چہ حضور اقدس ﷺ نے نہ کیا، پر کام تو اپنی
...ات میں بھلائی کا ہے۔ پس کیوں کر ممنوع ہوسکتا ہے؟ اور اسی پر صحابہ کرام کی
...متفق ہوئی۔ اور قرآن عظیم باتفاق صحابہ جمع ہوا۔

اب غضب کی بات ہے کہ ان حضرات کو سودا، اچھلے اور جو بات کہ صحابہ کرام
...ں طے ہو چکی، پھر اکھیڑیں۔

نکتہ دہم: جو اعتراض ہم پر کرتے ہیں کہ تم کیا صحابہ تابعین اور تبع
...ابعین سے محبت وتعظیم میں زیادہ ہو کہ جو کچھ انھوں نے نہ کیا، تم کرتے ہو؟ لطف
...ہے کہ بعینہ وہی اعتراض اگر قابل تسلیم ہو، تو تبع تابعین پر باعتبار تابعین، اور
...ابعین پر باعتبار صحابہ، اور صحابہ پر باعتبار رسول اللہ ﷺ وارد۔ مثلاً جس فعل کو
...ور اقدس ﷺ وصحابہ وتابعین کسی نے نہ کیا، اور تبع تابعین کے زمانہ میں
...ہوا، تو تم اسے بدعت نہیں کہتے۔

ہم کہیں گے اس کام میں بھلائی ہوتی، تو رسول اللہ ﷺ وصحابہ وتابعین

کرتے۔ تبع تابعین کیا ان سے زیادہ دین کا اہتمام رکھتے ہیں، جوانھوں نے
کیا یہ کریں گے؟ اسی طرح تابعین کے زمانہ میں جو کچھ پیدا ہوا، اس پر وار
کہ بہتر ہوتا، تو رسول اللہ ﷺ وصحابہ کیوں نہ کرتے۔ تابعین کچھ ان سے بڑھ
ٹھہرے؟

علی ہذا القیاس جو نئی باتیں صحابہ نے کیں، ان میں بھی تمہاری طرح کی
جائے گا۔

بزہد وورع کوش وصدق وصفا ÷ ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

کیا رسول اللہ ﷺ کو معاذ اللہ ان کی خوبی معلوم نہ ہوئی؟ یا صحابہ کو افعال خیر
کی طرف زیادہ توجہ تھی؟

غرض یہ بات ان مدہوشوں نے ایسی کہی جس کی بنا پر عیاذا باللہ عیاذا
باللہ تمام صحابہ وتابعین بھی بدعتی ٹھہرے جاتے ہیں۔

نکتہ یازدہم: امام احمد بن محمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:
الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لایدل علی المنع یعنی کرنے سے تو
جواز سمجھا جاتا ہے اور نہ کرنے سے ممانعت نہیں سمجھی جاتی۔ شاہ عبد العزیز صاحب مغفور تحفہ
اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں: نہ کردن چیزے دیگر ست منع فرمودن چیزے دیگر:
نہ کرنا دوسری چیز ہے اور منع فرمانا دوسری چیز۔

تمہاری جہالت کہ تم نے کسی فعل کے نہ کرنے کو اس فعل سے ممانعت سمجھ رکھا
ہے۔

نکتہ دوازدہم: ع: سخن شناس نئی دلبرا خطا ایں جاست

حقیقۃ الامر یہ ہے کہ صحابہ وتابعین کو اعلائے کلمۃ اللہ ونشر دین متین،

ین، واشاعت فرائض، وحدود الٰہیہ، ومحافظت اصول ایمان، وحفظ
ت حدیث وغیرہا امور کلیہ مہمہ سے فرصت تھی۔ لہٰذا یہ امور جزئیہ مستحبہ تو
ں؟ تاسیس قواعد واصول، وتفریع جزئیات وفروع، وتصنیف وتدوین علوم،
اہل حق، ورد شبہات اہل بدعت، وغیرہا امور عظیمہ کی طرف بھی توجہ کامل
ملے۔ جب بفضل اللہ تعالیٰ ان کے زور بازو نے دین الٰہی کی بنیاد مستحکم
ں، اور مشارق ومغارب میں ملتِ حنفیہ کی جڑ جم گئی۔ اس وقت ائمہ
ے مابعد نے تخت وبخت سازگار پاکر بیخ وبُن جمانے والوں کی ہمت بلند
دم لیے، اور باغبانِ حقیقی کے فضل پر تکیہ کر کے الاھم فالاھم کاموں میں
ل ہوئے۔ یہاں تک کہ یہ مصطفیٰ ﷺ کا باغ ہرا ابھرا پھلا پھولا لہلہایا، اور اس
بینے پھولوں، سہانے پتوں نے چشم وکام ودماغ پر عجب ناز سے احسان
مایا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

اب اگر کوئی جاہل اعتراض کرے کہ ٹہنیاں جواب پھوٹیں، جب کہاں
یں؟ یہ پتیاں جواب نکلیں، پہلے کیوں نہاں تھیں؟ اگر ان میں کوئی خوبی پاتے،
گلے کیوں چھوڑ جاتے؟ اس کی حماقت پر اس الٰہی باغ کا ایک ایک پھول
ہہ لگائے گا کہ او جاہل! ان اگلوں کو جڑ جمانے کی فکر تھی، وہ فرصت پاتے تو یہ
ب کچھ کر دکھاتے۔

نکتہ سیزدہم: ہم نے مانا کہ جو کچھ قرون ثلثہ میں نہ تھا، سب منع
ب ــــــ اب ذرا حضرات مانعین اپنی خبر لیں۔ یہ مدرسے جاری کرنا، اور لوگوں
ے ماہوار چندہ لینا، اور طلبہ کے لیے مطبع نولکشور سے فیصدی دس روپے کمیشن
ے کر کتابیں منگانا، اور بہ تخصیص روز جمعہ بعد نماز جمعہ وعظ کا التزام کرنا، جہاں

وعظ کہنے جائیں، نذرانہ لینا، دعوتیں اڑانا، مناظروں کے لیے جلسے، اور پیچ
کرنا، مخالفین کے رد میں کتابیں لکھوانا، چھپوانا، واعظوں کا شہر شہر گشت لگا
صحاح کے دو دو ورق پڑھ کر محدثی کی سند لینا، اور ان کے سوا ہزاروں باتیں کہ
سب اکابر و اصاغر میں بلا نکیر رائج ہیں۔ قرون ثلثہ میں کب تھیں؟ کیا تمہار
لیے پروانہ معافی آگیا ہے کہ جو چاہو کرو، تم پر کچھ مواخذہ نہیں۔ یا یہ نکتہ چینیاں
انھیں باتوں میں ہیں، جن میں تعظیم و محبت حضور سرور عالم ﷺ سے علاقہ ہو، باقی
حلال شیر مادر۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی الاکبر۔

نکتہ چہاردہم: افسوس! کیا الٹا زمانہ ہے۔ امور تعظیم و ادب میں سلف صالح سے آج تک برابر ائمہ دین کا یہی طریقہ رہا کہ ورود، وعدم ورود خصوصیات پر نظر نہ کی، بلکہ تصریحاً قاعدہ کلیہ بتایا۔ **کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا** جس بات کو نبی کریم ﷺ کی ادب و تعظیم میں زیادہ دخل ہو وہ بہتر ہے۔ اسی لیے سلفاً و خلفاً جس مسلمان نے کسی نئے طریقہ سے حضور اقدس ﷺ کا ادب کیا، اس ایجاد کو علما نے اس کے مدائح میں شمار کیا۔ نہ یہ کہ معاذ اللہ بدعتی گمراہ ٹھہرایا۔

مثلاً سیدنا امام مالک، صاحب المذہب، عالم المدینہ ﵁ نے ادب حدیث خوانی میں وہ وہ باتیں ایجاد فرمائیں، جو صحابہ و تابعین سے ہرگز منقول نہیں۔ اور وہ ایجاد تمام علما کے نزدیک امام مالک کے فضائل جلیلہ سے ٹھہرا۔ اور ان کے غایت محبت پر دلیل قرار پایا۔

امام قاضی عیاض شفا شریف میں لکھتے ہیں: جس کا ترجمہ یہ ہے: جب لوگ مالک بن انس کے پاس علم حاصل کرنے آتے، ایک کنیز آکر کہتی: شیخ تم سے پوچھتے ہیں:

ث سیکھنے آئے ہو، یا فقہ و مسائل؟ اگر انھوں نے جواب دیا: فقہ و مسائل۔
آپ تشریف لے آتے۔ اور اگر کہا: حدیث۔ تو پہلے غسل فرماتے، خوشبو
نئے کپڑے پہنتے، طیلسان اوڑھتے، اور عمامہ باندھتے، چادر سر مبارک
ان کے لیے ایک تخت مثل تخت عروس بچھایا جاتا، اس وقت باہر تشریف
اور بنہایت خشوع و خضوع اس پر جلوس فرماتے، اور جب تک حدیث
کرتے، اگر سلگائے رہتے، اور اس تخت پر اسی وقت بیٹھتے، جب نبی ﷺ کی
ث بیان کرنا ہوتی۔

حضرت سے اس کا سبب پوچھا گیا، تو فرمایا: میں دوست رکھتا ہوں کہ
ث رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کروں، اور میں حدیث بیان نہیں کرتا، جب تک
وکر کے خوب سکون و وقار کے ساتھ نہ بیٹھ لوں۔

دوسری مثال: انھیں کی ہے کہ آپ مدینہ منورہ میں سواری پر سوار نہ ہوتے، اور فرماتے: مجھے شرم آتی ہے خدائے تعالیٰ سے کہ جس زمین میں حضور سرور عالم ﷺ جلوہ فرما ہوں، اسے جانور کی سُم سے روندوں۔

تیسری مثال: احمد غازی تیر انداز سے شفا شریف میں نقل کیا ہے کہ میں نے کمان کبھی بے وضو ہاتھ سے نہ چھوئی، جب سے سنا کہ حضور اقدس ﷺ نے کمان دست اقدس میں لی ہے۔

چوتھی مثال: امام بن حاج مالکی مدخل میں فرماتے ہیں کہ بعض صالحین چالیس برس مکہ معظمہ کے مجاور رہے، اور کبھی حرم محترم میں پیشاب نہ کیا، نہ لیٹے۔ ابن حاج کہتے ہیں: ایسے شخص کو مجاورت مستحب ہے۔ یا یوں کہیے: اسے مجاورت کا حکم دیا جائے گا۔

یہ ابن حاج مستندین مانعین سے ہیں۔ اور احداث کی ممانعت میں نہایت تصلب رکھتے ہیں۔ مگر اس پر نکیر نہیں فرماتے، بلکہ تعریف کرتے ہیں۔

پانچویں مثال: اسی میں ہے۔ بعض صالحین زیارت نبی ﷺ کو حاضر ہوئے، تو شہر میں نہ گئے، بلکہ باہر سے زیارت کرلی۔ اور یہ ادب تھا اس مرحوم کا، نبی ﷺ کے ساتھ۔ اس پر کسی نے کہا: اندر نہیں چلتے؟ کہا: کیا مجھ جیسا شخص داخل ہو سید الکونین ﷺ کے شہر میں؟ میں اپنے میں اتنی قدرت نہیں پاتا ہوں۔

چھٹی مثال: اسی میں ہے: میرے سردار ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ جب میں مسجد مدینہ طیبہ میں داخل ہوا، تو جب تک رہا، مسجد شریف میں قعدہ نماز کے سوانہ بیٹھا۔ اور برابر حضور میں کھڑا رہا، جب تک قافلہ نے کوچ کیا۔

ساتویں مثال: اس سے متصل نہیں امام نقل کرتے ہیں: میں حضوری چھوڑ کر نہ بقیع کو گیا، نہ کہیں اور گیا۔ نہ حضور اقدس ﷺ کے سوا کسی کی زیارت کی۔ ایک دفعہ میرے دل میں آیا تھا کہ زیارت بقیع کو جاؤں۔ پھر میں نے کہا: کہاں جاؤں گا؟ یہ ہے اللہ کا دروازہ کھلا ہوا، سائلوں اور مانگنے والوں اور دل شکستوں اور بے چاروں اور مسکینوں کے لیے۔ اور وہاں حضور اقدس ﷺ کے سوا کون ہے، جس کا قصد کیا جائے؟ فرماتے ہیں: پس جو کوئی اس پر عمل کرے گا، ظفر پائے گا۔ اور مراد و مطلب ہاتھ آئے گا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں: اب فقیر سرکار قادریہ غفر اللہ تعالیٰ لہ بھی اس فتوی کو انہیں مبارک لفظوں پر ختم کرتا ہے کہ جو کوئی اس پر عمل کرے گا، ظفر پائے گا، اور مراد و مطلب ہاتھ آئے

اپنے رب کریم تبارک وتعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہے کہ یہ فتویٰ نہ [illegible] مسئلہ قیام نبی میں بیان کافی وبرہان شافی ہو، بلکہ بحول اللہ تعالیٰ اکثر [illegible] امیہ میں قول فیصل قرار پائے۔ اور جسے خدا چاہے اس کے لیے شاہراہ [illegible] منزل ہدایت ہوجائے۔

[illegible] حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر [illegible] امہ وسراج اُفقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی ﷺ

اس فتوی پر علمائے رامپور سے حضرت مولانا ارشاد حسین، ومولانا گوہر علی، [illegible] نا عبد اللہ قریشی، ومولانا شاہ سلامت اللہ ـــــ اور علمائے بدایوں سے [illegible] ت مولانا شاہ عبد القادر، ومولانا عبد المقتدر، ومولانا امداد حسین، ومولانا [illegible] محمد بخش، ومولانا عبد الرزاق بن عبد الصمد ـــــ اور علمائے بریلی سے [illegible] نا محمد شاہ خان صاحب، ومولانا سلطان احمد خان صاحب۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تصدیقات ومواہیر ہیں۔

(۲۵) منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین

گنگوہی صاحب اور نہ صرف گنگوہی ومولوی اسماعیل دہلوی، بلکہ وہا
مطلقاً مقلدین ہوں یعنی دیوبندیہ یا غیر مقلدین ہوں یعنی دہلویہ۔ ایک وصف
خاص ان کا یہی ہے کہ ہر مسئلہ میں اسی پہلو کو اختیار کریں، جس میں انبیاو رسل
بے قدری وتوہین ہو، یا کم از کم عزت وقدر ثابت نہ ہو۔ اعتقادیات
عملیات، مستحبات سے لے کر فضائل تک سب میں یہ بات ضروری ہے۔ او
جس مولوی کی تحریرات وتقریرات ایسی نہ ہوں، وہ وہابی نہیں۔ اس وقت
میرے پیش نظر تقبیل ابہامین ہے۔ یعنی اذان سنتے وقت جب نام نامی
حضور اقدس ﷺ کا آئے، اور موذن أشهد أن محمدا رسول الله کہے، اس
وقت سننے والے کو انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا کیسا ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کا
کوئی رخ سوائے تعظیم وتوقیر حضور اقدس ﷺ کے دوسری طرف نہیں۔ تو اگر کوئی
اور وجہ وثبوت اس کے کرنے کا نہ ہوتا، تو صرف تعظیم وتوقیر ہی وجہ وجیہ جواز کے
لیے کافی تھی۔ نہ کہ ایک، حدیث بھی اس مضمون کی مروی۔ جسے امام سخاوی نے
رسالۂ مبارکہ المقاصد الحسنه فی الاحادیث الدائره علی الالسنة میں
ذکر فرمایا۔ مگر ان بدعت پرستوں کے یہاں یہ کب گوارہ ہو، ان کے یہاں
بدعت ومنع ہے۔

جب اعلیٰ حضرت امام اہل سنت سے اس مسئلہ کے متعلق سوال ہوا،
تو حضور نے ایک ضخیم کتاب ۱۳۲ صفحات کی اس کے جواب میں تحریر فرمائی۔ اور
اس کا تاریخی نام منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین تجویز رکھا۔

الہ اگرچہ بظاہر اس ایک مسئلہ کا جواب ہے، لیکن درحقیقت وہابیہ کی ساری
ات کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنا، اور اہل سنت کے ہاتھ میں ایک زبردست اوزار
ہابیہ کا دینا ہے۔ اور علم اصول حدیث کے بہت سے مسائل کی توضیح وتشریح
اور وہابیہ، دیوبندیہ کے سارے اِدّعائے حدیث دانی کی تقبیح وتفضیح ہے۔
یہ رسالہ پہلے مطبع گلزار حسنی بمبئی میں طبع ہوا، اور تمام شائقین کی خدمت میں
بھیجا گیا۔ پھر دوبارہ مطبع اہل سنت وجماعت بریلی میں چھپا۔ تیسری بار
ای رضویہ جلد دوم میں ص ۵۱۷ سے ص ۶۴۸ تک چھپا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اس رسالہ کو بھی دوسرے رسالوں کی طرح خطبہ سے شروع
مایا ہے۔ جس میں بطور براعت استہلال اس مسئلہ کا ذکر ہے۔ ابتدائے
اب ان لفظوں سے ہے:

بسم الله الرحمن الرحیم ○ الحمد لله الذی نور عیون المسلمین
بنور عین اعیان المرسلین ○ والصلاة والسلام علی نور العیون
سرور القلب المحزون ○ محمد الرفیع ذکره فی الصلاة والاذان
والحبیب اسمه عند اهل الایمان ○ الخ

خطبہ کے بعد جواب ان مبارک لفظوں میں تحریر فرمایا ہے۔

حضور پرنور شفیع یوم النشور صاحب لولاک ﷺ کا نام پاک اذان میں سنتے وقت
انگوٹھے، یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز۔ جس کے جواز پر
تمام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم۔ اور اگر خود کوئی دلیل خاص نہ ہوتی، تو منع پر شرع
سے دلیل نہ ہونا ہی جواز کے لیے دلیل کافی تھا۔ جو ناجائز بتائے ثبوت دینا اس
کے ذمہ ہے کہ قائل جواز متمسک باصل ہے۔ اور متمسک باصل محتاج دلیل نہیں۔

پھر یہاں تو حدیث وفقہ وارشاد علما وعمل قدیم سلف صلحا سب کچھ موجود۔

پھر حدیث شریف سے سیدنا صدیق اکبر، وسیدنا امام حسن، وسیدنا ابوالعباس خضر وغیرھم اکابر دین کے کرنے کا ثبوت کتاب مستطاب مقاصد حسنہ سے ذکر فرمایا۔ اور کتب فقہ جامع الرموز، شرح نقایہ مختصر الوقایہ، وفتاوی صوفیہ، وکنز العباد، ورد المحتار، حاشیہ در مختار وغیرہا کتب فقہ کے حوالہ سے اس فعل کا استحباب واستحسان ثابت فرمایا۔

رہا محدثین کا اس حدیث کو لا یصح فرمانا، جس سے ان متحدث صاحبوں کو اردو محاورہ کا دھوکا ہوا کہ 'یہ بات صحیح نہیں' اس کے معنی یہ ہیں کہ 'غلط ہے'۔ حالانکہ یہ اصطلاح فنی ہے کہ اصطلاح محدثین میں نفی صحت، نفی حسن کو بھی مستلزم نہیں۔ نہ کہ نفی صلاح تماسک وصلوح تمسک، نہ کہ دعوی وضع وکذب۔ تو عند التحقیق ان احادیث پر جیسے باصطلاح محدثین حکم صحت صحیح نہیں، یوں ہی حکم کذب ووضع بھی ہرگز مقبول نہیں۔ بلکہ بتصریح ائمہ فن کثرت طرق سے جبر نقصان متصور۔ وعمل علما وقبول قدما، حدیث کے لیے قوی دیگر۔ اور نہ سہی، تو فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالاجماع مقبول۔ اور اس سے بھی گذر یے تو بلا شبہ یہ فعل اکابر دین سے مروی ومنقول، اور سلف صالح میں حفظ صحت بصر وروشنائی چشم کے لیے مجرب، اور معمول۔ ایسے محل پر بالفرض اگر کچھ نہ ہو، تو اسی قدر سند کافی۔ بلکہ اصلاً نقل بھی نہ ہو، تو صرف تجربہ وافی۔ کہ آخر اس میں کسی حکم شرعی کا ازالہ نہیں۔ نہ کسی سنت ثابتہ کا خلاف۔ اور نفع حاصل ہو، تو منع باطل۔ بلکہ انصاف کیجیے تو محدثین کا نفی صحت کو احادیث مرفوعہ سے خاص کرنا صاف کہہ رہا ہے کہ وہ احادیث موقوفہ کو غیر صحیح نہیں کہتے۔ پھر یہاں حدیث موقوف کیا کم ہے؟

یہذا مولانا علی قاری نے موضوعات کبیر میں فرمایا۔

کل ما یروی فی ہذا فلا یصح رفعہ البتۃ قلت واذا ثبت رفعہ الی الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیکفی للعمل بہ لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ○

تو صدیق اکبر سے کسی شی کا ثبوت بعینہٖ حضور سید عالم ﷺ سے ثبوت ہے، نہ بالخصوص حدیث مرفوع درجہ صحت تک مرفوع نہیں۔

امام سخاوی المقاصد الحسنہ فی الحدیث الدائرہ علی الالسنۃ میں فرماتے ہیں:-

حدیث مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبیلھما عند سماع قول المؤذن اشھد ان محمدا رسول اللہ مع قولہ اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد ﷺ نبیا ذکرہ الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکرن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما سمع قول المؤذن اشھدان محمدا رسول اللہ قال ہذا وقبل بباطن الانملتی السبابتین ومسح عینیہ فقال ﷺ من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی ولا یصح ○ یعنی مؤذن سے اشھدان محمدا رسول اللہ سن کر انگشتان شہادت کے پورے، جانب باطن سے چوم کر آنکھوں پر ملنا، اور یہ دعا پڑھنا اشھدان محمدا عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر ﷺ سے روایت کیا کہ جب اس جناب نے مؤذن کو اشھدان محمدا رسول اللہ کہتے سنا، یہ دعا پڑھی، اور دونوں کلمہ کی انگلیوں کے پورے، جانب زیرین سے چوم کر

آنکھوں سے لگائے۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جوایسا کرے جیسا کہ م
پیارے نے کیا تو اس پر میری شفاعت حلال ہوجائے۔ اور یہ حدیث اس درجہ ک
پہونچی، جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت نام رکھتے ہیں۔

پھر فرمایا:-

وحکی الشمس محمد بن صالح المدنی امامها وخطیبها ف تاریخه عن المجد احد القدماء من المصریین انه سمعه یقول م صلی علی النبی ﷺ اذا سمع ذکره فی الاذان وجمع اصبعیه المسبحة والابهام وقبلهما ومسح بهما عینیه لم یرمد ابدا ۰ یعنی
شمس الدین محمد بن صالح مدنی مسجد طیبہ کے امام وخطیب نے اپنی تاریخ میں مجد مصری سے کہ سلف صالح میں تھے، نقل کیا کہ میں نے انھیں فرماتے سنا کہ جو شخص نبی ﷺ کا ذکر پاک اذان میں سن کر کلمہ کی انگلی اور انگوٹھا ملائے، اور انھیں بوسہ دیکر آنکھوں سے لگائے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔

پھر شرح نقایہ سے نقل فرمایا:-

واعلم انه یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة الثانیه صلی الله تعالیٰ علیک یارسول الله عند الثانیة منها قرة عینی بک یارسول الله ثم یقال اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه ﷺ یکون له قائدا الی الجنة کذا فی کنز العباد ۰ یعنی خبردار رہو! بے شک مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشهدان محمدا رسول الله سنے صلی الله علیك یارسول الله کہے۔ اور دوسری بار قرة عینی بك یارسول الله، پھر انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھ کر کہے

بالسمع والبصر، تو نبی ﷺ اپنے پیچھے پیچھے اسے جنت میں لے جائیں
... العباد میں ہے۔
شامی قدس سرہ السامی اسے نقل کرکے فرماتے ہیں:-
... فی الفتاوی الصوفیه ۰ یعنی ایسا ہی سیدی فضل اللہ سہروردی نے
... میں فرمایا۔
اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے بہت نفیس اعلیٰ درجہ کے قیمتی اکتیس فائدے
... مستندہ تحریر فرمائے ہیں، جن کو بطور اختصار لکھنا فوائد سے خالی نہیں۔

افادہ اول:-

(الف) محدثین کرام کا کسی حدیث کو فرمانا کہ 'صحیح نہیں' اس کے یہ معنی
... تے کہ غلط و باطل ہے۔ بلکہ 'صحیح' ان کی اصطلاح میں ایک اعلی درجہ کی
... ہے، جس کے شرائط سخت ودشوار، اور موانع وعوائق کثیر وبسیار۔ حدیث
اس سب کا اجتماع اوران سب کا ارتفاع کم ہوتا ہے۔
حاشیہ شرح منیہ میں ہے:-
علی المشی علی مقتضی الاصطلاح الحدیث لا یلزم من نفی ...حة نفی الثبوت علی وجه الحسن ۰ یعنی اصطلاح علم حدیث کی رو سے
... کی نفی حسن ہوکر ثبوت کی نافی نہیں۔
(ب) یہ بات خوب یاد رکھنے کی ہے کہ صحت حدیث سے انکار، نفی حسن
... کو مستلزم نہیں، جس سے قابلیت احتجاج منتفی ہو۔ نہ کہ صالح ولائق اعتبار نہ ہونا،
... نہ باطل وموضوع ٹھہرنا، جس کی طرف کسی جاہل کا بھی ذہن نہ جائے گا کہ صحیح
... ع دونوں ابتدا وانتہا کے کناروں پر واقع ہیں۔ سب سے اعلیٰ صحیح۔

اور سب سے بدتر موضوع۔ اور وسط میں بہت اقسام حدیث ہیں، درجہ
مرتب۔ صحیح کے بعد حسن لذاتہ، بلکہ صحیح لغیرہ، پھر حسن لذا
پھر حسن لغیرہ، پھر ضعیف بضعف قریب، اس حد تک کہ صلاحیت ا
باقی رکھے۔ جیسے اختلاط راوی یا سوئے حفظ یا تدلیس وغیر

اول کے تین بلکہ چاروں قسم کو ایک مذہب پر اسم ثبوت متناول ہے۔ ا
سب حج بہا ہیں۔ اور آخر کی قسم، صالح۔ یہ متابعات و شواہد میں کام آ
ہے۔ اور جابر سے قوت پاکر حسن لغیرہ، بلکہ صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے۔ ا
وقت وہ صلاحیت احتجاج وقبول فی الاحکام کا زیور پہنا کرتی ہے۔ ورنہ در با
فضائل تو آپ ہی مقبول، وتنہا کافی ہے۔

پھر درجہ ششم میں ضعف قوی و وہن شدید ہے۔ جیسے راوی کے فسق وغیرہ قوا
قویہ کے سبب متروک ہونا، بشرطیکہ ہنوز کذب سے جدائی ہو۔ یہ حدیث، احکا
میں احتجاج درکنار، اعتبار کے بھی لائق نہیں۔ ہاں! فضائل میں مذہب راج
مطلقاً، اور بعض کے طور پر بعد انجبار بہ تعدد مخارج وتنوع طرق منصب قبول عمل
پاتی ہے۔ کما سنبینہ انشاء اللہ تعالیٰ

پھر درجہ ہفتم میں مرتبہ مطروح ہے۔ جس کا مدار وضاع، کذاب یا متہ
بالکذب پر ہو۔ یہ بدترین اقسام ہے۔ بلکہ بعض محاورات کی رو سے مطلقاً اور
ایک اصطلاح پر اس کی نوع اشد۔ یعنی جس کا مدار کذب پر ہو، عین موضوع
۔ یا نظر تدقیق میں یوں کہیے کہ ان اطلاقات پر داخل موضوع حکمی ہے۔ ان
سب کے بعد درجہ موضوع کا ہے۔ یہ بالاجماع نہ قابل انجبار، نہ فضائل
وغیرہا کسی باب میں لائق اعتبار، بلکہ اسے حدیث کہنا ہی توسع وتجوز ہے۔

حدیث نہیں، محض مجعول وافترا ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ
امام بدر الدین زرکشی کتاب النکت علی ابن الصلاح ـــــ پھر امام
ل الدین سیوطی لآلی مصنوعة ـــــ پھر علی ابن محمد کنانی تنزیہ
یعة المرفوعة عن الاخبار الشنیعة الموضوعة ـــــ پھر علامہ محمد
تنی خاتمہ مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں:-

بین قولنا لم یصح وقولنا موضوع بون کبیر فان الوضع اثبات
کذب والاختلاق وقولنا لم یصح لا یلزم منہ اثبات العدم وانما
ہو اخبار عن عدم الثبوت وفرق بین الامرین ٥ (ہم محدثین کا کسی حدیث کو
ا کہ 'یہ صحیح نہیں' اور 'موضوع' کہنا، ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ کہ 'موضوع' کہنا، تو
ے کذب وافترا ٹھہرانا ہے۔ اور 'غیر صحیح' کہنے سے نفی حدیث لازم نہیں۔ بلکہ اس کا حاصل
ی ثبوت ہے۔ اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ رضوی)

افادہ دوم:-

کسی حدیث کی سند میں راوی کا مجہول ہونا، اگر اثر کرتا ہے، تو صرف اس
قدر کہ اسے ضعیف کہا جائے، نہ کہ باطل وموضوع۔ بلکہ علما کو اس میں اختلاف
ہے کہ جہالت، قادح صحت ومانع حجت بھی ہے یا نہیں؟ تفصیل مقام یہ کہ مجہول
کی تین قسمیں ہیں۔

اول مستور: جس کی عدالت ظاہری معلوم اور باطنی کی تحقیق نہیں۔
دوم مجہول العین: جس سے صرف ایک ہی شخص نے روایت کی ہو۔
سوم مجہول الحال: جس کی عدالت ظاہری وباطنی کچھ ثابت نہیں۔

قسم اول: یعنی مستور، تو جمہور محققین کے نزدیک مقبول ہے۔ اور دو قسم باقی کو

بعض اکابر حجت جانتے، جمہور محدثین ضعف مانتے ہیں۔ بلکہ امام نووی مقد،
منہاج میں فرماتے ہیں:

المجهول اقسام مجهول العدالة ظاهراً وباطنا ومجهولها
باطنا مع وجودها ظاهرا وهو المستور ومجهول العين فاما الاول
فالجمهور على انه لا يحتج به واما الآخران فاحتج بهما كثيرون
من المحققين ...

افادہ سوم:-

اسی طرح سند کا منقطع ہونا مستلزم وضع نہیں۔ ہمارے ائمہ کرام اور جمہور
علما کے نزدیک تو انقطاع سے صحت و حجت میں بھی کچھ خلل نہیں آتا۔

امام ابن امیر الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں:-

لا یضر ذالک فان المنقطع کالمرسل فی القبول من الثقات ○

افادہ چہارم:-

انقطاع تو ایک امرِ سہل ہے، جسے صرف بعض نے طعن جانا۔ علما فرماتے ہیں:
حدیث کا مضطرب ہونا، بلکہ منکر ہونا بھی موضوعیت سے کچھ علاقہ نہیں
رکھتا۔ یہاں تک کہ دربارۂ فضائل مقبول رہے گی۔ بلکہ فرمایا کہ مدرج بھی
موضوع سے جدا قسم ہے۔ حالانکہ اس میں تو کلامِ غیر کا خلط ہوتا ہے۔

تعقبات میں ہے:-

المضطرب من قسم الضعیف لا الموضوع ○

افادہ پنجم:-

خیر جہالت راوی کا تو یہ حاصل تھا کہ شاگرد ایک، یا عدالت مشکوک،

... تو معین تھا کہ فلاں ہے۔ مبہم میں تو اتنا بھی نہیں ہوتا۔ جیسے: حدثنی رجل ○
ایک شخص نے حدیث بیان کی۔ یا بعض اصحابنا ○ ایک رفیق نے خبر دی۔
... بھی صرف مورث ضعف ہے، نہ یہ کہ موجب وضع۔

... امام ابن حجر عسقلانی رسالہ قوة الحجاج فی عموم المغفرة للحجاج
... میں فرماتے ہیں:-

لایستحق الحدیث ان یوصف بالوضع بمجرد ان راویه لم یسم ○
ولہٰذا تصریح فرمائی کہ حدیث مبہم کا طرق دیگر سے جبرِ نقصان ہو جاتا ہے۔

افادہ ششم:-

بھلا جہالت و ابہام تو عدم علم عدالت ہے۔ اور بداہت عقل شاہد کہ علم عدم،
عدم علم سے زائد۔ مجہول و مبہم کا کیا معلوم، شاید فی نفسہ ثقہ ہو؟ اور جس پر جرح
ثابت، احتمال ساقط۔ لہٰذا دربارہ مجہول رد و قبول میں مختلف، اور ثابت الجرح
کے رد پر متفق ہوئے۔

امام نووی مقدمہ منہاج میں ابو علی غسانی جیانی سے ناقل:-

الناقلون سبع طبقات ثلث مقبولة وثلث متروكة والسابعة
مختلف فيها (الیٰ قوله) السابعة قوم مجهولون انفردوا بروايات لم
يتابعوا عليها فقبلهم قوم ووقفهم آخرون ○

افادہ ہفتم:-

پھر کسی ہلکے سے ضعف کی خصوصیت نہیں، بلکہ سخت سخت اقسام جرح میں،
جن کا ہر ایک، جہالت راوی سے بدرجہا بدتر ہے، یہی تصریح ہے کہ ان سے بھی
موضوعیت لازم نہیں۔ مثلاً راوی کی اپنی مرویات سے ایسی غفلت کہ دوسرے کی

تلقین قبول کرلے۔یعنی دوسرا جو بتادے کہ تو نے یہ سنا تھا، وہی مان لے۔ ظاہر کہ یہ شدت غفلت سے ناشی۔اور غفلت کا طعن، فسق کے طعن سے بھی بد اور جہالت سے چار درجہ سخت ہے۔

امام احمد بن حجر عسقلانی نے نخبة الفكر میں اسباب طعن کی دس قسمیں فرمائیں۔کذب، تہمت کذب، کثرت غلط، غفلت، فسق، وہم، مخالفت ثقات، جہالت، بدعت، سوءحفظ ـــــ اور تصریح فرمائی کہ ہر پہلا دوسرے سے سخت تر ہے۔ پھر علما فرماتے ہیں: ایسے غافل، شدید الطعن کی حدیث بھی موضوع نہیں۔

اواخر تعقبات میں ہے:-

فیه یزید بن ابی زیاد وکان یلقن فیتلقن قلت هذا لایقتضی الحکم بوضع حدیثه ○

افاده هشتم:-

یوں ہی منکر الحدیث۔اگر چہ یہ جرح امام بخاری نے فرمائی ہو۔حالانکہ وہ فرما چکے کہ میں جسے منکر الحدیث کہوں، اس سے روایت حلال نہیں۔بایں ہمہ علما نے فرمایا: ایسی حدیث بھی موضوع نہیں۔

تعقبات میں ہے۔

قال البخاری منکر الحدیث فغایة امر حدیثه ان یکون ضعیفا ○

افاده نهم:-

ضعیفوں میں سب سے بدتر درجہ متروک کا ہے۔جس کے بعد صرف متہم بالوضع، یا کذاب دجال کا مرتبہ ہے۔اس پر بھی علما نے تصریح فرمائی کہ متروک

...یث بھی صرف ضعیف ہی ہے، موضوع نہیں۔

امام ابن حجر اطراف العشرة پھر خاتم الحفاظ لآلی میں فرماتے ہیں:-

...عم ابن حبان وتبعه ابن الجوزی ان هذا المتن موضوع ولیس ...ا قال فان الراوی وان کان متروکا عند الاکثر ضعیفا عند البعض ...م ینسب الی الوضع ○

افاده دهم:-

غرض ایسے وجوہ سے حکم وضع کی طرف راہ چاہنا محض ہوس ہے۔ ہاں! ...وعیت یوں ثابت ہوتی ہے کہ اس روایت کا مضمون قرآن عظیم ـــــ ...نت متواترہ ـــــ یا اجماع قطعی، قطعیات الدلالۃ ـــــ یا عقل ...یح ـــــ یا حس صحیح ـــــ یا تاریخ یقینی کے ایسا مخالف ہو کہ احتمال ...ایل و تطبیق نہ رہے۔یا معنی شنیع و قبیح ہوں، جن کا صدور حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معقول نہ ہو ـــــ یا ایک ...ماعت جس کا عدد حد تواتر کو پہونچے، اس کے کذب و بطلان پر گواہی مستنداً الی الحس دے ـــــ یا خبر کسی ایسے امر کی ہو کہ اگر واقع ہوتا، تو اس کی نقل ...بر مشہور و مستفیض ہو جاتی، مگر اس روایت کے سوا اس کا کہیں پتہ نہیں ـــــ ...کسی حقیر فعل کی مدحت، اور اس پر وعدہ بشارت ـــــ یا صغیر امر کی مذمت، اور اس پر وعید و تہدید میں ایسے لمبے چوڑے مبالغے ہوں، جنہیں کلام معجز نظام ...بوت سے مشابہت نہ رہے۔

یہ دس صورتیں تو صریح ظہور و وضوح وضع کی ہیں۔

یا یوں حکم وضع کیا جاتا ہے کہ لفظ رکیک و سخیف ہوں، جنہیں سمع، وفع۔

اورطمع ،منع کرے ۔۔۔۔۔ یاناقل رافضی ،حضرات اہل بیت کے فضائل میں،
باتیں روایت کرے، جواس کے غیر سے ثابت نہ ہوں۔ جیسے حدیث لحمک
لحمی ودمک دمی ۔۔۔۔۔ یا قرائن حالیہ گواہی دے رہے ہوں کہ
روایت اس شخص نے کسی طمع سے، یا غضب وغیرہما کے باعث ابھی گڑھ کر
پیش کردی ہے۔ جیسے حدیث سبق میں زیادت جناح اور حدیث ذم معلمین
اطفال ۔۔۔۔۔ یاتمام کتب تصانیف اسلامیہ میں استقرائے تام کیا جائے، اور
اس کا کہیں پتانہ چلے۔۔۔۔ یاراوی خوداقرارِ وضع کردے، خواہ صراحۃً خواہ ایسی
بات کہے، جوبمنزلہ اقرار ہو۔

یہ پندرہ باتیں ہیں کہ اس جمع وتلخیص کے ساتھ ان سطور کے سوانہ ملیں۔
رہا یہ کہ جوحدیث ان سب سے خالی ہو، اس پر حکم وضع کی رخصت کس حال
میں ہے؟

اس باب میں کلمات علمائے کرام تین طرز پر ہیں۔

اول:- انکارِمحض یعنی بے امور مذکورہ اصلاً حکم وضع کی راہ نہیں۔ اگرچہ
راوی وضاع کذاب ہی پر اس کا مدار ہو۔

دوم:- کذاب وضاع، جس سے عمداً نبی پر معاذ اللہ بہتان وافترا کرنا
ثابت ہو۔صرف ایسے کی حدیث کوموضوع کہیں گے۔ وہ بھی بطریق ظن، نہ
بروجہ یقین۔ کہ بڑا جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے۔ اور قصداً افترا اس سے ثابت
نہیں۔ تو اس کی حدیث موضوع نہیں، اگرچہ متہم بہ کذب ووضع ہو۔

سوم:- بہت علما جہاں حدیث پر سے حکم وضع اٹھاتے ہیں، وجہ رد میں
کذب کے ساتھ تہمت کذب بھی شامل فرماتے ہیں کہ یہ کیوں کرموضوع ہوسکتی

حالانکہ اس کا کوئی راوی نہ کذاب ہے، نہ متہم بالکذب۔ کبھی فرماتے ہیں:
وضع تو جب ہوتی کہ اس کا راوی متہم بالکذب ہوتا، یہاں ایسا نہیں تو
وضع نہیں۔

افادہ یازدھم:-

جوحدیث فی نفسہٖ ان پندرہ دلائل سے منزہ ہو، محدث اگر اس پر حکم وضع
کرے، تو اس سے نفس حدیث پر حکم لازم نہیں۔ بلکہ صرف اس سند پر حکم مراد
ہوتا ہے۔ یعنی حدیث اگرچہ فی نفسہٖ ثابت ہے، مگر اس سند سے موضوع
باطل۔ اور نہ صرف موضوع، بلکہ انصافاً ضعیف کہنے میں بھی یہی حاصل۔ ائمہ
حدیث نے ان مطالب کی تصریحیں فرمائیں۔ تو کسی عالم کا حکم وضع، یا ضعف
دیکھ کرخواہی نہ خواہی سمجھ لینا کہ اصل حدیث باطل، یا ضعیف ہے، ناواقفوں کی
فہم خفیف ہے۔

نتیجۃ الافادات:-

بحمد اللہ! فقیر آستان قادری غفر اللہ تعالیٰ لہ کے ان گیارہ افادات نے
مہر نیمروز وماہ نیم ماہ کی طرح روشن کردیا کہ احادیث تفضیل ابہامین کووضع
وبطلان سے اصلاً کچھ علاقہ نہیں۔ ان پندرہ عیبوں سے اس کا پاک ہونا، تو
بدیہی۔ اور یہ بھی ظاہر کہ اس کا مدار کسی وضاع، کذاب، یا متہم بالکذب پر نہیں۔
پھر حکم وضع محض بے اصل وواجب الدفع۔ ولہٰذا علمائے کرام نے صرف لایصح
فرمایا۔ یہاں تک کہ وہابیہ کے امام شوکانی نے بھی فوائد مجموعہ میں اسی قدر
پر اختصار کیا۔ اور موضوع کہنے کا راستہ نہ ملا۔
اور اگر بالفرض کسی امام معتمد کے کلام میں حکم وضع واقع ہوا ہو، تو وہ صرف کسی

خاص سند کی نسبت ہوگا، نہ اصل حدیث پر۔ جس کے لیے کافی سندیں موجود ہیں۔ جنھیں وضع واضعین سے کچھ تعلق نہیں۔ کہ جہالت وانقطاع اگر ہیں تو مورث ضعف نہ کہ مثبت وضع۔

افادہ دوازدہم:-

حدیث اگر متعدد طریقوں سے روایت کی جائے، اور وہ بہت ضعف رکھتے ہوں، تو ضعیف ضعیف مل کر بھی قوت حاصل کر لیتے ہیں۔ بلکہ اگر ضعف غایت شدت وقوت پر نہ ہو، تو جبر نقصان ہو کر حدیث درجہ حسن تک پہونچتی، اور مثل صحیح، خود احکام حلال وحرام میں حجت ہو جاتی ہے۔

ملا علی قاری مرقات میں لکھتے ہیں:-

تعدد الطرق یبلغ الحدیث الضعیف الیٰ حد الحسن ٥

میزان الشریعة الکبریٰ ٥ میں ہے:-

قد احتج جمهور المحدثین بالحدیث الضعیف اذا کثرت طرقه والحقوہ بالصحیح تارۃ وبالحسن اخریٰ ٥

افادہ سیزدہم:-

جہالت راوی، بلکہ ابہام بھی انھیں کم درجہ کے ضعفوں سے ہے۔ جو تعدد طرق سے منجبر ہو جاتے ہیں، اور حدیث کو رتبہ حسن تک پہونچا دیتے ہیں۔ یہ حدیثیں جابر ومنجبر دونوں ہونے کی صالح ہیں۔

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

فی اسنادہ جہالة لکنه اعتضد فصار حسنا...

افادہ چہاردہم:-

حصول قوت کے لیے کچھ بہت سے ہی طرق کی حاجت نہیں، صرف دو مل کر قوت پا جاتے ہیں۔

تیسیر میں فرمایا:-

ضعیف بضعف عمرو بن واقد لکنه یقوی بورودہ من طرقین ٥

افادہ پانزدہم:-

اہل علم کے عمل کر لینے سے بھی حدیث قوت پاتی ہے، اگرچہ سند ضعیف ہو۔

مرقات میں ہے:-

رواہ الترمذی وقال غریب والعمل علی هذا عند اهل العلم قال النووی واسنادہ ضعیف نقله میرک فکان الترمذی یرید تقویة الحدیث بعمل اهل العلم والعلم عندالله تعالیٰ ٥

امام جلال الدین سیوطی نے تعقبات میں فرمایا:-

قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحة الحدیث قول اهل العلم به وان لم یکن له اسناد یعتمد علیٰ مثله ٥

یہ ارشادات علما، احادیث احکام کے بارے میں ہیں۔ پھر احادیث فضائل تو احادیث فضائل ہیں۔

افادہ شانزدہم:-

جن باتوں کا ثبوت احادیث سے چاہا جائے، وہ سب ایک پلہ کی نہیں ہوتیں۔ بعض تو اس اعلیٰ درجہ قوت پر ہیں کہ جب تک حدیث مشہور متواتر نہ ہو، اس کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ آحاد اگرچہ کیسی ہی قوت سند ونہایت

صحت پر ہوں، ان کے معاملہ میں کام نہیں دیتیں۔ یہ اصول عقائد اسلام
جن میں خاص یقین درکار۔

علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں:-

خبر الواحد علی تقدیر اشتماله علی جمیع الشرائط المذکورة
اصول الفقه لایفید الا الظن ولاعبرة بالظن فی باب الاعتقادیات ○

ملاعلی قاری منح الروض الازہر میں فرماتے ہیں:-

الآحاد لاتفید الاعتماد فی الاعتقاد ○

دوسرا درجہ احکام کا ہے۔ کہ ان کے لیے اگرچہ اتنی قوت درکار نہیں، پھر بھی حدیث کا صحیح لذاتہ، خواہ لغیرہ، یا حسن لذاتہ، یا کم سے کم لغیرہ، ہونا چاہیے۔ جمہور علما یہاں ضعیف نہیں سنتے۔

تیسرا مرتبہ فضائل ومناقب کا ہے۔ یہاں باتفاق علما ضعیف حدیث بھی کافی ہے۔ مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا، اتنا ثواب پائے گا۔ یا کسی نبی یا صحابی کی خوبیاں بیان ہوئیں کہ انہیں اللہ عزوجل نے یہ مرتبہ بخشا، یہ فضل عطا کیا۔ تو ان کے مان لینے کو ضعیف حدیث بھی بہت ہے۔

حضرت سیدی ابوطالب مکی اپنی مبارک کتاب قوت القلوب فی معاملة المحبوب میں فرماتے ہیں:

الاحادیث فی فضائل الاعمال وتفضیل الاصحاب مقبولة محتملة علی کل حال مقاطیعها ومراسیلها لاتعارض ولا ترد کذالک کان السلف یفعلون ○

کبرائے وہابیہ بھی اس مسئلہ میں اہل حق سے موافق ہیں۔

...ی خرم علی رسالہ دعائیہ میں لکھتے ہیں:-

...ل در فضائل اعمال وفیما نحن فیہ باتفاق علما معمول بہا است، الخ

...اب قطب الدین نے) مظاہر حق میں راوی حدیث صلاۃ الاوابین ...
... الحدیث ہونا، امام بخاری سے نقل کر کے لکھا۔
... حدیث کو اگرچہ ترمذی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے، لیکن فضائل میں عمل ...یث ضعیف پر جائز ہے۔

...اده ہفدہم:-

...یف پر عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔ حدیث ضعیف ثبوت استحباب ...لیے بس ہے۔

...خ الاسلام ابوزکریا کتاب الاذکار میں تحریر فرماتے ہیں:-

...ال العلماء من المحدثین والفقهاء وغیرهم یجوز ویستحب ...ل فی الفضائل والترغیب والترهیب بالحدیث الضعیف مالم ... موضوعا ○

...ملا علی قاری موضوعات کبیر میں حدیث مسح گردن کا ضعف بیان کر کے ...ماتے ہیں:-

الضعیف یعمل به فی فضائل الاعمال اتفاقا ولذا قال ائمتنا ان ...سح الرقبة مستحب او سنة ○

افادہ ہیژدہم:-

اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو تصریحات علما درکنار، خود حضور پرنور ﷺ ...احادیث کثیرہ ارشاد فرماتی آئیں کہ ایسی جگہ حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے،

اور تحقیق صحت وجودت سند میں تعمق وتدقق راہ نہ پائے۔ حسن بن ارفع اپنے حدیثی ___ اور ابو الشیخ مکارم الاخلاق میں سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری ___ اور قطنی، اور موہبی کتاب فضل العلم میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:-

من بلغه عن الله عزوجل شيئ فيه فضيلة فاخذ به ايمانا به ورجاء ثوابه اعطاه الله ذالک وان لم يكن كذالک ولفظ الدار قطني اعطاه الله ذالک الثواب وان لم يكن مابلغه حقا ٥

افادہ نوزدہم:-

عقل اگر سلیم ہو تو ان نصوص ونقول کے علاوہ وہ خود بھی گواہ کافی ہے کہ ایسی جگہ ضعیف حدیث معتبر، اور اس کا ضعف مغتفر کہ سند میں کتنے ہی نقصان ہوں، آخر بطلان پر یقین تو نہیں۔ فان الكذوب قد يصدق تو کیا معلوم کہ اس نے یہ حدیث ٹھیک ہی روایت کی ہو؟

مقدمہ امام عمر تقی الدین شہرزوری میں ہے:-

اذا قالوا فى حديث انه غير صحيح فليس ذالک قطعا بانه كذب فى نفس الامر اذقد يكون صدقا فى نفس الامر وانما المراد به لم يصح اسناده على الشرط المذكور ٥

تقریب وتدریب میں ہے:-

اذاقيل حديث ضعيف فمعناه لم يصح اسناده على الشرط المذكور لا انه كذب فى نفس الامر لجواز صدق الكاذب ٥

یہی وجہ ہے کہ بہت احادیث جنہیں محدثین کرام اپنے طور پر نامعتبر وضعیف

ٹھہراتے ہیں۔ علمائے قلب، عرفائے رب انہیں مقبول ومعتمد بتاتے، اور بصیغہ جزم حضور پر نور ﷺ کی طرف نسبت فرماتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ بہت وہ حدیث تازہ لاتے، جنہیں علما اپنے زُبر ودفاتر میں کہیں نہیں پاتے۔ ان کے یہ علوم الٰہیہ بہت ظاہر بینوں کو نفع دینا درکنار، الٹے طعن وجرح، واہانت کا باعث ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ والعظمة للہ وہ عباد اللہ ان طاعنین سے بدرجہا اتقی للہ، واعلم باللہ، واشد توقیا فی القول عن رسول اللہ ﷺ تھے۔

میزان الشريعة الكبرى، میں حدیث اصحابی کالنجوم بایهم اقتديتم اهتديتم کی نسبت فرماتے ہیں:-

هذا الحديث وان كان فيه مقال عند المحدثين فهو صحيح عند اهل الكشف ٥

كشف الغمه عن جميع الامة میں ارشاد فرمایا:-

كان صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول من صلى علىّ طهر الله قلبه من النفاق كما يطهر الثوب بالماء وكان صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول من قال صلى الله على محمد فقد فتح على نفسه سبعين بابا من الرحمة والقى الله محبته فى قلوب الناس فلا يبغضه الامن فى قلبه نفاق قال شيخنا رضى الله تعالىٰ عنه هذا الحديث والذى قبله روينا هما عن بعض العارفين عن الخضر عليه السلام عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وهما عندنا صحيحان فى اعلىٰ درجات الصحة وان لم يثبتهما المحدثون على مقتضى اصطلاحهم ٥

بالجملہ اولیائے کرام کے لیے سوائے اس ظاہری سند کے دوسرا طریقہ ا
واعلیٰ ہے۔ ولہٰذا سیدی ابو یزید بسطامی رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ کے منکرین
فرماتے:-

قد اخذ تم علمکم میتا عن میت واخذنا علمنا عن الحی الا
لایموت ○

افادہ بستم:-

مقاصد شرع کا عارف، اور کلمات علما کا واقف، جب قبول ضعیف ل
الفضائل کے دلائل، مذکورہ بالا عبارات امام ابن حجر و قوت القلوب امام مکی
ونیز تقریر مذکور افادہ سابقہ پر نظر صحیح کرے گا۔ ان انوار متجلیہ کے پرتو سے بلو
حدس، بے تکلف اس کے آئینہ دل میں مرتسم ہوگا۔ کہ کچھ فضائل اعمال ہی میں
انحصار نہیں، بلکہ عموماً جہاں اس پر عمل میں رنگ احتیاط و نفع بے ضرر کی صورت
نظر آئے گی، بلا شبہہ قبول کی جائے گی۔ جانب فعل میں اگر اس کا
ورود، استحباب کی راہ بتائے گا، جانب ترک میں تنزہ و تورع کی طرف بلا
گا۔ کہ آخر مصطفےٰ ﷺ نے صحیح حدیث میں ارشاد فرمایا: **کیف وقد قیل** کیونکر
مانے گا حالانکہ کہا تو گیا۔ رواہ البخاری عن عقبۃ بن الحارث النوفلی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **دع مایریبک الی مالا یریبک ○** جس
میں شبہہ پڑتا ہو وہ کام چھوڑ دے اور ایسے کی طرف آ جس میں دغدغہ نہیں۔ رواہ
الامام احمد والدارمی والترمذی وقال حسن صحیح۔

ظاہر ہے کہ حدیث ضعیف اگر مورث ظن نہ ہو، مورث شبہہ سے تو کم نہیں۔

احتیاط میں اس کا قبول عین مراد شارع ﷺ کے مطابق ہے۔
امام جلال الدین سیوطی **تدریب الراوی** میں فرماتے ہیں:-

ویعمل بالضعیف ایضا فی الاحکام اذاکان فیہ احتیاط ○ حدیث
پر احکام میں بھی عمل کیا جائے گا جب کہ اس میں احتیاط ہو۔

ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن پچھنے لگانے سے ممانعت آئی ہے۔
صاحب محمد بن جعفر نیشاپوری کو فصد کی ضرورت تھی۔ بدھ کا دن تھا، خیال کیا
حدیث مذکور تو صحیح نہیں، فصد لے لی۔ فوراً برص ہوگئی۔ خواب میں حضور
ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور سے فریاد کی۔ حضور نے فرمایا:
ک والاستھانہ بحدیثی ○ انہوں نے توبہ کی۔ آنکھ کھلی تو اچھے تھے۔

امام ابن عساکر روایت کرتے ہیں، کہ ابو معین حسین طبری نے پچھنے لگانے
ہے۔ ہفتہ کا دن تھا، غلام سے کہا: حجام بلا لاؤ۔ وہ چلا، حدیث یاد آئی۔ پھر کچھ
چ کر کہا: حدیث میں تو ضعف ہے۔ غرض لگائے۔ برص ہوگئی۔ خواب میں
ور سے فریاد کی۔ حضور نے فرمایا: **ایاک والاستھانۃ بحدیثی ○** دیکھ! میری
ث کا معاملہ آسان نہ جاننا۔ انھوں نے منت مانی۔ اللہ تعالیٰ اس مرض سے نجات
ے تو اب کبھی حدیث کے معاملہ میں سہل انگاری نہ کروں گا۔ صحیح ہو، یا
یف۔ اللہ عزوجل نے شفا بخشی۔

یوں ہی ایک حدیث ضعیف بدھ کے دن ناخن کتروانے کو آیا کہ مورث
ص ہوتا ہے۔ بعض علما نے کتروائے۔ کسی نے بر بنائے حدیث منع کیا۔ فرمایا:
دیث صحیح نہیں۔ فوراً مبتلا ہوگئے۔ خواب میں زیارت جمال بے مثال حضور پرنور
ب رب ذی الجلال ﷺ سے مشرف ہوئے۔ اپنے حال کی شکایت عرض کی۔

حضور نے ارشاد فرمایا: تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے اس سے نہی فرمائی
کی: حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہونچی تھی۔ حضور نے فرمایا
کافی تھا کہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہونچی۔
حضور نے اپنا دست اقدس ان کے بدن پر لگادیا، فوراً اچھے ہوگئے۔

سبحان اللہ! جب محل احتیاط میں احادیث ضعیفہ خود احکام میں مقبول
تو فضائل تو فضائل ہیں۔

افادہ بست ویکم:-

بذریعہ حدیث ضعیف کسی فعل کے لیے محل فضائل میں استحباب یا
احتیاط میں حکم تنزہ ثابت کرنے کے لیے، زنہار زنہار اصلاً اس کی حاجت
بالخصوص اس فعل معین کے باب میں کوئی حدیث بھی وارد ہوئی ہو۔ بلکہ یقیناً
صرف ضعف ہی کا ورود، ان احکام استحباب وتنزہ کے لیے ذریعہ کافی
افادات سابقہ کو جس نے ذرا بگوش ہوش استماع کیا ہے، اس پر یہ امر شمس
کی طرح واضح وروشن۔

افادہ بست و دوم:-

جس نے افادات سابقہ کو نظر غائر وقلب حاضر سے دیکھا سمجھا۔ اس پر
حاجت بیان ظاہر وعیاں ہے کہ حدیث ضعیف سے فضائل اعمال میں استحبا
یا محل احتیاط میں کراہت تنزیہہ، یا امر مباح کی تائید، اباحت پر استناد کرنا،
احکام میں حجت بنانا، اور حرام وحلال کا مثبت ٹھہرانا نہیں۔ کہ اباحت تو خود
اصالت ثابت، اور استحباب وتنزہ قواعد قطعیہ شرعیہ، وارشاد اقدس کیف
قیل وغیرہ احادیث صحیحہ سے ثابت۔ جس کی تقریر سابقاً زیور گوش سامعاں ہوئی

اس نظر سے کہ ضعف سند مستلزم غلطی نہیں، ممکن کہ واقع میں صحیح ہو،
احتیاط پر باعث ہوئی۔ آگے حکم استحباب وکراہت ان قواعد صحاح
مایا۔ اگر شرع مطہر نے جلب مصالح وسلب مفاسد میں احتیاط کو
مانا ہوتا، ہرگز ان مواقع میں احکام مذکورہ کا پتا نہ ہوتا۔ تو ہم نے
اہت، مندوبیت، جو کچھ ثابت کی، دلائل شرعیہ ہی سے ثابت کی، نہ
یف سے۔

مادہ بست وسوم:-

رماا کے عامہ کلمات مطالعہ کیجیے، تو وہ مواقع مذکورہ میں قابلیت عمل کے
م کی تخصیص نہیں کرتے۔ صرف اتنا فرماتے ہیں کہ موضوع نہ ہو۔
انی شرح مواھب میں ہے:-

مادۃ المصنفین التساھل فی غیر الاحکام والعقائد مالم یکن
رعا ○

بی کا نہایت شدید الضعف ہونا، کسے معلوم نہیں؟ اس کے بعد صرف
اب ووضاع ہی کا درجہ ہے۔ ائمہ شان نے اسے متروک، بلکہ منسوب الیٰ
ب تک کیا۔ بایں ہمہ عامہ کتب سیر وتفاسیر اس کی، اور اس کے امثال کی
ات سے مالامال ہیں۔ علمائے دین ان امور میں انھیں بلانکیر نقل کرتے
یں: قال ابن عدی وقد حدث عن الکعبی سفیان وشعبۃ وجماعۃ
ضوہ بالتفسیر اما فی الحدیث فعندہ مناکیر ○
امام واقدی کو جمہور علما اہل اثر نے چنیں وچناں کہا۔ جس کی تفصیل
ان وغیرہ کتب میں مسطور۔ اگرچہ ہمارے علما کے نزدیک ان کی توثیق ہی

راجح ہے۔ کما افادہ الامام المحقق فی فتح القدیر۔ بایں ہمہ ... شدید ماننے والے بھی انھیں سیر و مغازی و اخبار کا امام مانتے، اور سلفاً خلفاً ... کی مرویات سِیَر میں ذکر کرتے ہیں۔ وعلی ھذا القیاس۔

افادہ بست و چہارم:-

کسی حدیث کا کتب طبقۂ رابعہ سے ہونا، موضوعیت بالائے طاق، ضعف شدید درکنار، مطلق ضعف کو بھی مستلزم نہیں۔ ان میں حسن، صحیح، صالح، ضعیف، باطل، ہر قسم کی حدیثیں ہیں۔ ہاں! بوجہ اختلاط وعدم بیان کہ عادت جمہور محدثین ہے، ہر حدیث میں احتمال ضعف قائم۔ لہٰذا غیر ناقد کو بے مطالعہ کلمات ناقدین، ان سے عقائد واحکام میں احتجاج نہیں پہنچتا۔ قول شاہ عبدالعزیز صاحب 'ایں احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بآنہا تمسک کردہ شود' کے یہی معنی ہیں۔ نہ یہ کہ ان کتابوں کی جتنی حدیثیں ہیں، سب واہی ساقط ہیں، یا موضوع و باطل۔ اور اصلاً در بارۂ فضائل بھی ایراد و استناد کے ناقابل۔ کوئی ادنی ذی فہم و تمیز بھی ایسا ادعا نہ کرے گا۔ نہ کہ شاہ صاحب سا فاضل۔ خود شاہ صاحب اثبات عقیدہ عمل کا انکار فرمارہے ہیں۔ اور وہ فضائل اعمال میں تمسک کے منافی نہیں۔

نیز تصانیف خطیب وابونعیم بھی طبقۂ رابعہ میں ہیں۔ اور شاہ صاحب بستان المحدثین میں امام ابونعیم کی نسبت فرماتے ہیں:-

از نوادر کتب او کتاب حلیۃ الاولیاء ہست کہ نظیر آن در اسلام تصنیف نشدہ۔

اسی میں ہے:-

...اب اقتضاء العلم والعمل از تصانیف خطیب ست بسیار خوب ...ت۔

...مادہ بست پنجم:-

...مابیں کہ بیان احادیث موضوعہ میں تالیف ہوئیں، دو قسم ہیں۔

...ل: وہ جن کے مصنفین نے خاص ایراد موضوعات ہی کا التزام کیا۔ ...موضوعات ابن الجوزی و اباطیل جوزقانی و موضوعات ...ی ـــــ ان کتابوں میں کسی حدیث کا ذکر بلاشبہ یہی بتائے گا کہ اس ...ف کے نزدیک موضوع ہے۔ جب تک صراحۃً نفی موضوعیت نہ کردی ہو۔ ...ن کتابوں کی نسبت یہ خیال بجا ہے کہ موضوع نہ سمجھتے، تو کتاب موضوعات ...یوں ذکر کرتے؟ پھر اس سے بھی صرف اتنا ثابت ہوگا کہ زعم مصنف میں ...ع ہے۔ بنظر واقع عدم صحت بھی نہ ثابت ہوگا۔ نہ کہ ضعف، نہ کہ سقوط، نہ کہ ...لان۔ ان سب کتب میں احادیث ضعیفہ درکنار، بہت احادیث حسان ...صحاح بھردی ہیں۔ اور محض بے دلیل ان پر حکم وضع لگادیا ہے۔ جسے ائمہ محققین و ...ناقدین نے بدلائل قاہرہ باطل کیا۔

دوم: وہ جن کا قصد صرف ایراد موضوعات واقعیہ نہیں۔ بلکہ دوسروں کے ...علم وضع کی تحقیق و تنقیح، جیسے لآلی امام سیوطی۔ یا نظر و تنقید کے لیے ان ...احادیث کا جمع کردینا، جن پر کسی نے حکم وضع کیا۔ جیسے انھیں کا ذیل اللآلی ـــــ پُر ظاہر کہ ایسی تصانیف میں حدیث کا ہونا مصنف کے نزدیک بھی اس ...کے موضوع ہونے کی دلیل نہیں۔ کہ اصل کتاب کا موضوع ہی تنہا ایراد موضوع ...نہیں، بلکہ اگر کچھ حکم دیا، یا سند، یا متن پر کلام کیا ہے، تو اسے دیکھا جائے گا۔

کہ صحت یا حسن یا صلوح یا ضعف یا سقوط یا بطلان کیا نکلتا ہے؟

نتیجۃ الافادات :-

الحمدللہ! کلام اپنے ذروۂ اعلیٰ کو پہونچا، اور احقاق حق حد اقصیٰ کو۔ ان چودہ افادوں نے ماہ شب چاردہ کی طرح روشن کردیا کہ تقبیل ابہامین کی حدیثیں اگر تعدد طرق وعمل اہل علم سے متقوی نہ بھی ہوں، تو انتہا درجہ، ضعیف بہ ضعف خفیف۔ اور فضائل اعمال میں باجماع علما محدثین وفقہا مقبول وکافی، اور ثبوت استحباب عمل کے لیے مفید ووافی ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین

افادہ بست وششم:-

بالفرض اگر ایسی جگہ ضعف سند ایسی ہی حد پر ہو کہ اصلاً قابل اعتماد نہ رہے۔ مگر جو بات اس میں مذکور ہوئی، وہ علما وصلحا کے تجربہ میں آچکی۔ تو علمائے کرام اس تجربہ ہی کو سند کافی سمجھتے ہیں۔ کہ آخر ضعف سند کذب واقعی کو مستلزم نہ تھا۔

حاکم نے بطریق عمر بن ہارون بلخی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قضائے حاجات کے لیے ایک ترکیب عجیب مرفوعا روایت کی، جس کے آخر میں ہے: **ولا تعلموها السفهاء فانه يدعون بها فيستجا بون** ○ یعنی بے وقوفوں کو یہ نماز نہ سکھاؤ کہ وہ اس کے ذریعہ سے جو چاہیں گے مانگ بیٹھیں گے اور قبول ہوگی۔

ائمہ جرح وتعدیل نے عمر بن ہارون کو سخت شدید الطعن، متروک، بلکہ متہم بالکذب تک کہا۔ بایں ہمہ ازاں جا کہ مستدرک میں تھا۔

قال احمد بن حرب قد جربته فوجدته حقا وقال ابراهيم بن على الد بيلى قد جربته فوجدته حقا وقال الحاكم قال لنا ابو زكريا قد جربته فوجدته حقا قال الحاكم قد جربته فوجدته حقا ○ (۱)

امام حافظ منذری نے فرمایا:-

الاعتماد فی مثل هذا علی التجربة لا علی الاسناد ○

افادہ بست وہفتم:-

بھلا، یاں تو طرق مسندہ باسانید متعددہ کتب حدیث میں موجود۔ علمائے کرام تو ایسی جگہ صرف کلمات بعض علما میں بلا سند مذکور ہونا ہی سند کافی سمجھتے ہیں۔ اگرچہ طبقہ رابعہ وغیرہا کسی طبقہ حدیث میں اس کا نام ونشان نہ ہو۔

حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے" حضور اقدس ﷺ کو ندا کرکے بابی انت وامی یا رسول اللہ کہہ کر حضور کے فضائل جمیلہ عرض کیے۔

یہ حدیث امام ابو محمد عبد اللہ لخمی اندلسی نے اپنی کتاب **اقتباس الانوار والتماس الازهار** اور ابو عبد اللہ محمد محمد بن الحاج عبدری مالکی نے اپنی کتاب **مدخل** میں ذکر کی، دونوں نے محض بلا سند ــــ ائمہ کرام وعلمائے اعلام نے اس سے زائد اس کا پتہ نہ پایا۔ کتب حدیث میں اصلاً نشان نہ ملا۔ مگر ازانجا کہ مقام، مقام فضائل تھا، اسی قدر کو کافی سمجھا۔ علامہ ابو العباس قصاری نے اسے **شرح قصیدہ بردہ** میں ذکر کیا، اور انھیں اندلسی کا حوالہ دیا۔ پھر علامہ قسطلانی نے **مواهب لدنيه** میں بصیغۂ جزم ذکر کی، اور اسی طرح **قصاد ومدخل** کی سند دی۔ اسی **مواهب شريف** و **نسيم الرياض** علامہ خفاجی و **مدارج النبوة** شیخ محدث دہلوی وغیرہا میں علمائے کرام نے اس حدیث کو زیر بیان آیہ کریمہ: **لَآ أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ** محل استناد میں ذکر کیا۔ کہ قرآن عظیم نے حضور پرنور سید المحبوبین ﷺ کی جان پاک کی بھی قسم کھائی کہ:

لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِی سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ ۵ اورحضور کے شہر مکہ معظمہ کی بھی کھائی کہ لَا اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۰ مگراس قسم میں، اُس قسم سے زیادہ اقدس ﷺ کی تعظیم ہے۔جس کی طرف امیر المومنین عمر فاروق اعظم ؓ اشارۃ فرمایا کہ عرض کرتے ہیں:

قد قالوا ان ھذا القسم ادخل فی تعظیمہ ﷺ من القسم بذ[illegible] وبحیاتہ کما اشار الیہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقولہ بابی ا[illegible] وامی یارسول اللہ قد بلغت من الفضیلۃ عندہ ان اقسم بتراب قدمیک فقال لااقسم بھذا البلد ۵ (نسیم الریاض)

میں ایک اسی حدیث بے سند کو کیا ذکر کرتا، کہ اس کی تو صدہا نظیریں کتب [illegible] میں موجود ہیں۔زیادہ جانے دیجیے، یہ پچھلے زمانے کے بڑے محدث شاہ [illegible] اللہ صاحب بھی جابجا اپنی تصانیف میں ایسی کتب کی حدیثوں سے سند لا[illegible] ہیں، جونہ کسی طبقہ حدیث میں داخل، نہ اس میں سند کا نام ونشان۔قرۃ العینین میں روایات مذکورہ تاریخ یافعی وروضۃ الاحباب و شاھد النبوۃ مولانا جامی سے استناد موجود۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شفا شریف میں اسی حدیث مذکور فاروقی بابی انت وامی یارسول اللہ کا ایک پارہ یونہی بلا سند ذکر فرمایا۔ اس پر امام جلال الدین سیوطی نے مناھل الصفا فی تخریج احادیث الشفا پھران کے حوالے سے علامہ خفاجی نے نسیم میں ارشاد کیا۔

لم اجدہ فی شیئ من کتب الاثر لکن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج فی مدخلہ ذکراہ فی ضمن حدیث طویل وکفی بذالک

[illegible] لہ فانہ لیس مما یتعلق بالاحکام۔

[illegible]ادہ بست وھشتم:-

[illegible]س حدیث موضوع وباطل ہی ہو، تاہم موضوعیت، عدم حدیث ہے، نہ [illegible]م۔یعنی اس بارے میں کچھ وارد نہ ہوا، نہ یہ کہ انکار ومنع وارد ہوا۔اب [illegible]ل او دیکھا جائے گا، اگر قواعد شرع ممانعت بتائیں ممنوع ہوگا، ورنہ [illegible] اصلیہ پر رہے گا۔اور بہ نیت حسن، حسن ومستحسن ہوجائے گا۔حدیث کے [illegible]ع ہونے سے فعل کیوں موضوع ہونے لگا؟ موضوع خود باطل ومہمل و بے [illegible] یا نہی وممانعت کا پروانہ؟

[illegible]لامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں زیر قول رملی اما الموضوع فلا [illegible]ر العمل بہ بحال فرماتے ہیں:-

ای حیث کان مخالفا لقواعد الشرعیۃ واما اذا کان داخلا فی اصل [illegible]ام فلا مانع منہ لا لجعلہ حدیثا بل لدخولہ تحت الاصل العام ۰

[illegible]یہ تو تصریح کلی تھی۔اب چند جزئیات پر نظر کیجیے، تو وہ بھی باعلی ندا شہادت [illegible] رہے ہیں کہ ورود موضوعات واباطیل ان کے نزدیک موجب منع فعل نہ [illegible] بلکہ باوصف اظہار وبطلان حدیث اجازت افعال کی تصریح فرماتے۔

([illegible]) امام سخاوی مقاصد حسنہ میں فرماتے ہیں:-

حدیث لبس الخرقۃ الصوفیۃ وکون الحسن البصری لبسھا من [illegible]لی قال ابن دحیہ وابن صلاح انہ باطل وکذا قال شیخنا انہ لیس [illegible]ی شیئ من طرقھا مایثبت..ثم ان ائمۃ الحدیث لم یثبتوا للحسن من علی سماعا فضلا من ان یلبسہ الخرقۃ ولم یتفرد شیخنا بھذا بل

سبقه اليه جماعة حتى من لبسها والبسها........هٰذا مع الباسی لها لجماعة من اعيان الصوفيه امتثالا لالالزامهم لی بذالک جار تجاه الكعبة المشرفة تبركا بذكر الصالحين واقتفاء لمن اثبته من الحفاظ المعتمدين" ملخصا

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

یہ انکار محدثین اپنے مبلغ علم پر ہے، اور وہ اس میں معذور۔ مگر حق، اثبات سماع ہے۔ محققین نے اسے بسند صحیح ثابت کیا۔ امام خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی نے خاص اس باب میں رسالہ اتحاف الفرقة تالیف فرمایا۔ اس میں فرماتے ہیں:-

اثبته جماعة وهو الراجح عندی لوجوه وقد رجحه ايضا الحافظ ضياء الدين المقدسی فی المختاره وتبعه الحافظ ابن حجر فی اطراف المختاره "

یہ تو بطور محدثین ثبوت صریح وصحیح ہے۔ اور حضرات صوفیہ کرام کی نقل متواتر تو موجب علم قطعی یقینی ہے۔ جس کے بعد حصول سماع ولبس خرقہ میں اصلاً محل سخن نہیں۔ وللہ الحمد

(۲) علامہ طاہر فتنی آخر مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں:-

من شم الورد ولم يصل على فقد جفانی وهو باطل وكذب......

وقد قال الشيخ على المتقی عن شيخه الشيخ ابن حجر قدس سره و غيره اما الصلاة على النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم عند ذالک ونحوه فلا اصل لها ومع ذالک فلا كراهة عندنا اه ملخصا"

(۳) فتح الملک المجید کے باب ثامن عشر میں بعد ذکر احادیث اوراد وازکار صبح وشام، ہے۔

يشبهها ماتيد اوله السادة الصوفية من قول لااله الاالله سبعين الف مرة يذكرون ان الله تعالىٰ يعتق بها رقبة من قالها واشترى بها نفسه من النار ويحافظون عليها لانفسهم ولمن مات من اهاليهم واخوانهم وقد ذكرها الامام اليافعی والعارف الكبير المحی بن العربی واوصى بالمحافظة عليها وذكروا انه قد ورد فيها خبر نبوی لكن قال بعض المشائخ لم ترد به السنة فيما اعلم وقد وقفت على صورة سوال للحافظ ابن حجر رحمه الله تعالىٰ عن هذا الحديث وهو من قال لااله الا الله سبعين الفا فقد اشترى نفسه من الله وصورة جوابه الحديث المذكور ليس بصحيح ولا حسن ولا ضعيف بل هو باطل موضوع اه هكذا قال ابن النجم الضبطی وعقبه بقوله لكن ينبغی للشخص ان يفعل ذالک اقتداء بالسيادة وامتثالا بقول من اوصى بها تبركا بافعالهم اه ملخصا

یہ علامہ نجم الدین ضبطی، شاہ ولی اللہ صاحب وشاہ عبدالعزیز صاحب کے استاذ سلسلۂ حدیث ہیں۔ دیکھو! انھوں نے امام ابن حجر کا وہ فتویٰ نقل کر کے حدیث کے باطل وموضوع ہونے کو برقرار رکھا۔ پھر بھی فعل کی وصیت کی، کہ اولیائے کرام کا اتباع ہو۔ اور ان کے افعال سے تبرک نصیب ہو۔ وباللہ التوفیق۔

(۴) ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں فرمایا۔

احادیث الذکر علی اعضاء الوضوء کلها باطلۃ *

بایں ہمہ فرمایا۔

ثم اعلم انه لا یلزم من کون اذکار الوضوء غیر ثابتة عنه صلی
اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم ان تکون مکروهة اوبدعة مذمومة بل انها
مستحبة استحبها العلماء الاعلام والمشائخ الکرام لمناسبة کل
عضو بدعاء یلیق فی المقام *

اس عبارت سے روشن طور پر ثابت ہوا کہ اباحت تو اباحت۔ موضوعیت
حدیث، استحباب فعل کے بھی منافی نہیں۔ اور واقعی ایسا ہی ہے کہ موضوعیت،
عدم حدیث ہے۔ اور ورود حدیث بخصوص فعل لازم استحباب نہیں، کہ اس کے
ارتفاع سے اس کا انتفالازم آئے۔

افادہ بست ونہم:-

بالفرض کچھ نہ سہی تو اقل درجہ اس فعل کو اعمال مشائخ سے ایک عمل سمجھ کر
بغرض روشنائی بصر معمول۔ ایسی جگہ ثبوت حدیث کی کیا ضرورت؟ صیغہ
اعمال میں تصرف واستخراج مشائخ کو ہمیشہ گنجائش ہے۔ ہزاروں عمل اولیائے
کرام بتاتے ہیں کہ باعث نفع بندگان خدا ہوتے ہیں۔ کوئی ذی عقل حدیث
سے ان کی سند خاص نہیں مانگتا۔ کتب ائمہ وعلما ومشائخ واساتذہ شاہ ولی اللہ وشاہ
عبد العزیز، اور خود ان بزرگواروں کی تصانیف ایسی صدہا باتوں سے مالا مال
ہیں۔ انھیں کیوں نہیں بدعت وممنوع کہتے؟

عزیزو! خدارا انصاف۔ ذرا شاہ ولی اللہ کی قول الجمیل دیکھو۔ اور ان
کے والد ومشائخ وغیرہم کے اختراعی اعمال تماشا کرو۔

(ب) دردسر کے لیے تختہ پر ریتا بچھانا، کیل سے ابجد، ہوز لکھنا۔
( ) چیچک کو نیلے سوت کا گنڈا بنا کر پھونک کر گرہیں لگانا۔
( ) اسمائے اصحاب کہف سے استعانت کرنا، انھیں آگ، لوٹ، چوری
[illegible]امان سمجھنا۔
( ) دیواروں پر ان کے لکھنے کو آمد جن کی بندش جاننا۔
( ) دفع جن کو چار کیلیں گوشہائے مکان میں گاڑنا۔
( ) عقیمہ کے لیے گلاب وزعفران سے ہرن کی کھال لکھنا، یہ کھال
[illegible]کے گلے کا ہار کرنا۔
( ) اسقاط حمل کو کسم کا رنگا گنڈا نکالنا، عورت کے قد سے ناپنا، گن
[illegible]نو گرہیں لگانا۔
(ج) دردزہ کو آیات قرآنی لکھ کر عورت کی بائیں ران میں باندھنا۔
(ط) فرزند نرینہ کے لیے ہرن کی کھال اور وہی گلاب وزعفران کا خیال۔
(ی) بچہ کی زندگی کو اجوائن اور کالی مرچیں لینا، ان پر ٹھیک دوپہر کو قرآن
[illegible]ھنا۔
(ک) لڑکا نہ ہونے کو عورت کے پیٹ پر دائرے کھینچنا، ستر سے کم شمار نہ ہونا۔
(ل) دفع نظر کو چھری سے دائرہ کھینچنا، کنڈل کے اندر چھری رکھنا، عائن وساحر
[illegible]ہ نام لے کر پکارنا، ناپ کر تین گز ڈورا لینا، اس پر شہت بہت کیا کنیا الفاظ غیر
[illegible]معلوم المعنی پڑھنا، قطاع النجا خدا جانے کون ہے؟ اسے ندا کرنا۔
(م) چور کی پہچان کا عمل نکالنا، یٰسین پڑھ کر لوٹا گھمانا۔
(ن) بخار کو عیسیٰ وموسیٰ ومحمد علیہم السلام کی قسمیں دینا۔

(ص) مصروع کو تانبے کی تختی پر دو اسم کھدوانا، پھر تعیین یہ کہ دن
اتوار ہو، ساعت بھی خاص اول ہی ہو، اس کے سوا صدہا باتیں ہیں۔

ان میں کون سی حدیث صحیح یا حسن یا ضعیف ہے؟ اور یہ ترکیبیں قر
میں کب تھیں؟ اور جب کچھ نہیں، تو بدعت کیوں نہ ٹھہریں؟ شاہ صاحب
کے والد ماجد و فرزند ارجمند و اساتذہ و مشائخ معاذ اللہ بدعتی کیوں نہ قرار پا

یہ سب تو بے سند، حلال و نفائس اعمال۔ مگر از ان میں حضور اقدس
پاک سن کر انگوٹھے چومنا، آنکھوں سے لگانا، اس سے روشنی بصر کی امید رکھ
اکابر سلف سے ماثور، علما و صلحا کا دستور، کتب فقہ میں مسطور، یہ معاذ اللہ
وبال و موجب ضلال۔ تو کیا بات ہے؟ یہاں نام پاک حضور سید المحبو
درمیان ہے، لہٰذا وہ دلوں کی دبی آگ بحیلہ شعلہ فشاں ہے ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ÷ من انداز قدت را می شناسم

افادہ سیم:-

ہمیں تو اس عمل تقبیل ابہامین کا جواز و استحباب ہی ثابت کرنا تھا
بعونہ تعالیٰ باحسن وجوہ، نقش مراد، کرسی نشیں، اور عرش تحقیق مستقر و مکیں
حضرات وہابیہ اپنے نئے اماموں کی خبر لیں۔ ان کے طور پر یہ فعل جائز کہا
کا؟ مستحب کیسا؟ خاص سنت سنیہ بلند و بالا ہے۔ اس کا منکر سنت مصطفیٰ
منکر ہے، بلکہ رد کرنے والا۔

طائفہ جدیدہ کے استاد رشید نے اپنی کتاب عجاب براھین قاطعہ ماامر اللہ
بہ ان یوصل میں مسئلہ قبول ضعاف فیما دون الاحکام کے اگر چہ بکمال سلیم القلب
و بصیر العینی وہ عجیب و غریب معنی تراشے کہ جدت کی لہریں، حدث کے تماشے

ہزار ہزار مکابرے، اپنی جانیں واریں۔ عقل و ہوش و چشم و گوش،
اصدقہ اتاریں۔ خادمان شریعت چاکران ملت، مالم تسمعوا
الحکم پکاریں۔ حضرت کی تمام سعی باطل کا حاصل بے حاصل یہ کہ:
علما کی مراد یہ کہ صرف وہ حدیث ضعیف مقبول، جس میں کسی عمل صالح کی
اس پر ثواب مذکور، اگر چہ خاص اس عمل میں حدیث صحیح نہ آئی ہو۔ جیسے روزۂ ماہ
اس کے بغیر اگر چہ حدیث میں عمل کی طلب نکلے، جب کوئی خاص ثواب
نہ ہو، مقبول نہیں۔ کہ یہ تو عمل کی حدیث ہوئی، نہ فضائل کی۔ پھر بشرط مذکور
مقبول ہوگی، مگر وہ عمل باوصف قبول حدیث و تسلیم فضیلت مستحب ہرگز نہ
جب تک حسن لغیرہ نہ ہو جائے۔ حدیث ضعیف سے ثبوت استحباب محض
خلاف اجماع ہے۔ علما نے جتنے اعمال کو بہ نظر ورود احادیث مستحب مانا، ان
حدیث حسن لغیرہ ہوگئی ہے۔ دلیل یہ کہ احادیث ادعیہ وضو کو علامہ طحطاوی
حسن لغیرہ ہیں۔ بس معلوم ہوگیا کہ سب جگہ ایسے ہی ہیں۔
ان کا حکم تھا جو حدیثیں افعال متعلقہ بجوارح میں آئیں، اور جو کچھ متعلق بجوارح
اگر چہ سیر ہوں، خواہ مواعظ، خواہ معجزات، خواہ فضائل صحابہ و اہل بیت، وسائر
ان میں قبول ضعاف، کی علما برابر تصریحیں فرماتے چلے آئے ہیں۔ خواہ کسی اور
بیان، جس میں کسی طرح کا اعلام و اخبار ہو، اگر چہ وہ نفیاً و اثباتاً عقائد میں اصلا
یہ سب کا سب باب عقائد سے ہے۔ میں ضعاف در کنار، بخاری و مسلم کی
مردود ہیں، جب تک متواتر و قطعی الدلالہ نہ ہوں۔ مثلاً جیسے حدیث کہ
جمعہ اپنے مکانوں پر آتی، اور صدقات چاہتی ہیں، باب عقائد سے
نظر طلب صدقہ اگر ہو، تو باب عمل ہے۔ کہ یہاں کوئی فضیلت صدقہ تو مذکور

نہ ہوئی ـــــــ خلاصہ یہ ہے کہ جو متعلق بجوارح ہیں، ان میں صحاح اما
اعتبار، اور متعلق بجوارح بے ذکر ثواب مخصوص میں خاص صحاح درکار۔ ہاں اگر
مذکور ہو، تو ضعاف مقبول۔ اور یہی مراد علما۔ مگر مستحب نہ ٹھہرے گا، جب تک
لغیرہ نہ ہو۔

شروع ص۸۱ سے وسط ص۸۹ تک ان مُحَدِّثِ مُحْدِث نے یہی
احداث کیا ہے۔ ان خرافات کے رد کی کیا حاجت؟ ہمارے افادات سابقہ
حرف حرف ان کا مردود۔ مگر یہاں ہمیں یہ کہنا ہے کہ تقبیل ابہامین کی
ثابت ہوگئی۔ اگر بنظر تعدد طرق اس کی حدیث کو حسن لغیرہ کہیے، فبہا
یہ تو آپ کی تفسیر پر بھی باب فضائل سے ہے۔ کہ متعلق بعمل جوارح بھی ہے
اس میں ثواب خاص بھی مذکور۔ تو احادیث، مفید استحباب نہ تھی، جواز تو
ثابت کریں گے۔ قبول ضعاف فی الفضائل کا اجماعی مسئلہ یہاں تو آپ کو
جاری ماننا ہوگا۔ اب اس جواز کو خواہ اس حدیث سے مستفاد مانیے کہ
حدیث جس باب میں مقبول، لا جرم وہ اس میں دلیل شرعی ہے۔ خواہ اجماع
سے، کہ ایسی جگہ ایسی حدیث معمول بہ۔ خواہ قرآن عظیم وحدیث صحیح کیف و
قیل وحدیث صحیح ارتقائے شبہات واحادیث مذکورہ افادہ [۱۸] وغیرہا سے
قبول وعمل کی طرف ہدایت فرماتے ہیں۔ خواہ قاعدہ مسلمہ شریعت محمدیہ یعنی ا
بالاحتیاط سے۔ ہر طرح ایک دلیل شرعی اس پر قائم۔ اور آپ کے نزدیک
فعل کے جواز پر کوئی دلیل شرعی صراحۃً ولالۃً کسی طرح دال ہو، اگر چہ وہ فعل
خاص، بلکہ اس کے جنس کا بھی کوئی فعل قرون ثلثہ میں نہ پایا گیا ہو، سب سنت
ہے۔ تو اب اس کی سنیت میں کیا کلام رہا؟!

افادہ سی ویکم :-

ان اکثر قاصرین زمان میں، سند کی فضیلتیں اور کلام اثرین میں
کی ضرورتیں دیکھ دیکھ کر مرتکز ہو رہا ہے کہ احادیث بے سند اگر چہ
... معتمدین میں بصیغہ جزم مذکور ہوں، مطلقاً باطل ومردود وعاطل۔
... مغازی، سیر، فضائل، کسی باب میں اصلاً نہ سننے کے لائق، نہ ماننے
... ل۔

... یہ محض اختراع، بیّن الاندفاع، مشاہیر محدثین وجماہیر فقہا دونوں
کے مخالف اجماع ہے۔ غیر صحابی جو قول یا فعل یا حال حضور سید عالم ﷺ کی
... بے سند متصل نسبت کرے، محدثین کے نزدیک باختلاف حالات
... طلاحات مرسل، منقطع، معضل ہے۔ اور فقہا واصولیین کی اصطلاح میں سب کا
... ل۔ اصطلاحات حدیث پر تعلیق واعضال یا اصطلاح فقہ واصول پر ارسال
... یہ بعض سند کا ذکر ہرگز لازم نہیں۔ بلکہ تمام وسائط حذف کرکے علمائے
... جو قال یا فعل رسول اللہ ﷺ وامثال ذالک کہتے ہیں، وہ بھی معضل
... ل ہے۔

امام اجل ابن الصلاح کتاب معرفۃ انواع الحدیث میں فرماتے ہیں:
... ل عبارۃ عما سقط من اسنادہ اثنان فصاعدا
مسلم الثبوت میں ہے: المرسل قول العدل قال علیہ السلام کذا
پھر باجماع علما محدثین وفقہا یہ سب انواع، نوع موضوع سے بیگانہ
... اور ما دون الاحکام مثل فضائل اعمال ومناقب رجال وسیر واحوال میں
... اتفاقاً ماخوذ ومقبول۔ جملہ مصنفینِ علوم، حدیث موضوع کو شر الانواع

بتاتے، اورانھیں اس سے جدا شمار فرماتے آئے۔اورتمام مولفین سیر، منکر، مراسیل ومعضلات کاذکرواثبات کرتے رہے۔

علامہ حلبی سیرۃ انسان العیون میں فرماتے ہیں: لا یخفی ان ا... تجمع الصحیح والسقیم والضعیف والبلاغ والمرسل والم... والمعضل دون الموضوع وقد قال الامام احمد وغیره من الائمہ... روینا فی الحلا ل والحرام شددنا و اذا روینا فی الفضائل ونح... تساهلنا...

اخیر رسالہ میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

الحمدللہ! کہ اس جواب کی ابتداء بھی حضوراقدس ﷺ کے نام پا... اور حضور پر درود سے ہوئی، اور انتہا بھی حضور ہی کے نام محمود و درود مسعود پر ہوئی۔ امید ہے کہ مولیٰ عز وجل اس نام کریم و صلاۃ وتسلیم کی برکت سے قبول فرمائے، اور انارت عیون، وتنویر قلوب، وتکفیر ذنوب، وسلامت ایمان وامن وامان، وتنعیم قبر، ونجات فی الحشر، کا باعث بنائے

فانه تعالیٰ بکرمه یقبل الصلاتین وهو اکرم من ان یدع ما بینهما وکان ذالك للیلة الثالثة یوم الاثنین لعلها الثامنة عشر من الشهر الفاخر شهر ربیع آخرت من شهور السنة

... عشر من المائة الرابعة عشر من هجرة الحبیب سید البشر ... الله تعالیٰ علیه وسلم وعلی آله وصحبه واولیائه اجمعین ... دعوانا ان الحمد لله رب العالمین سبحانك اللهم ... حمدك اشهد ان لااله الا الله انت استغفرك واتوب الیك ... الله سبحانه وتعالیٰ اعلم وعلمه مجده اتم واحکم

(۳۰) الاحلی من السکر لطلبة سکر روسر

علمائے وہابیہ عموماً، خصوصاً گنگوہی صاحب بات بات میں شرک، بدعت وگمراہی کا فتویٰ دیا کرتے ہیں۔ کہ طبیعت کی افتاد ہی اس قسم کی ہو گئی کہ الدین یسر کو خواہ مخواہ عسر بنا دیا ہے۔ جو فتویٰ ہے، عجیب وغریب مولود، فاتحہ، عرس، کو ناجائز کہتے کہتے ناجواز ہی زبان پر چڑھ گیا، گویا تکیہ ... ہو گیا۔ منی آرڈر کرنا ناجائز ہے، سود ہے۔ نوٹ کی بیچ کم وبیش درکنار برابر قیمت پر بھی درست نہیں۔ پوڑیہ کا رنگ نجس، ناپاک ہے۔ روسر کی شکر جائز نہیں وعلی ھذا القیاس۔

اسی کا ایک استفتاء ماہ ذی قعدہ ۱۳۰۳ھ میں نواب گنج بارہ بنکی سے شیخ ... الجلیل پنجابی نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت وجماعت کی خدمت بابرکت میں بھیجا۔ سوال یہ تھا:-

> روسر کی شکر کہ ہڈیوں سے صاف کی جاتی ہے اور صاف کرنے والوں کو کچھ احتیاط اس کی نہیں کہ وہ ہڈیاں پاک ہوں یا ناپاک، حلال کی ہوں یا مردار کی، اور سنا گیا ہے کہ اس میں شراب بھی پڑتی ہے۔ اور اسی طرح کل کی برف اور کل کی وہ کل چیزیں جن میں شراب کا لگاؤ سنا جاتا ہے۔ شرعاً کیا حکم رکھتی ہیں؟

اعلیٰ حضرت نے اس کے جواب میں ایک مستقل رسالہ ۴۸ صفحے کا تحریر فرمایا۔ یہ رسالہ پہلے مطبع حنفیہ پٹنہ میں رسالہ 'مخزن تحقیق تحفہ حنفیہ' کے ضمن میں چھپا۔ پھر دوسری مرتبہ فتاویٰ رضویہ جلد دوم میں صفحہ ۹۵ سے صفحہ ۱۴۳ تک چھپا۔ اعلیٰ حضرت نے تحریر جواب سے قبل حسب عادت کریمہ خطبہ عربی تحریر

... ابتدا اس طرح فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

...مع المولی و شکر ÷ لمن حمد العلی الاکبر ÷ شکرك الذ واحلی ÷ من کل ما یلذ ویستحلی ÷ والصلوٰة و السلام علی سید الانام ÷ اعظم یعسوب لنحل الاسلام ÷ ... الریق حلو الکلام ÷ منبع شهد یزیل السقام ÷ وصحبه العظام الفخام ÷ ماشتفی بالعسل مریض سقیم ÷ ... الحلو مسلم سلیم ......

اس رسالہ کا تاریخی نام اعلیٰ حضرت نے الاحلی من السکر لطلبة سکر روسر رکھا۔ اور قبل تحریر جواب دس مقدمہ اور ایک ضابطہ کلیہ تحریر فرمایا۔ جس سے ... کا جواب صاف اور روشن ہو جائے۔

مقدمہ اولیٰ:-

ہڈیاں ہر جانور یہاں تک کہ غیر ماکول ونامذبوح کی بھی مطلقاً پاک ہیں، ...ب تک ان پر ناپاک دسومت نہ ہو۔ سوا خنزیر کے کہ نجس العین ہے، اور اس کا ہر جزء بدن ایسا ناپاک کہ اصلاً صلاحیت طہارت نہیں رکھتا۔ اور دسومت میں ...ید ناپاکی اس غرض سے ہے کہ مثلاً جو جانور خون سائل نہیں رکھتے، ان کی ہڈیاں ہر حال پاک ہیں، اگرچہ دسومت آمیز ہوں۔ کہ ان کی دسومت بوجہ عدم اختلاط ...م خود پاک ہے۔ تو اس کی آمیزش سے استخوان کیوں کر ناپاک ہو سکتے ہیں؟ فی ...دیر الابصار والدر المختار ورد المحتار: شعر المیتة غیر الخنزیر ... وعظمها وعصبها وحافرها وقرنها الخالیه عن الدسومة (قید للجمع

کمافی القهستانی فخرج الشعر المنتوف ومابعده اذاکان ، دسومة) ودم سمك طاهر انتهت ملخصة

مگر حلال وجائز الاکل صرف جانور ماکول اللحم مذکی، یعنی مذبوح بذبح شر؟ کی ہڈیاں ہیں ـــــــ حرام جانور اور ایسے ہی جو بے ذکاۃ شرعی مرجائے، کاٹا جائے، بجمیع اجزائه حرام ہے۔ اگرچہ طاہر ہو، کہ طہارت مستلزم حا نہیں۔ جیسے سنکھیا بقدر مضرت، اور انسان کا دودھ بعد عمر رضاعت، اور مچھلی سوا جانوران دریائی کا گوشت وغیرہ ذلک۔ کہ یہ سب پاک ہیں اور باوجود پاکی حرام۔

مقدمہ ثانیہ:-

شریعت مطہرہ میں طہارت وحلت اصل ہیں۔ اور ان کا ثبوت خود حاصل کہ اپنے اثبات میں کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ اور حرمت ونجاست عارضی، کہ ان کے ثبوت کو دلیل خاص درکار۔ اور محض شکوک وظنون سے ان کا اثبات ناممکن۔ کہ طہارت وحلت پر بوجہ اصالت، جو یقین تھا، اس کا زوال بھی اس کے یقین کے مثل ہی سے متصور۔ نرا ظن لاحق، یقین سابق کے حکم کو رفع نہیں کرتا۔

یہ شرع شریف کا ضابطۂ عظیمہ ہے، جس پر ہزار ہا احکام متفرع۔ یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ تین چوتھائی فقہ سے زائد اس پر مبنی۔ اور فی الواقع جس نے اس قاعدہ کو سمجھ لیا، وہ صدہا وساوس ہائلہ وفتنہ پردازی اوہام باطلہ ودست اندازی ظنون عاطلہ سے امان میں رہا۔ جب کسی کو کسی شی پر انکار ومنع کرتے، اور اسے مکروہ، حرام، ناجائز، کہتے سنو۔ جان لو کہ بار ثبوت اس کے ذمہ ہے۔ جب تک دلیل واضح سے ثابت نہ کرے، اس کا دعویٰ اسی پر مردود، اور جائز ومباح کہنے والا،

بدوش۔ کہ اس کے لیے تمسک باصل موجود۔

طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے: (الاصل فی ...اء الطهارة) لقوله تعالیٰ: هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ ...ما ط والیقین لا یزول بالشك والظن بل یزول بیقین مثله (وهذا ...ل مقدر فی الشرع منصوص علیه)

مقدمہ ثالثہ:-

احتیاط اس میں نہیں کہ بے تحقیق بالغ، وثبوت کامل، کسی شی کو حرام ومکروہ کہہ ... شریعت مطہرہ پر افترا کیجیے۔ بلکہ احتیاط اباحت ماننے میں ہے۔ کہ وہی اصل ...ن، اور بے حاجت مبین خود مبین۔

سیدی عبد الغنی بن سیدی اسمٰعیل فرماتے ہیں: لیس ا لاحتیاط فی الافتراء علی اللّٰه باثبات الحرمة او الکراهة الذین لابدلهما من دلیل ...ل فی القول بالاباحة التی هی الاصل

مقدمہ رابعہ :-

بازاری افواہ قابل اعتبار، اور احکام شرع کی مناط ومدار نہیں ہوسکتی۔ بہت ...یں بے سروپا ایسی مشتہر ہوجاتی ہیں، جن کی کچھ اصل نہیں۔ یا ہے تو، بہزار ...مات۔ اکثر دیکھا ہے کہ ایک خبر نے شہر میں شہرت پائی، اور قائلوں سے تحقیق ...یا تو یہی جواب ملا کہ سنا ہے۔ نہ کوئی اپنا دیکھا بیان کرے، نہ اس کی سند کا پتہ چلے، کہ اصل قائل کون تھا؟ جس سے سن کر شدہ شدہ اس اشتہار کی نوبت آئی۔ یا ثابت ہوا تو یہ کہ فلاں کافر یا فاسق منتہائے سند تھا۔ پھر معلوم ومشاہد کہ جس قدر ...سلسلہ بڑھتا جاتا ہے، خبر میں نئے نئے شگوفے نکلتے آتے ہیں۔ حدیث موقوف

میں ہے کہ شیطان آدمی کی شکل بن کر لوگوں میں جھوٹی بات مشہور کر دیتا ہے، ا
کہتا ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے ذکر کیا جس کی صورت پہچانتا ہوں، نام نہیں جانتا

مقدمہ مسلم شریف میں ہے۔ان الشیطان یتمثل فی صورۃ الرجل فیا
القوم فیحدثهم بالحدیث من الکذب فیتفرقون فیقول الرجل ..
سمعت رجلا اعرف وجهه ولاادری مااسمه یحدث۔

مقدمہ خامسہ:-

حلت، حرمت، طہارت، نجاست، احکام دینیہ ہیں۔ان میں کافر کی خبر محض نامعتبر۔قال تعالیٰ: لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا۝ بلکہ مسلمان فاسق، بلکہ مستور الحال کی خبر بھی واجب القبول نہیں۔ چہ جائے کافر۔قال تعالیٰ: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا۝ الآیہ درمختار میں ہے: شرط العدالة فی الدیانات کالخبر عن نجاسة الماء فیتیمم ولا یتوضأ ان اخبر بها مسلم عدل منزجر عما یعتقد حرمته ویتحری فی خبر الفاسق والمستور اھ ملخصا

مقدمہ سادسہ:-

کسی شئی کا محل احتیاط سے دور، یا کسی قوم کا بے احتیاط وشعور، اور پروائے نجاست وحرمت سے مہجور ہونا، اسے مستلزم نہیں کہ وہ شئی یا اس قوم کی استعمالی، خواہ بنائی ہوئی چیزیں مطلقاً ناپاک یا حرام وممنوع قرار پائیں۔کہ اس سے اگر یقین ہوا تو ان کی بے احتیاطی پر۔اور بے احتیاطی مقتضی وقوع دائم نہیں۔پھر نفس شئی میں سوائے ظنون وخیالات کے کیا باقی رہا؟ جنھیں امثال مقام میں شرح مطہر لحاظ سے ساقط فرما چکی۔کما ذکرناہ فی المقدمۃ الثانیہ اور

ا للمرام چند نظائر بھی معرض بیان میں آنا مناسب۔

(۱) دیکھو! کیا کم ہے ان کنووں کی بے احتیاطی، جن سے کفار، فجار، گنوار، بچے، نادان، بے تمیز عورتیں، سب طرح کے لوگ پانی بھرتے پھر شرع مطہر ان کی طہارت کا حکم دیتی، اور شرب و وضو روا فرماتی ہے، لک نجاست معلوم نہ ہو۔

فی التتار خانیہ ثم رد المحتار: من شك فی انائه او ثوبه او اصابته نجاسة او لا فهو طاهر مالم یتیقن وکذا الآبار ماض والحباب الموضوعة فی الطرقات ویستقی منها غار والکبار والمسلمون والکفار۔

(۱) خیال کرو! اس سے زیادہ ظنون وخیالات ہیں ان جوتوں کے بارے جنھیں گلی، کوچوں ہر قسم کی جگہوں پر پہنے پھرے۔پھر بھی علما فرماتے ہیں: کنویں سے نکلے، اور اس پر کوئی نجاست ظاہر نہ ہو، تو کنواں طاہر اگرچہ ما للقلوب دس بیس ڈول تجویز کیے گئے۔فی التتار خانیہ سئل الامام جندی عن رکیة وهی البئر وجد فیها خف ای نعل تلبس ویمشی ا صاحبها فی الطرقات لایدری متی وقع فیها ولیس علیه اثر جاسة هل یحکم بنجاسة الماء قال لا اھ ملخصا

(۱) غور کرو! کیا کچھ گمان ہیں بچوں کے جسم وجامہ میں؟ کہ وہ احتیاط رنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔مگر فقہا حکم دیتے ہیں کہ جس پانی میں بچہ ہاتھ یا پاؤں ڈال دے، پاک ہے، جب تک نجاست تحقیق نہ ہو۔

طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے: کذالك حكم

الماء الذی ادخل الصبی یدہ فیه لان الصبیان لا یتوقون النجا
لا یحکم بها بالشك حتی لو ظهرت عین النجاسة او اثرها
بالنجاسة اہ ملخصا

(٤) لحاظ کرو! کس قدر مجال وسیع ہے روغن کتان میں، جس سے صابو
ہے۔ اس کی کلسیاں کھلی رکھی رہتی ہیں، اور چوہا اس کی بو پر دوڑتا، اور
پڑے، پیتا، اور اکثر اس میں گر بھی جاتا ہے۔ پھر ائمہ ارشاد فرماتے ہیں
اس بنا پر روغن کو ناپاک نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ فقط ظن ہیں۔ کیا معلوم کہ
نخواہی ایسا ہوا ہے۔ فی المحیط البرهانی وقع عند بعض الناس
الصابون نجس لانه یوخذ من دهن الکتان ودهن الکتان نجس لا
اوعیته تکون مفتوحة الراس عادة والفارة تقصد شربها وتقع فیها
غالبا ولکنا معشر الحنفیه لا نفتی بنجاسة الصابون لانا لا نفتی
بنجاسة الدهن لا ن الوقوع الفارة مظنون ولا نجاسة بالظن الم
ملخصا

(٥) نظر کرو! کتنی ردی حالت ہے ان کھانوں اور مٹھائیوں کی جو کفار و ہنود
بناتے ہیں۔ کیا ہمیں ان کی سخت بے احتیاطیوں پر یقین نہیں؟ کیا ہم نہیں کہہ
سکتے؟ کہ ان کی کوئی چیز گوبر وغیرہ نجاست سے خالی نہیں۔ کیا ہمیں نہیں
معلوم؟ کہ ان کے نزدیک گائے کا گوبر اور بچھیا کا پیشاب نظیف وطاہر بلکہ
طہور، مطہر بلکہ نہایت مبارک ومقدس ہے۔ کہ جب طہارت ونظافت میں
اہتمام تام منظور رکھتے ہیں، تو ان سے زائد یہ فضیلت کسی شی سے حاصل نہیں
جانتے۔ پھر علما ان چیزوں کا کھانا جائز جانتے ہیں۔ فی ردالمحتار طاهر ما

اهل الشرك او الجهلة من المسلمین کالسمن والخبز
والثیاب ملخصا

نگاہ کرو! مشرکین کے برتن، کون نہیں جانتا، جیسے وہ ہوتے ہیں۔ وہ
ف میں شرابیں پئیں، سور چکھیں، جھٹکے کے ناپاک گوشت کھائیں۔
فرماتی ہے۔ جب تک علم نجاست نہ ہو حکم طہارت ہے۔ فی الحدیقه
الیهود والنصاریٰ والمجوس لا تخلو عن نجاسة لکن لا
بها بالاحتمال والشك ملخصا

تامل کرو! کس قدر معدن بے احتیاطی، بلکہ مخزن ہر گونہ گندگی ہیں
خصوصا ان کے شراب خواروں کے کپڑے، علی الخصوص پاجامے، کہ وہ ہرگز
لحاظ رکھیں، نہ شراب پیشاب وغیرہما نجاست سے احتراز کریں۔ پھر علما
تے ہیں کہ وہ پاک ہیں، اور مسلمان بے دھوئے پہن کر نماز پڑھ لے تو صحیح
جب تک تلوث واضح نہ ہو۔ فی الدر المختار ثیاب الفسقة واهل
طاهرة اہ

لہذا عادت علمائے دین یوں ہے کہ حکم بطہارت کے لیے ادنی احتمال کافی
ہیں، اور اس کا عکس ہرگز معہود نہیں محض خیالات پر حکم نجاست لگا دیں۔
! گائے بکری وغیرہ اگر کوئیں میں گر کر زندہ نکل آئیں، قطعا حکم طہارت
۔ قال فی البحر وقید نا بالعلم لانهم قالوا فی البقر ونحوه یخرج
لا یجب نزح شیئ وان کان الظاهر اشتمال بولها علی افخاذها
یحتمل طهارتها بان سقطت عقب دخولها ماء کثیرا مع ان
الاصل الطهارة اہ

مقدمہ سابعہ:-

شدت بے احتیاطی جس کے باعث اکثر احوال میں نجاست وآلودگی کا غلبۂ وقوع وکثرت شیوع ہو، بیشک باعث غلبۂ ظن۔ اور ظن غالب شرعاً معتبر، اور فقہ میں بنائے احکام۔ مگر اس کی دوصورتیں ہیں۔

ایک تو یہ کہ جانب راجح پر قلب کو اس درجہ وثوق واعتماد ہو کہ دوسری طرف کو بالکل نظر سے ساقط کردے، اور محض ناقابل التفات سمجھے۔ گویا اس کا وجود وعدم یکساں ہو۔ ایسا ظن غالب فقہ میں ملحق بہ یقین، کہ ہر جگہ کار یقین دے گا، اور اپنے خلاف یقین سابق کا پورا مزاحم ورافع ہوگا۔ اور غالباً اصطلاح علما میں غالب ظن واکبر رائے اسی پر اطلاق کرتے ہیں۔

غمز العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر میں ہے: الشك لغة مطلق التردد وفی اصطلاح الاصول استواء طرفی الشئ وهو الوقوف بين الشيئين بحيث لايميل القلب الى احدهما فان ترجح احدهما ولم يطرح الآخر فهو ظن فان طرحه فهو غالب الظن وهو بمنزلة اليقين وان لم يترجح فهو وهم ولبعض متاخرى الاصوليين عبارة اخرى اوجزء مما ذكرناه مع زيادة على ذالك وهى ان اليقين جزم القلب مع الاستناد الى الدليل القطعى والاعتقاد جزم القلب من غير استناد الى الدليل القطعى كاعتقاد العامى والظن تجويز امرين احدهما اقوى من الآخر والوهم تجويز امرين احدهما اضعف من الآخر والشك تجويز امرين لا مزية لاحدهما على الآخر اه ملخصا۔

دوسرے یہ کہ ہنوز جانب راجح پر دل ٹھیک نہ جمے۔ اور جانب مرجوح

[illegible]مض مضمحل نہ سمجھے۔ بلکہ ادھر بھی ذہن جائے۔ اگرچہ بضعف وقلت یہ صورت یقین کا کام دے، نہ یقین خلاف کا معارضہ کرے۔ بلکہ مرتبہ شک وتردد ہی [illegible]ں بھی جاتی ہے۔ کلمات علما میں کبھی اسے بھی ظن غالب کہتے ہیں۔ اگرچہ حقیقتاً بمرد ظن ہے، نہ غلبہ ظن۔ فی الحديقة الندية ، غالب الظن اذا لم ياخذ [illegible] القلب فهو بمنزلة الشك واليقين لايزول بالشك اه ہاں! اس قسم کا اتنا لحاظ کرتے ہیں کہ احتیاط کو افضل وبہتر جانتے ہیں، نہ کہ اس پر عمل واجب ومتحتم [illegible]و جائے۔

مقدمہ ثامنہ:-

کسی شی کی نوع وصنف میں بوجہ ملاقات نجس، یا اختلاط حرام، نجاست [illegible]حرمت کا تیقن، اس کے ہر فرد سے منع واحتراز کا موجب اسی وقت [illegible]ہوسکتا ہے، جب معلوم ومحقق ہو کہ یہ ملاقات واختلاط بروجہ عموم وشمول ہے۔ مثلاً جب شی کی نسبت ثابت ہو کہ اس میں شراب یا شحم خنزیر پڑتی ہے، اور بنانے والوں کو اس کا التزام ہے۔ تو اس کا التزام کلیۃً ناجائز وحرام ہے۔ وہاں اس احتمال کو گنجائش نہ دیں گے کہ ہم نے یہ فرد خاص مثلاً خود بنتے نہ دیکھی، نہ خاص اس نسبت معتبر خبر پائی۔ ممکن کہ اس میں نہ ڈالی گئی ہو۔ کہ علی العموم التزام معلوم، تو یہ احتمال اسی قبیل سے ہے، جسے قلب قابل قبول والتفات نہیں جانتا، اور بالکل متزائل ومضمحل مانتا ہے۔ اور ہم پہلے کہہ چکے کہ ایسا احتمال کچھ کارآمد نہیں۔ نہ وہ ظن غالب کو مساوات یقین سے نازل کرے۔ تو اصل طہارت کا یقین، اس غلبہ ظن سے ذاہب وزائل ہوگیا۔ مگر یہ کہ اس فرد خاص کی محفوظی کسی ایسے ہی یقین سے واضح ہوجائے۔ تو البتہ اس کے جواز کا حکم دیا جائے گا۔

ولہذا علما نے فرمایا: 'دیبائے فارسی' ناپاک ہے اور اس سے نماز محض نا... کہ وہ اس کی چمک بھڑک زیادہ کرنے کو پیشاب کا خلط کرتے ہیں۔ اور ... دھوتے یوں نہیں کہ رنگ کٹ جائے گا۔ فی الدر المختار دیباج اهل فار... نجس لجعلهم فيه البول لبريقه اه اور اگر ایسا نہیں بلکہ صرف اتنا محقق کر... بھی ہوتا ہے، نہ کہ خاص ناپاک وحرام میں کوئی خصوصیت ہے، جس کے با... قصداً اس کا التزام کرتے ہیں۔ تو اس بنا پر ہرگز ہرگز حکم تحریم وتنجیس علی الاطلا... روا نہیں۔ اور یہاں وہ احتمالات قطعاً مسموع ہوں گے کہ جب عموم نہیں، تو جس فرد کا اہم استعمال چاہتے ہیں، ممکن کہ افراد محفوظہ سے ہو۔ اور اصل متیقن طہارت وحلت۔ تو شکوک وظنون نا قابل عبرت۔

بالجملہ ایسی صورت میں حکم کلی یہی ہے کہ نوع کی نسبت غیر کلی یقین منع کلی کا موجب نہیں، بلکہ خصوص افراد کا لحاظ کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مقدمہ تاسعہ :-

جب بازار میں حلال وحرام مطلقاً یا کسی جنس خاص میں مختلط ہوں، اور کوئی ممیز وعلامت فارقہ نہ ملے، تو شریعت مطہرہ خریداری سے اجتناب کا حکم نہیں دیتی۔ کہ آخر ان میں حلال بھی ہے۔ تو ہر شئی میں احتمال حلت قائم، اور رخصت واباحت کو اسی قدر کافی۔ یہ دعوی بھی ہماری تقریرات سابقہ سے واضح۔ اور خود ملاذ مذہب ابوعبداللہ شیبانیؒ نے مبسوط میں کہ کتب ظاہر روایت سے ہے، اس پر نص فرمایا: فی الاشباه عن الاصل اذا اختلط الحلال والحرام فی البلد فانه يجوز الشراء والاخذ الا ان تقوم دلالة على انه من الحرام اه

مقدمہ عاشرہ :-

...ضرت حق جل وعلا نے ہمیں یہ تکلیف نہ دی کہ ایسی ہی چیز کو استعمال ...ں، جو واقع ونفس الامر میں طاہر وحلال ہو۔ کہ اس کا علم ہمارے حیطۂ ...ت سے ورا۔ قال اللہ تعالیٰ: لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۝ نہ یہ ...ت فرمائی کہ صرف وہی شئی برتیں، جسے ہم اپنے علم ویقین کے رو سے طیب ...ا جانتے ہیں۔ کہ اس میں بھی حرج عظیم۔ اور حرج مدفوع بالنص۔ قال ...ٰی: ما جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ۝

اے عزیز! یہ دین بحمد اللہ تعالیٰ آسانی وسماحت کے ساتھ آیا۔ جو اسے اس ...طور پر لے گا، اس کے لیے ہمیشہ رفق ونرمی ہے۔ اور جو تعمق وتشدد کو راہ دے ...یہ دین اس کے لیے سخت ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہی تھک رہے گا۔ اور ...خت گیری کی آپ ندامت اٹھائے گا۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں: ان الدين يسر ...ن يشاد الدين احد الا غلبه فسددوا واقاربو وبشروا الحديث رواه ...ماری والنسائی عن ابی هريرة

بلکہ صرف اس قدر حکم ہے کہ وہ چیز تصرف میں لائیں، جو اپنی اصل میں ...ال وطیب ہو۔ اسے مانع ونجاست کا عارض ہونا، ہمارے علم میں نہ ہو۔ ولہذا ...ب تک خاص اس شئی میں، جسے استعمال کرنا چاہتا ہے، کوئی مظنۂ قویہ ...ومانعت کا نہ پایا جائے، تفتیش وتحقیقات کی بھی حاجت نہیں۔ مسلمان کو روا ...ا اصل حل وطہارت پر عمل کرے۔ ویمکن ویحتمل وشاید ولعل کو جگہ نہ دے۔ ...ی الحديقة: لا حرمة الا مع العلم لان الاصل الحل ولا يلزمه السوال ...ن شئ حتى يطلع على حرمته ويتحقق بها فيحرم عليه ح اه ملخصا

ہاں! اس میں شک نہیں کہ شبہہ کی جگہ تفتیش وسوال بہتر ہے، جس
کوئی فائدہ مترتب ہوتا سمجھے۔ یہ بھی اس وقت تک ہے، جب اس احتیاط
میں کسی امر اہم واکد کا خلاف نہ لازم آئے۔ کہ شرع مطہر میں مصلحت کی
سے مفسدہ کا ازالہ مقدم تر ہے۔ مثلاً مسلمان نے دعوت کی۔ یہ اس
وطعام کی تحقیقات کررہے ہیں۔ کہاں سے لایا؟ کیوں کر پیدا کیا؟ حلال
حرام؟ کوئی نجاست تو اس میں نہیں ملی ہے؟ کہ بیشک یہ باتیں وحشت
والی ہیں۔ اور مسلمان پر بدگمانی کرکے ایسی تحقیقات میں اسے ایذا دینا
خصوصاً اگر وہ شخص شرعاً معظم ومحترم ہو۔ جیسے عالم دین، سچا مرشد، یا با
استاد، یا ذی عزت مسلمان سردار قوم، تو اس نے اور بیجا کیا۔ ایک تو بد
دوسرے موحش باتیں، تیسرے بزرگوں کا ترک ادب۔

ایک قاعدہ کلیہ واجبۃ الحفظ یہ ہے کہ فعل فرائض وترک محرمات کو ارضا
خلق مقدم سمجھے۔ اور ان امور میں کسی کی پرواہ نہ کرے۔ اور فتنہ ونفرت
ووحشت کا باعث ہونے سے بہت بچے۔ اسی طرح جو عادات ورسوم خلق
جاری ہوں، اور شرع مطہر سے ان کی حرمت وشناعت نہ ثابت ہو، ان میں ا
ترفع وتنزہ کے لیے خلاف وجدائی نہ کرے۔ کہ یہ سب امور ائتلاف وموانس
کے معارض، اور مراد ومحبوب شارع کے مناقض ہیں۔ ہاں ہاں! ہوشیار وگو
دار کہ یہ وہ نکتۂ جمیلہ وحکمتِ جلیلہ وکوچۂ سلامت وجادۂ کرامت ہے، جس سے
بہت زاہدان خشک واہل تقشف غافل وجاہل ہوتے ہیں۔ وہ اپنے زعم میں محتا
ودین پرور بنتے ہیں، اور فی الواقع مغز حکمت ومقصود شریعت سے دور پڑے
ہیں۔ خبردار ومحکوم گیر قال الامام الغزالی: لیس له ان یسأله بل ان کا

اولف فی الترك وان كان لابد له فلياكل بغير سوال اذ
ذاء وهتك ستر وايحاش وهو حرام بلا شك۔

و ضابطه كليه دريں باب وتفرقه درحكم عظام وشراب:

ع ہو کہ کسی شی حرام خواہ نجس کے، دوسرے چیز میں خلط ہونے پر یقین

س: یعنی ایک فرد خاص کی نسبت تیقن۔ مثلاً آنکھوں سے دیکھا کہ اس
یں نجاست گری ہے۔
ی: یعنی مطلق نوع کی نسبت یقین۔
اس کی پھر دو قسمیں ہیں۔
ایک اجمالی: یعنی اس قدر ثابت کہ اس نوع میں اختلاط واقع ہوتا ہے، نہ یہ
لی العموم اس کے ہر فرد کی نسبت علم ہو۔ جیسے کفار کے برتن، کپڑے، کوئیں۔
سرا کلی: یعنی نوع کی نسبت بروجہ شمول وعموم ودوام والتزام اس معنی کا
ہو۔ مثلاً تحقیق پائے کہ فلاں نجس یا حرام چیزیں اس ترکیب کا جزو خاص
کہ جب بناتے ہیں، اسے شریک کرتے ہیں۔ اور یہ وہیں ہوگا کہ بنانے
ں کو بالخصوص اس کے ڈالنے سے کوئی غرض خاص مقصود ہو۔ ورنہ بلا وجہ
ام متیقن نہیں ہوسکتا۔ جیسے پانی وغیرہ کسی شی کو ہڈیوں سے صاف کریں، کہ
یں ناپاک یا حرام استخوان کی کوئی خصوصیت نہیں۔ جو مقصود ان سے
ل وپاک وحلال ہڈیوں سے بھی قطعاً متیسر۔ کمالا یخفی
اور وہ اشیا بھی جن کا کسی ماکول ومشروب، یا اور استعمالی چیزوں میں خلط
با نا موجب تردد وتشویش وباعث سوال وتفتیش ہو، دو قسم ہیں۔

ایک مانحنہ محذور : یعنی وہ جن میں ہر قسم کے افراد موجود۔ بعض ان حرام ونجس بھی ہیں۔ اور بعض حلال وطاہر۔ جیسے عظام کہ یہاں منشاءتو ہم ان لوگوں کا بے باک و نامحتاط ہونا ہے، جن کے اہتمام سے وہ چیز بنتی ہے جب ان اشیاء میں حرام ونجس بھی موجود، اوران کو پرواہ داحتیاط مفقود۔ تو کی کہ یہاں کس قسم کی چیز ڈالی گئی ہے؟ اسی لیے جب وہ کارخانہ ثقہ مسلمانوں متعلق ہو، تو خاطر پر اصلاً تردد نہ آئے گا۔ اور صدورِ محذور کی طرف ذہن سلیم جائے گا۔

دوسرے ماھو محذور: یعنی وہ کہ حرام مطلق یا نجس محض ہیں۔ جن کی کو فرد حلال وطاہر نہیں۔ جیسے شراب بجمیع اقسامہا علی مذھب مع الماخوذ للفتوی۔ یہاں باعث احتراز وتنزہ خود اسی شی کی نفس حالت ہے، بنانے والوں کی جرأت وجسارت۔ یہاں تک کہ ابتداء اہل کارخانہ کی وثاقت، عدالت معلوم ہونا، اس مقام پر علاج اندیشہ نہ ہوگی۔ بلکہ یہ ٹن کر ان کی وثاقت واحتیاط میں شک آسکتا ہے۔ اسی وجہ سے ان دونوں صورتوں میں ہنگام نظر و تنقیح حکم بوجوہ فرق واقع ہوتا ہے۔

صورت اولیٰ میں مجرد اسی شی مثلاً استخوان کے پڑنے پر تیقن، عام ازاں کہ تشخصی ہونا یا نوعی، اجمالی ہو یا کلی، خواہی نخواہی اس جزئی یا نوع میں مخالطہ حرام یا نجس کا یقین نہیں دلاتا۔ ممکن کہ صرف افراد طیبہ مباحہ استعمال میں آئے ہوں ـــــــ اسی طرح خاص افراد محرمہ ونجسہ کے استعمال پر یقین نوعی اجمالی بھی علی الاطلاق تحریم وتنجیس کا مورث نہیں۔ کہ ہر جزئی خاص میں استعمال فرد طاہر وحلال کا احتمال قائم۔ ولہٰذا افراد قسمین کا بازار میں اختلاط

ا تناول نہیں۔ کہ کسی معین پر حکم بالجزم نہیں کر سکتے۔

لاف صورت ثانیہ کہ وہاں صرف اس کے پڑنے کا یقین تشخصی خواہ نوعی کلی لی خاص یا تمام نوع کی تنجیس وتحریم میں بس ہے۔ جس کے بعد کچھ کلام ں رہتا۔ اور وہ احتمالات کہ بوجہ تنوع افراد، صورت اولیٰ میں متحقق ہوتے ہاں قطعاً منقطع۔ کمالا یخفی۔ اسی طرح صورت اولیٰ میں اگر بالخصوص ام و ناپاک ہی پڑنے کا ایسا ہی یقین تشخصی یا نوعی کلی ہو، تو اس کا بھی یہی اس تقدیر پر صورت اولیٰ، صورت ثانیہ کی طرف رجوع کر آئی ـــــــ یقین نوعی اجمالی یہاں بھی بکار آمد نہیں، کہ جب علی وجہ العموم والالتزام ں نہیں، تو ہر فرد کی محفوظی محتمل۔ جب تک کسی جزئی خاص کا حال تحقیق نہ ہو اس وقت یہ یقین، یقین تشخصی کی طرف رجوع کر جائے گا۔ وھو مانع کما

ا۔

بالجملہ خلاصہ ضابطہ یہ ہے کہ مانحنہ محذور میں کسی قسم کا یقین آمد نہیں۔ جب تک ماھو محذور کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور ماھو ور میں ہر قسم کا یقین کافی۔ مگر صرف نوعی اجمالی کہ ساقط وغیر مثبت ائت ہے، جب تک یقین تشخصی کی طرف آئل نہ ہو۔

الشروع فی الجواب:۔

کل کی برف میں شراب ملنے کی خبر قابل غور وواجب النظر۔ اب مقدمہ ۴ لی تقریریں پیش نگاہ رکھ کر، لحاظ درکار۔

اگر یہ اخبار، افواہ بازار، یا منتہائے سند، بعض مشرکین وکفار، تو بالکل مردود ص بے اعتبار۔ ہاں! صورت اخیرہ میں ـــــــ اگر ان کا صدق دل پر جمے،

تواحتیاط بہتر، تاہم گناہ نہیں ـــــ اوراتنا بھی نہ ہوتو اصلاً پرواہ نہیں۔

اوراگرفساق بداعمال یامستورنا معلوم الحال کی خبر، تو شہادت قلب کی طر[illegible] رجوع معتبر ـــــ اگر دل اس امر میں ان کے کذب کی طرف جھکے، تو [illegible] باک نہیں، مگر احتراز افضل۔ کہ آخر مسلمان ہیں۔ عجب کیا کہ سچ کہتے ہوں خصوصاً مستور کہ اس کی عدالت معلوم نہیں، تو فسق بھی تو ثابت نہیں ـــــ ا[illegible] قلب ان کے صدق پر گواہی دے، تو بے شک احتراز چاہیے۔ کہ ایسے مقا[illegible] پرتحری حجت شرعیہ ہے۔ اگر چہ وہ خبر بنفسہ حجت نہ تھی۔ مگر یہاں ممانعت کا در[illegible] حرمت قطعیہ تک تجاوز نہ کرے گا، اور وہ بھی اسی کے حق میں جس کا دل اس کی صدق کی طرف جائے۔ پس اگر دوسرے کے دل پر ان کا کذب جمے، اس کے لیے وہی پہلا حکم ہے، کہ احتراز بہتر، ورنہ اجازت۔

ہاں! اگر اس قدر جماعت کثیر کی خبر ہو، جن کا کذب پر اتفاق عقل تجویز نہ کرے، تو بے شک علی الاطلاق حرمت قطعی کا حکم دیا جائے گا۔ اور اس کے سوا کسی امر پر لحاظ نہ کیا جائے گا۔ اگر چہ وہ سب مخبر فساق وفجار بلکہ مشرکین وکفار ہوں۔

اسی طرح اگر منتہائے سند مسلمان عادل اگر چہ ایک ہی ہو، جب بھی احتراز واجب، اور برف حرام ونجس ـــــ مگر یہ ضرور ہے کہ وہ خود اپنے معائنہ سے خبر دے۔ ورنہ سنی سنائی کہنے میں، اس کا قول، خود اس کا قول نہیں۔ اسی طرح تواتر کے بھی یہ معنی کہ اس قدر جماعت کثیر خاص اپنے معائنہ سے بیان کرے، نہ یہ کہ کہنے والے تو ہزاروں ہیں، مگر جس سے پوچھیے، وہی سنا بیان کرتا ہے۔ کہ اس صورت میں اگر اصل مخبر کا پتہ نہیں، تو وہی افواہ بازاری،

[illegible]ائے خبر اس مخبر پر رہے گی۔ اور ناقلین درمیان سے ساقط ہو جائیں گے۔ [illegible] نظر اس اصل کے حال پر اقتصار کرے گی۔ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کا ہے کہ اکثر [illegible]م کی خبریں عوام یا کم علموں کے نزدیک متواترات سے ملتبس ہو جاتی [illegible]۔ حالانکہ عندالتحقیق تواتر کی بو نہیں۔

الحاصل جب خبر معتبر شرعی سے ثابت ہو جائے کہ شراب اس ترکیب کا جزء [illegible]، تو برف کی حرمت ونجاست میں کلام نہیں۔ اور علی العموم اس کے تمام افراد [illegible]ع ومحذور ـــــ اور یہ احتمال کہ شاید اس فرد خاص میں نہ پڑی ہو، محض [illegible]مل ومہجور۔ کہ ماھو معہود میں یقین نوعی کلی ہے۔ اور ایسی جگہ یہ احتمالات [illegible]ل لخت مضمحل وغیر کافی۔ یہاں تک کہ ایسی شئی کا دوا میں بھی استعمال ناروا۔ مگر [illegible]ب اس کے سوا دوا نہ ہو۔ اور یقین کامل ہو کہ اس سے قطعاً شفا ہو جائے گی۔ [illegible]یے بحالت اضطرار پیاسے کو شراب پینا، یا بھوکے کو گوشت مردار کھانا شرع مطہر [illegible]نے جائز فرمایا۔

اور اگر ایسی خبر سے ثبوت نہیں، تو غایت درجہ اس قدر کہ بحکم تورع [illegible]واجتناب شبہات احتراز کرے۔ مگر تحریم وتنجیس کا حکم بے دلیل شرعی، ہرگز روا نہیں ـــــ یہ تو اصل حکم فقہی ہے۔ اور واقع پر نظر کیجیے تو اس خبر کی کچھ حقیقت پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچتی۔ نہ اس پانی میں جسے منجمد کرتے ہیں، شراب ملانے کی کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے۔ تو برف حکم جواز ہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بیشک اس شکر کا ہڈیوں سے صاف کیا جانا ایسا یقینی ہے، جس کے انکار کی گنجائش نہیں۔ مگر

اولاً: غور واجب کہ اس تصفیہ میں ہڈیوں پر صرف شکر کا عبور ومرور

ہوتا ہے۔بغیر اس کے کہ ان کے کچھ اجزاء شکر میں رہ جاتے ہوں۔جس پانی کو کوئلوں اور ہڈیوں سے متقاطر کر کے صاف کرتے ہیں، کہ برتن میں پانی شفاف آجاتا ہے۔اور انگشت واستخوان کا کوئی جز اس میں شریک ہونے پاتا۔جب تو اس شکر کی حلت کو صرف ان ہڈیوں کی طہارت درکار اگرچہ حلال وماکول نہ ہوں—— اور درصورت مرور ظاہر یہی ہے کہ منافذ تنگ کرتے، اور بطور تقاطر رس کو عبور دیتے ہوں کہ ازالۂ کثافت کی ظاہرا صورت۔ہڈیوں پر صرف بہاؤ میں نکل جانا، غالباً باعث تصفیہ نہ ہوگا۔تو اس تقدیر پر درصورت نجاست استخوان، نجاست عصیر وحرمت شکر میں شک نہیں۔ورنہ بلاریب طیب وحلال۔

اور اگر اجزائے استخوان پیس کر رس میں ملاتے، اور وہ مخلوط وغیر ممیز ہو کر اس میں رہ جاتے ہیں، تو حلت شکر کو ان ہڈیوں کی حلت بھی ضرور۔صرف طہارت کفایت نہ کرے گی۔اور اگر غیر ماکول یا مردار کے استخوان ہوئے تو اس تقدیر پر شکر کے ساتھ ان کے اجزاء بھی کھانے میں آئیں گے۔اور ان کا کھانا گو طاہر ہوں، حرام۔تو شکر بھی حرام ہو جائے گی۔

روسر کی جس شکر کا حال تحقیقاً معلوم کہ یہ بالخصوص کیونکر بنی ہے، اور اس کی تفاصیل احکام ہماری اس تقریر سے ظاہر۔اور استخوان کی طہارت، نجاست، حلت، حرمت، کا حکم پہلے معلوم ہو چکا۔(دیکھو مقدمہ ا)

ثانیاً: کیف ماکان ان خیالات پر مطلقاً شکر روسر کو نجس وحرام کہہ دینا صحیح نہیں، بلکہ مقام حلال میں طہارت وحلت ہی پر فتوی دیا جائے گا۔تاوقتیکہ کسی صورت کا خاص حال تحقیق نہ ہو۔کہ اس قدر سے تمام افراد کی نجاست وحرمت

...یں، صرف ظنون وخیالات ہیں جنھیں شرع اعتبار نہیں فرماتی۔(دیکھو ۲)
...ما لہ بنانے والے بے احتیاط ہیں۔مانا کہ انھیں نجس وطاہر وحرام وحلال ...وا نہیں۔مانا کہ ہڈیوں میں وہ بھی پائی جاتی ہیں، جن کے اختلاط سے شی ...پا نجس ہو جائے۔مگر نہ سب ہڈیاں ایسی ہی ہیں، بلکہ حلال وطاہر بھی ...ت۔نہ بنانے والوں کو خواہی نخواہی التزام کہ خاص ایسے ہی طریقہ سے ...ب کریں، جو موجب تحریم وتنجیس ہو۔نہ کہ کچھ ناپاک وحرام ہڈیوں میں کوئی ...بیت، کہ انھیں تصفیہ میں زیادہ دخل ہو، جس کے سبب وہ لوگ انھیں کو اختیا...

...یں۔

اور جب ایسا نہیں تو صرف اس قدر پر یقین حاصل ہوا کہ ہڈیوں سے ...ف کرتے ہیں۔کیا ممکن نہیں کہ وہ ہڈیاں طاہر وحلال ہوں؟ —— یا اتنا ...ن ہوا کہ وہ بے پرواہ ہیں۔پھر نفس شکر میں سوائے ظنون کے کیا حاصل؟ اس ...ے بدرجہا زیادہ وہ بے احتیاطیاں اور خیالات جو بعض مسائل سابقۃ الذکر میں ...ق۔(دیکھو مقدمہ ۶) بلکہ جہاں بوجہ غلبہ وکثرت ووفور وشدت بے احتیاطی، غلبہ ظن ...ملحق بالیقین حاصل ہو، وہاں بھی علما تنجیس وتحریم کا حکم نہیں دیتے صرف ...اہت تنزیہی فرماتے ہیں۔(دیکھو مقدمہ ۷) پھر مانحن فیہ میں تو اس حالت کا ...ود بھی محل نظر۔کون کہہ سکتا ہے کہ اکثر ناپاک وحرام ہڈیاں ہی ڈالتے ...ں گے، اور طیب وطاہر شاذ ونادر؟ —— یا اتنا یقین ہو کہ وہ اپنی بے پرواہی ...لو قوع میں لاتے اور ہر طرح کی ہڈیاں ڈالتے ہی ہیں۔پھر یہ تو نہیں کہ دائماً ...صرف وہی طریقہ برتتے ہیں، جو نجس وحرام کر دے۔اور جب یوں بھی ہے، اور ...یوں بھی۔تو ہر شکر میں احتمال محفوظی۔تو ہرگز حکم نجاست وحرمت نہیں دے سکتے۔

(دیکھو مقدمہ ۸) بلکہ جب تک کسی جگہ کوئی وجہ وجیہہ ریب وشبہ کی نہ پائی جا
تحقیقات کی بھی حاجت نہیں۔ بلکہ جہاں تحقیق پر کوئی فتنہ، یا ایذائے اہل اا
یا ترک ادب بزرگان، یا پردہ دری مسلمان، یا اور کوئی محذور سمجھے، وہاں تو
ان خیالات وظنون کی پابندی نہ کرے۔ (دیکھو مقدمہ ۱۰)

ہاں بے شک جو شخص اپنی آنکھ سے دیکھ لے کہ خاص مردار یا حرام ہڈیاں
گئیں، اور اس کے سامنے شکر میں اس طور پر ملادی گئیں کہ اب جدا
ہوسکتیں۔ یا بچشم خود معائنہ کرے کہ بالخصوص ناپاک استخوان لائے گئے، اور ا
کے روبرو اس رس میں بے حالت جریان شامل ہوئے، اور وہی رس منعقد ،
شکر بنا۔ تو بالخصوص یہی شکر جو اس کے پیش نظریوں بنی، اس پر حرام۔ جس کا
کھانا جائز، نہ کھلانا جائز۔ نہ لینا جائز، نہ دینا جائز۔

یوہیں جس خاص شکر کی نسبت خبر معتبر شرعی سے، جس کا بیان مقدمہ ۵
میں گذرا، ایسا برتاؤ درجہ ثبوت کو پہنچے۔ اور معتمد بیان کرنے والا کہے: میں پہچا
ہوں یہ خاص وہی شکر ہے، جس میں ایسا عمل کیا گیا۔ تو اس کا استعمال بھی روا
ہوگا۔ بغیر ان صورتوں کے ہرگز ممانعت نہیں۔

اور اگر اس نے خود دیکھا یا معتبر شخص سے سنا، مگر بازار میں شکر بکنے آئی مخلوط
ہوگئی۔ اور کچھ تمیز نہ رہی تو حکم جواز ہے اور خریداری واستعمال میں مضائقہ
نہیں۔ جب تک کسی خاص شکر پر پھر دلیل خاص قائم نہ ہو۔ (دیکھو مقدمہ ۹) یہ
ہے حکم شرعی، اور حکم نہیں، مگر شرع کے لیے۔ صلی اللہ تعالیٰ علی
صاحبہ وبارک وسلم۔

بالجملہ اس شکر کے بارے میں اگر ان صورتوں میں سے کوئی شکل موجود ہو،

نے حکم حرمت ونجاست دیا تو وہی حکم ہے۔ ورنہ مجرد ظنون واوہام کی
تشدد وناواقفی۔ نہ تحقیق کسی شی کو حرام وممنوع کہہ دینے میں کچھ
بلکہ احتیاط اباحت ہی ماننے میں ہے۔ جب تک دلیل خلاف واضح نہ
مقدمہ ۳) ہم یقین کرتے ہیں کہ ان خیالات وتصورات کا دروازہ کھولا
تو ہندیوں پر دائرہ نہایت تنگ ہوجائے گا۔ ایک روسر کی شکر کیا؟ ہزارہا
چھوڑنی پڑیں گی۔ گھوسیوں کا گھی، تیلیوں کا تیل، حلوائیوں کا دودھ، ہر قسم
نائی، کافر عطاروں کا عرق شربت کیا بلا ہے؟ اور ان کی طہارت پر بے
اصل کون سا بینہ قاطعہ ملا ہے؟ اس دائرہ کی توسیع میں امت پر تضییق اور
مسلمانوں کی تاثیم وتفسیق جسے شرع مطہر کہ کمال یسر وسماحت ہے، ہرگز
نہیں فرماتی۔ فی الحاشیۃ الشامیۃ: فیہ حرج عظیم لانہ یلزم منہ
الامۃ اہ

ہاں! جو شخص بحکم کیف وقد قیل بچنا چاہے یہ بہتر وافضل ونہایت محمود عمل۔ مگر
ے ورع کا حکم صرف اسی کے نفس پر ہے۔ نہ یہ اس کے سبب اصل شی کو
کہنے لگے۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے آج تک اس شکر کی صورت نہ دیکھی، نہ کبھی
یہاں منگائی۔ نہ آگے منگائے جانے کا قصد۔ مگر بایں ہمہ ہرگز ممانعت
مانتا۔ نہ جو مسلمان استعمال کریں، انھیں آثم خواہ بے باک جانتا ہے۔ نہ
ع واحتیاط کا نام بدنام کر کے عوام مومنین پر طعن کرے، نہ اپنے نفس ذلیل
رذیل کے لیے ان پر ترفع وتعلی روا رکھے۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ نہ نے ان مقدمات عشرہ میں جو مسائل ودلائل